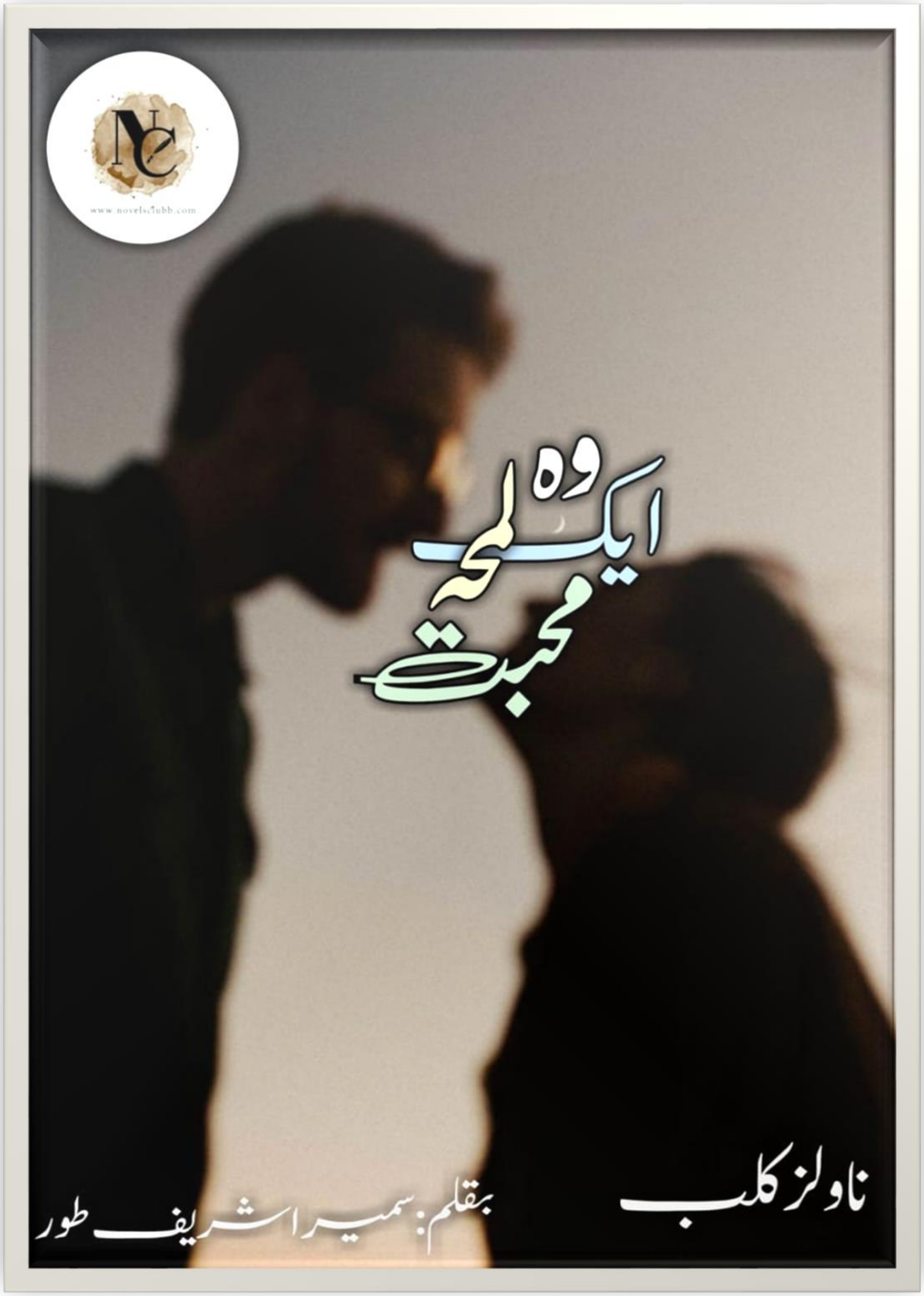
NC
www.novelsclubb.com
وہ ایک لمحہ محبت
ناولز کلب
بقلم: سمیرا شریف طور

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

وہ ایک لمحہ محبت

از سمیرا شریف طور

وہ گھٹنوں میں سر دبائے بے پناہ خوف آنکھوں میں لئے شدت سے رو رہی تھی۔

اس کا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ نجانے کتنا وقت بیتا تھا۔اس عقوبت خانے میں بند وہ رات دن کا تصور تک بھولے ہوئے تھی۔اسے بیتے لمحوں اور گزرتے وقت کو یاد کرنے پر یوں لگ رہا تھا کہ گویا صدیاں بیت گئی ہوں

''یا اللہ...''ہاتھ کی پشت سے چہرہ صاف کرتے وہ میٹرس سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ نجانے وہ کہاں تھی اور ادھر کیوں لائی گئی تھی۔اس اندھیرے کمرے میں واحد ٹیوب تھی جو روشن تھی زمین پر بچھا ایک میٹرس تکیہ اور چادر کے علاوہ کمرے کے کونے میں لکڑی کی چھوٹی سی ٹیبل پر ایک جگ اور گلاس تھا۔اس کے

علاوہ کمرے میں باتھ روم تھا۔ کمرے میں کوئی کھڑکی تو ایک طرف، ایک چھوٹا سا روزن تک نہ تھا۔

شروع۔ں۔ں تو وہ بہوش سی سوتی جاگتی کیفیت میں بے خبر ہی رہی تھی کہ وہ کہاں ہے اور کیوں ہے اور اب اسے ہوش میں آئے بھی کئی گھنٹے ہو چکے تھے۔ اس نے ایک دفعہ پھر ہاتھ میں بندھی گھڑی دیکھی مگر وہاں وہی خوفناک حقیقت۔ درج تھی۔ دس تاریخ اور رات ایک کا ٹائم درج تھا اور جب وہ گھر سے ہاسپٹل کے لے نکلی تھی تو آٹھ تاریخ اور آٹھ بجے کا وقت تھا۔ یعنی یہاں آئے اس کی آج دوسری رات تھی۔

رونا دھونا ترک کر کے وہ ایک بار پھر دروازے کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

’’ارے کوئی ہے؟ مجھے یہاں سے نکالو پلیز... مجھے نکالو... ورنہ میرا دم گھٹ جائے گا۔ میں مر جائوں گی۔‘‘

ہوش میں آنے کے بعد وہ یہ عمل کئی بار دوہرا چکی تھی کہ اب کی بار اسے ' '

اپنے ہاتھ شل ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔ جسم میں طاقت ختم ہوتی لگ رہی تھی

وہ ہر بار کی طرح اس بار بھی ناکام ٹھہری تھی۔

دروازے کے دوسری طرف اس کی آواز سن کر بھی جواب کوئی نہ تھا۔وہ دروازے کے ساتھ پیشانی ٹکا کر سسک اُٹھی تھی۔

اسے رہ رہ کر اپنی ماں بیمار باپ معصوم بہن اور بھائیوں کے چہرے یاد آرہے تھے۔ نجانے ان لوگوں کا کیا حال تھا۔پتا نہیں انہوں کسی نے بتایا بھی تھا کہ نہیں...ایک بار پھر اس نے گھٹنوں میں سر دے لیا تھا۔ نجانے کتنا وقت بیتا تھا کہ اس کی حسیات ایک دم الرٹ ہوئی تھیں

www.novelsclubb.com

"...ٹک...ٹک"

اسے دور سے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی یوں لگ رہا تھا کہ جسے کوئی اپنے بھاری جوتوں تلے زینے طے کرتا اسی کی طرف آرہا ہے۔وہ ایک دم سیدھی ہوتے میٹرس پر آبیٹھتی تھی۔

آنے والا پتا نہیں کون تھا؟اس کے کیا مقاصد تھا اسے یہاں کیوں لایا گیا تھا؟

قدموں کی چاپ قریب آکر رُک گئی تھی اور پھر چند منٹ بعد کلک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا تھا۔

وہ جو دم سادھے بھیگے چہرے سمیت پوری جان سے دروازے پر نظریں گاڑھے ہوئے تھی وہ اندر آنے والے وجود کو دیکھ کربت کی مانند ساکت ہوگئی تھی۔وہ جو نجانے اب تک کیا کچھ سوچ چکی تھی۔آنے والے کو دیکھ کر کئی لمحے تک اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکی تھی۔

وہ شخص دروازہ بند کر کے آگے بڑھا اور وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

’’تم...؟‘‘لفظ اس کے ہونٹوں سے کا ر نکلے گویا سکتہ ٹوٹ گیا تھا۔

’’ہاں میں... کیوں یقین نہیں آرہا... دیکھ لو تم نے ایک چال چلی میں نے پانسہ ہی پلٹ دیا۔ تم خود کو عقل کل سمجھتی تھیں کیا‘‘ وہ شخص نہایت نفرت سے مخاطب تھا۔ لہجہ انتہائی زہریلا اور غصیلا تھا۔ وہ ایک دم خوفزدہ سی دیکھے گئی۔

’’تم نے سمجھا ہو گا کہ ہو گا ایک احمق بے وقوف انسان... مگر تم نے یہ نہ سوچا کہ... جب بات عزت و غیرت اور کردار پر آجائے تو پھر ہم کچھ بھی کر گزرتے ہیں۔ پھر نفع و نقصان کی پرواہ نہیں کرتے اور تم نے مرے یے کردار پر ہی وار نہیں کیا بلکہ میری غیرت سے بھی کھیلی ہو۔‘‘ وہ بول نہیں رہا تھا، نفرت سے پھنکار رہا تھا۔

ربدا کو اپنا وجود برف کی سل میں ڈھلتا محسوس ہو رہا تھا۔

’’م... مم... مجھے یوں لائے ہو؟ میں نے کیا کیا ہے بھلا۔‘‘ خوف سے زرد پڑتے اس نے مزید لب کشائی کی تھی اور سامنے والا شخص اس کی اس درجہ لاعلمی پر گویا آتش فشاں کی طرح پھٹا تھا۔

’’شٹ اپ...‘‘ ایک دم آگے بڑھ کر اس نے ربدا کا بازو تھام لیا...وہ جو پہلے ہی خوف سے بے حال تھی اس کے اس قدر سنگن لہجے اور حملے پر مردہ ہو گئی تھی

’’تم نے خود مجھے مجبور کاہے ربدا بی بی اس درجہ ذلت آمیز سلوک پر...یہ سوال پوچھنے کے لے تو میں نے بھی تمھیں اُٹھوایا ہے کہ میں نے کیا بگاڑا تھا تمہارا... کیوں زہر گھولا تم نے میری ہنستی بستی زندگی.ں میں کیوں کیا تم نے...بتاؤ کیوں کیا۔‘‘ وحشی پن کا مظاہرہ کرتے اس کا بازو پکڑ کر وہ اس طرح گرجا تھا کہ ربدا کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاتا محسوس ہوا۔

’’تم میری پستی، میری ذلت، میری رسوائی اور بربادی کا سبب ہو۔جی چاہ رہا ہے کہ تنکوں کی طرح بکھری دوں تمہیں... تمہارے کیے ہر لفظ کو سچ ثابت کر دوں۔سچ۔‘‘اس کی دونوں کلائیوں پر اس کی گرفت اس قدر سخت تھی کہ ربدا ہول سی گئی۔

www.novelsclubb.com

وہ ایک طاقتور توانا اور مضبوط شخص تھا اور وہ کئی دن سے بھوکی خوفزدہ بے بس و لاچار ایک کمزور سی لڑکی تھی۔ نجانے وہ کیا کہہ رہا تھا۔ اس کا ذہن بالکل ماؤف ہو رہا تھا۔

پچھلے تین ماہ سے میں مسلسل انتقام کی آگ میں جھلسا ہوں۔ میرا اعتماد، میری محبت، میرے رشتے، میری انسی اور بھرم سب کچھ تمہاری سلگائی گئی آگ کی نذر ہو گا۔ میں نے موت سے پہلے قیامت کی اذیت برداشت کی۔ میں نے بڑا خود کو روکا مگر سارہ کی موت نے مجھے وحشی بنا ڈالا ہے۔ کیوں کیا تم نے میرے ساتھ ایسا مکار عورت بتاؤ۔" ایک بھرپور تھپڑ سے اس کے چہرے پر نہ صرف نشان ثبت ہوئے تھے بلکہ وہ لہرا کر دوبارہ میٹرس پر جا گری تھی۔

www.novelsclubb.com

بتاؤ... ورنہ آج مجھے شیطان کا روپ دھارنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ بتاؤ... کیوں لکھے تم نے وہ تمام خطوط اور یوں بھیجا وہ تصاویر..." وہ اس کے نزدیک آ

کر حلق کے بل چیختے پوچھ رہا تھا اور ربدا کو لگا آنکھوں کے سامنے چھایا اندھیرا بس پل میں اسے نگلنے والا ہے۔ اسے اپنا سر چکراتا محسوس ہوا۔

بولو...'' اس کے پاس ہی میٹرس پر گرتے اس نے اس کا بازو پھر اپنی آہنی گرفت میں لے لا تھا۔

مجھے نہیں پتا... ں س تو تمہیں جانتی بھی نہیں... چھوڑو مجھے۔'' اپنے چکراتے سر پر دوسرا ہاتھ رکھتے وہ سسکی تھی مگر مقابل شخص کے دل میں اس کے لئے ذرا بھی رحم نہ تھا۔ بے پناہ نفرت سے اس کو اپنی مضبوط فولادی گرفت میں سمیٹا اور اس پل ربدا کو لگا اس کی تمام قوتِ مدافعت بس آخری ہچکی لینے والی ہے۔

تم نے ابھی میری نفرت اور میرا انتقام نہیں دیکھا۔ تم ایسے نہیں مانو گی جو جیسا کرتا ہے ویسا بھرتا بھی ہے۔ میں تو ابھی تک حیرت زدہ ہوں کہ میری تم سے بھلا کیا دشمنی تھی؟ کیا لینا دینا تھا؟ جو تم نے وہ گھٹیا کھیل کھیلا... میرے تمام رشتے مجھ سے چھین لیے تم نے... بتاو کیوں کیا یا کس کے کہنے پر وہ خطوط اور تصاویر

بیجھی ؟بتاو کیا مقصد تھا تمہارا۔" ربدا کو اپنا سانس رُکتا محسوس ہوا۔ وحشت و خوف سے آنکھوں س پھٹ پڑی تھی

یا اللہ..."یقیناً یہ شخص ہوش میں نہ تھا۔ نجانے کیا کہنا چاہتا تھا۔اس کے حواس مکمل طور پر اس کا ساتھ چھوڑ چکے تھے۔

مجھے چھوڑو۔"اس نے کچھ کہنا چاہا تھا مگر صرف اس کے لب ہلے تھے اور پھر اطراف میں مکمل طور پر اندھیرا چھا گیا تھا۔

مائی فٹ...آئی ڈیم اٹ..."اس شخص نے ربدا کے بہوش وجود کو انتہائی نفرت سے دیکھ کر جھنجھوڑا تھا مگر اس کے وجود میں حرکت تک نہ ہوئی تو اس نے نفرت سے اسے میٹرس پر پھینک دیا تھا۔

آخر کب تک تم مرنے قہر سے بچو گی۔ تمہارے کیے تمام لفظوں کو اب سچا کرنا ہی میرا مقصد ہے۔"ایک حقارت بھری نظر اس کے ساکت و صامت وجود پر

www.novelsclubb.com

ڈال کر وہ شخص اپنے مضبوط قدموں کی دھمک اس کمرے میں چھوڑتے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا

وہ اپنے کمرے میں لیٹا ہوا تھا جب دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

آجاو...'' بخش دین اندر چلا آیا تھا۔اس نے ہاتھ میں پکڑی کتاب بند کی۔ ' '

بخش دین تہ خانے کی نگرانی پر معمور تھا۔اسے سامنے دیکھ کر چونک گیا

''ہاں بخش دین ہوش آگیا اس لڑکی کو۔ ' '

جی صاحب مگر اس کی حالت بہت خراب ہے۔کھانے کو مانگ رہی ہے۔'' وہ کہہ رہا تھا بازل خان نے نفرت سے ہونٹ سکیڑے۔ ' '

www.novelsclubb.com

''تو پھر کیا کیا تم نے؟ ' '

آپ کے حکم کے بغیر بھلا کچھ کر سکتا ہوں۔'' وہ مودبانہ کھڑا تھا۔اس نے ایک گہرا سانس لیا ' '

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تو ٹھیک ہے اسے کچھ کھانے کو دو...اور ہاں اس کے گھر والوں پر... نظر رکھنے کو کہا تھا اس کا کیا بنا کچھ معلومات حاصل ہوئی

رفقت نے خبر دی ہے کہ اس کا باپ دو دن سے ہاسپٹل میں ہے۔آگے پیچھے کوئی ہے نہیں جو ان کی خبر گری کرے۔فائق احمد نام ہے باپ کا دو بہن اور دو بھائی ہیں۔بہن اٹھارہ سال کی ہے جبکہ ایک بھائی بارہ سال کا،دوسرا چودہ سال کا۔باپ سرکاری ملازم ہے۔گورنمنٹ کی طرف سے دئے گئے گھر میں رہ رہا ہے۔فیملی سمت ُ،ایک بہن ہے اس شخص کی جو کھاتے پیتے گھرانے کی ہے۔اس کے بیٹے سے اس لڑکی کی منگنی ہو چکی ہے مگر فائق احمد کے ہسپتال پہنچنے کے بعد اس نے تمام تعلقات ختم کر دئے۔" بازل خان کے چہرے پر ایک گہری مسکراہٹ سمٹ آئی تھی۔ایک زہریلا اور نفرت انگیز مسکراہٹ جس میں انتقامی جذبات شامل تھے۔

www.novelsclubb.com

’’کیا کنڈیشن ہے اس شخص کی...‘‘ بے تاثر لہجے میں ہی پوچھا تھا۔ ’’ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ بہت مشکل ہے بچنا اس کا۔‘‘ یہ دوسری زہریلی مسکراہٹ تھی جو ہونٹوں سے چھو گئی تھی مگر اگلے ہی پل معدوم ہو گئی تھی۔

’’چلو ٹھیک ہے جاؤ تم... اس کو کھانے کو کچھ دو اور ہاں کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو کہ تہ خانے میں کون بند ہے۔‘‘

’’جی صاحب...‘‘ وہ فوراً حکم بجا لایا تھا۔

’’اب جاؤ تم...‘‘ وہ کمرے سے باہر نکلا تو اس نے پُرسوچ انداز میں ہاتھ میں پکڑی کتاب پھر کھول لی تھی....

www.novelsclubb.com

#وہ_ایک_لمحہ_محبت#

✍تحریر_سمیرا_شریف_طور#

#قسط_نمبر_2#

کھانا کھانے کے بعد اسے لگا کہ جسے اس کے تن مردہ میں تھوڑی سی جان پڑ گئی ہے۔آج اسے اس عقوبت خانے میں بند ہوئے تیسرا دن تھا اور وہ تین دن بعد کھانے کی شکل دیکھ رہی تھی۔ جسم میں اتنی کمزوری و نقاہت پیدا ہو چکی تھی کہ بازل خان کو سامنے دیکھ کر پل میں خوفزدہ ہوئی تھی۔ نجانے وہ شخص کیا کہتا رہا تھا مگر بند ہوتی آنکھوں اور گم ہوتے حواس کے ساتھ اسے صرف یہی محسوس ہوا تھا کہ اس شخص کی نیت اس کے معاملے میں قطعی اچھی نہیں ہے۔ نجانے اس کا کیا قصور تھا کس لے اسے یہاں لا یا گاف تھا۔وہ ابھی تک بے خبر تھی۔ جبکہ بازل خان کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ تو حیران و ششدر رہ گئی تھی۔وہ تو اسے ایک اچھا سلجھا ہوا انسان سمجھتی تھی مگر اس شخص کے ارادے دیکھ کر وہ اندر ہی اندر دہل اُٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس کی بہوشی نے اس کی درندگی و وحشت کی بھنٹک چڑھنے سے بچا لاش تھا۔ ورنہ نجانے اب تک اس کا وہ شخص کیا حشر کر چکا ہوتا؟ مگر اس شخص سے بھلا اس کی

کیا دشمنی تھی۔ذہن کے گوشے میں صرف چند ملاقاتیں تھی جن میں شناسائی سلام دُعا سے نہ بڑھی تھی مگر وہ کچھ اور بھی تو کہہ رہا تھا۔

شاید چند خطوط اور تصاویر کا ذکر کر رہا تھا اس نے اپنے ذہن پر زور ڈالنا چاہا مگر ذہن میں کچھ بھی واضح نہ ہو پایا تھا۔کوئی سرا نہ ملا تھا۔اس نے بُری طرح دُکھتے سر کو اپنے ہاتھوں میں گرا لاش تھا۔

وہ نہا کر نکلا تو بخش دین کمرے میں نظر آیا۔

ہاں بخش دین...بولو۔''تولیے سے سر رگڑتے ہاتھ تھم گئے تھے۔

''جی صاحب! وہ لڑکی آپ سے ملنا چاہتی ہے وہ بہت شور کر رہی ہے۔بار بار دروازہ پٹک رہی ہے۔''بازل خان کے چہرے کے عضلات کھنچ گئے تھے۔

''ہوں...''اس نے وال کلاک کو دیکھا۔رات کے نو بج رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

اور کچھ..."تولیا ٹاول اسٹنڈر پر ڈالتے وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہو کر بال بنانے لگا تھا۔

"نہیں صاحب..."

"کھانا کھا رہی ہے۔"

"جی صاحب! مگر اسے بہت تیز بخار ہو چکا ہے۔"

اوکے...اس وقت تو میں کہں ں جا رہا ہوں۔رات گئے لوٹوں گا۔تم اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر میرے کمرے.ں ں چھوڑ جانا۔شور کرے یا چیخے چلائے تو گولی حلق میں اُتار دینا۔ایسے لوگوں کے ساتھ انسانیت برتنا انسانیت کی توہین ہے۔"اس کا سپاٹ لب ولہجہ قطعی طور پر بے حسی لئے ہوئے تھا۔

جی صاحب!"وہ فوراً حکم بجالایا۔

اور اس کے باپ کی کیا خبر ہے؟" بستر پر پڑا لباس اُٹھا کر بخش دین کو دیکھا۔

صاحب جی رفیق مسلسل ہاسپٹل میں ہے۔ وہ مکمل طور پر ان لوگوں پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ لڑکی کی گمشدگی کی رپورٹ تھانے میں درج ہو چکی ہے۔ چونکہ وہ گھر سے ہسپتال جانے کے لئے نکلی تھی تو پولس ہسپتال والوں کو ہی مشکوک ٹھہرا رہی ہے۔ رہا اس کا باپ تو ڈاکٹر مکمل طور پر ناامید ہو چکے ہیں۔ ابھی تک وہ صرف مصنوعی سہارے سے سانس لے رہا ہے۔"

اوہ..." بازل خان نے سر ہلا دیا تھا۔ تبھی اس کا موبائل بجنے لگا تو اس نے بخش دین کو جانے کا اشارہ کرتے موبائل کان سے لگا لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

ہاں ایس پی جمشد صاحب۔" اس کا لہجہ نارمل تھا۔

"کب پہنچ رہے ہو؟

''بس نکلنے والا ہوں۔ '

جلدی کرو۔''وہ کہہ کر کال بند کر دی۔ بازل خان نے بھی موبائل بستر پر اُچھالتے لباس لے کر دوبارہ باتھ روم کا رُخ کیا تھا۔

وہ ہسپتال کے روم میں داخل ہوئے تو تسبیح کے دانے گراتے بی بی جان کا ہاتھ تھم گیا وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔

السلام علکم...'' باباصاحب نے اپنے مخصوص انداز میں سلام کیا

''...وعلیکم السلام

اب کیسی طبعت ' ہے؟''بستر کے قریب آکر وہاں لیٹے ننھے فرشتے کی پیشانی چوم کر پھر سر اُٹھا کر بی بی جان سے استفسار کیا تو ان کے ہونٹوں سے ایک آہ سی نکلی۔

ٹھیک ہے۔" تسبیح ایک طرف رکھ کر بچے پر پھونک مار کر وہ اس کے سرہانے ہی بیٹھ گئی تھیں

"ڈاکٹرز کیا کہتے ہں"؟

ان کا تو کام ہی ہے تسلیاں دینا۔" ان کی آواز رندھ گئی تھی بابا صاحب نے خاموشی سے اپنی شریک حیات کو دیکھا۔

باقی لوگ کہاں ہیں" انہوں نے پوچھا۔

بینش اپنے باپ کے ساتھ آئی تھی بڑی دُلہن اور سجاول کل سے ادھر تھے "تھک گئے تھے تو میں نے اس کے باپ کے ساتھ گھر بجھا دیا ہے۔

www.novelsclubb.com

ہوں۔۔۔

آپ نے بازل سے رابطہ کیا پھر..." ڈرتے ڈرتے بی بی جان نے پوچھا تو بابا صاحب نے نہایت غصے و غضب سے انہیں دیکھا۔

نام مت لو اس کا میرے سامنے... خاندان بھر میں نام ڈبو دیا ہے اس نے میرا

وہ باپ ہے اس کا۔" بی بی جان نے اس کا دفاع کرنا چاہا۔

اگر اسے اپنی اولاد کا اتنا ہی احساس ہوتا تو اسے چھوڑ کر جاتا ہی کیوں... اس کے سلوک اور حرکتوں کی وجہ سے بوتی تو اس کی قبر میں اُتر ہی گئی ہے اب بیٹے کو بھی مار ڈالے گا۔"

اللہ نہ کرے۔" بی بی جان نے دہل کر کلیجے اپر ہاتھ رکھا۔

وہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ آپ یقین کیوں نہیں کرتے وہ ہماری اولاد ہے۔ آپ نے اسے اتنا کچھ کہہ ڈالا ہے۔ مگر پھر بھی وہ بغیر کچھ کہے سب سہہ گیا۔" انہیں بازل خان کا چہرہ یاد آیا تو رو دیں۔

لائٹ آف تھی ہسپتال کی اندرونی عمارت میں جنریٹرز کی آواز سے رات کی تاریکی اور سناٹے میں ارتعاش سا پیدا ہوا تھا۔ تبھی ہسپتال کی عمارت کے سامنے داخلی گیٹ سے قدرے پرے ایک گاڑی آڑ کی تھی۔اپنی ڈیوٹی پر معمور منور خان چونک گیا۔ پچھلے دنوں اسی طرح رات کے وقت ایک گاڑی آئی تھی اور ڈاکٹر ربدا کو اُٹھا کر لے گئی تھی اور جب تک ہسپتال کا عملہ ہوشیار ہوتا وہ گاڑی زن سے بھاگ گئی تھی۔تب سے اس ہاسپٹل میں سیکیورٹی کا نظام پہلے سے زیادہ چوکس ہو گیا تھا۔ان دیکھے کیمرے نصب تھے مگر لوڈشیڈنگ کی وجہ سے صرف عمارت کا اندرونی حصہ ہی جنریٹرز کی بدولت روشن تھا۔داخلی حصہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

منور خان نے دیکھا گاڑی کے پچھلے حصے سے کسی نے دروازہ کھول کر کسی وجود کو باہر دھکیلا تھا۔ایک پل کو اس کے ذہن میں یہی خیال آیا تھا کہ کوئی ایمرجنسی آئی ہے مگر اگلے ہی پل وہ نقاب پوش شخص کو دیکھ کر چونک گیا تھا۔گاڑی اس وجود کو زمین پر ڈال کر زن سے بھاگ گئی تھی۔

بالکل چند دن پہلے والی صورتحال تھی بس اس بار فرق یہ تھا کہ اس دفعہ وہ کسی کو لے کر جانے کی بجائے چھوڑ کر گئے تھے۔

منور خان بھاگ کر اس وجود کے پاس آیا تھا ٹارچ کی روشنی اس وجود پر ڈالی تو پتا چلا کہ وہ نسوانی وجود ہے۔

’’اوئے یہ تو ڈاکٹر ربدا ہے۔اس دن جو اغوا ہوا تھا۔‘‘وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

’’یہ تو مر گیا ہے شاید...‘‘آنکھوں پر نا صرف پٹی بندھی ہوئی تھی بلکہ دونوں ہاتھ بھی پشت پر رسی سے بندھے ہوئے تھے۔بے حس و حرکت وجود کو دیکھ کر منور خان کی تشخیص یہاں تک ہی تھی۔

پھر وہ اندھا دھند اندر بھاگا تھا اور پھر چند لمحوں بعد ہی ہسپتال کا عملہ گیٹ کے سامنے تھا۔

www.novelsclubb.com

’’یہ تو زندہ ہے...بیہوش ہے۔‘‘کسی ڈاکٹر نے اس کی نبض چیک کر کے کہا تو چہار سو کھلبلی مچ گئی تھی۔

’’اسٹریچر لائو...ہری اپ...اندر لے چلتے ہیں۔‘‘اسی ڈاکٹر نے کہا تو کوئی اور پکارا۔

’’بٹ ڈاکٹر صاحب یہ تو پولیس کیس ہے۔‘‘

’’تو پولیس کیس سمجھ کر کیا اس کو ادھر ہی پڑا رہنے دیں۔یہ تو بڑا غیر انسانی سلوک ہے۔‘‘کوئی اور پکارا تھا اور پھر وہ لوگ اسے ہاسپٹل کے اندر لے آئے تھے۔کچھ دیر میں پولیس اور ہاسپٹل کے مالکان بھی پہنچ چکے تھے کیونکہ ڈاکٹر ربدا رات کی شفٹ میں ڈیوٹی آورز کے بعد اسی گیٹ سے اغوا ہوئی تھیں اور اب اسی گیٹ پر مل گئی تھیں۔

وہ بیہوشی کی دوائیوں کے زیر اثر تھی۔ وہ رات کے آخری گھنٹوں میں ملی تھی۔ دوائیوں کا اثر زائل ہونے میں کئی گھنٹے لگ گئے تھے صبح نو بجے کے قریب اسے ہوش آیا تو پولیس فوراً اس کا بیان لینے کو سر پر موجود تھی۔

’’آپ کو کون لوگ لے کر گئے اور پھر واپس کیوں چھوڑ گئے۔‘‘ پولیس کا سربراہ پوچھ رہا تھا۔ اس کے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔

’’مجھے نہیں پتا وہ کون لوگ تھے اور کیوں لے کر گئے تھے۔ مجھے کچھ نہیں پتا۔‘‘ وہ جو پہلے ہی اس درجہ اذیت میں مبتلا تھی پھر شدت سے رو دی۔

اس کا باپ چھن گیا تھا اب اس کے اندر اپنے باقی ماندہ خاندان کو برباد کرنے کا حوصلہ نہ تھا اس کے ساتھ جو بھی ہو چکا تھا اب اسے حوصلے سے برداشت کرنا تھا یہ تو وہ اس تہ خانے سے نکلنے سے پہلے ہی طے کر کے آئی تھی کہ اسے اب اس شخص کی ہر بات ماننی ہے۔

’’دیکھیں بی بی! یہ پولیس کیس بن چکا ہے۔آپ کو شاید علم نہیں کہ آپ کے والد آپ کی گمشدگی کے سبب ہارٹ اٹیک کا شکار ہو کے دنیا سے رُخصت ہو چکے ہیں۔ ہمیں بتائیں آپ کے اغوا کرنے والوں کا کیا مقصد تھا اور پھر بغیر کسی ڈیمانڈ کے واپس کیوں چھوڑ گئے۔‘‘

’’میں سچ کہہ رہی ہوں مجھے کچھ علم نہیں۔وہ کون لوگ تھے اور ان کا کیا مقصد تھا؟ہاں اتنا جانتی ہوں کہ وہ کسی اور کی غلط فہمی میں مجھے اُٹھا کر لے گئے تھے اور پھر جب انہیں حقیقت کا اندازہ ہوا تو وہ مجھے واپس چھوڑ گئے۔‘‘بخش دین کا سکھایا ہوا سبق وہ دہرا رہی تھی۔ان سب لوگوں نے حیرت سے اسے دیکھا اس کے ارد گرد پولیس کے علاوہ ہسپتال کا عملہ بھی تھا۔

www.novelsclubb.com

’’وہ کس کی غلط فہمی میں آپ کو لے کر گئے تھے۔کچھ پتا چلا اس شخصیت کے بارے میں جس کو اُٹھانا تھا۔‘‘اس کے بیان نے ارد گرد موجود لوگوں کے دلوں میں اک کھلبلی سی مچادی تھی اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

''وہ کس قسم کے لوگ تھے اگر آپ کے سامنے آئیں تو کیا پہچان لیں گی۔ ' '

مجھے ان کی شکلیں یاد نہیں ہیں۔وہ ہمہ وقت نقاب کیے رکھتے تھے۔'' ' '

پولیس آفیسر نے ہسپتال کے چیئر پرسن ڈاکٹر عبدالماجد صاحب کو دیکھا۔

میرا خیال ہے یہ واقعی غلط فہمی کی بنا پر کیا جانے والا اغوا ہے۔خیر آپ مکمل ' ' میڈیکل رپورٹ تیار کر لیں۔ہمیں ایک دوبار مزید چکر لگانا پڑے گا۔بہر حال تفتیش تو کرنی ہے۔''

مگر اس سارے واقعے سے میرے ہسپتال کی ساکھ بُری طرح مجروح ہوئی ' ' ہے۔نیوز پیپرز نے اس واقعے کو بہت اُچھالا ہے۔اب یہ نئی صورتحال آپ سمجھ سکتے ہیں میرے ہاں کام کرنے والی لیڈی اسٹاف اور آنے والی لیڈیز پیشنٹس کا اس کے متعلق کیا ری ایکشن ہو سکتا ہے۔''ڈاکٹر عبدالماجد کا ردعمل بُرا تھا۔ربدا نے خوفزدہ نظروں سے سب لوگوں کو دیکھا۔

’’پلیز ڈاکٹر ربدا کی کنڈیشن آل ریڈی خاصی خراب ہے۔ مینٹلی نارمل نہیں ہیں یہ۔آپ باہر چل کر ڈسکشن کر لیں۔‘‘ڈاکٹر شہناز اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتے ٹوکنے لگیں تو سب لوگ روم سے نکل گئے تھے۔

’’ڈاکٹر ربدا کیا واقعی تمہیں نہیں علم کہ وہ کون لوگ تھے اور کس کو اُٹھوانا چاہتے تھے۔یار تعاون کرو۔ تمہاری زندگی تو برباد ہو ہی گئی ہے کم از کم اس انجانے وجود کو ہی بچایا جاسکے۔‘‘ڈاکٹر شہناز کہہ رہی تھیں وہ رو دی۔

’’میں سچ کہہ رہی ہوں ڈاکٹر مجھے کچھ پتا نہیں۔پلیز میری فیملی کو بلوالیں میں گھر جانا چاہتی ہوں۔‘‘

’’اوکے میں سر سے بات کرتی ہوں تم انڈر ابزرویشن ہو۔پولیس اور سر کی اجازت پر ہی تمہاری فیملی کو اطلاع کی جاسکتی ہے۔تم ریلیکس رہو۔ذہن پر بوجھ ڈالنے کی قطعی ضرورت نہیں۔اوکے۔‘‘ وہ اس کا چہرہ تھپتھپا کر باہر نکل گئی تھیں۔

وہ ہاسپٹل سے گھر آگئی تھی۔نومان، ثوبان اطلاع ملنے پر فوراً ہسپتال پہنچے تھے اور پھر ان کے ساتھ وہ گھر آگئی تھی۔اس کی مکمل میڈیکل رپورٹ پولیس ایونٹ کے طور پر بالکل کلیئر آئی تھی مگر مینٹلی کنڈیشن اس کی خراب ہی رہی تھی۔اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہو چکا تھا اس سب صورتحال میں وہ ذہنی طور پر ڈسٹرب نہ ہوتی تو اور کیا ہوتا۔

ماما اور شارقہ کا رویہ اس کے ساتھ پہلے سے بڑھ کر کیئر نگ ہو گیا تھا مگر اسے سنبھلنے میں اب بھی وقت لگتا۔

پاپا کے انتقال کے بعد وہ واحد ان کا سہارا تھی ماما عدت میں تھیں مگر اس حالت میں ماما اور باقی سب اسے سنبھال رہے تھے۔پھوپھو وغیرہ نے تمام تعلقات توڑ لیے تھے بلکہ دیگر رشتہ داروں نے بھی پلٹ کر خبر نہ لی تھی ہاں اس کی واپسی پر ہر کوئی متجسس ضرور تھا۔وہ دنیا کے سامنے ایک سوالیہ نشان بن کر رہ گئی تھی۔اس نے ایک دو دن سنبھلنے کے بعد بینش کے گھر کال کی تو اس کی ملازمہ نے پک کی تھی۔

www.novelsclubb.com

بی بی صاحب کہہ رہی ہیں کہ وہ بات نہیں کرنا چاہتیں اور نہ ہی دوبارہ کال کیجیے گا۔ وہ اب آپ سے کوئی رابطہ نہیں رکھنا چاہتیں۔" ربدا کئی لمحوں تک حیرت زدہ رہ گئی تھی۔ بینش ایسی مطلب پرست لڑکی ہو گی وہ تصور تک نہیں کر سکتی تھی۔ کیا بینش آگاہ ہے کہ اسے اغوا کرنے والا کون تھا۔ وہ مسلسل سوچتی رہی اور جی چاہا کہ بینش کے پاس ضرور جائے اور اس سے اس درجہ ظلم کی وجہ پوچھے۔

اس نے جس طرح پولیس کے سامنے لاعلمی کا اظہار کیا تھا اب بھی اپنے گھر والوں سے بھی اس نے چھپالیا تھا کیا فائدہ پھر بتانے کا بھی۔ پاپا تو رہے نہیں تھے شارقہ، نومان اور ثوبان اس کے سامنے ایک سوالیہ نشان بنے کھڑے تھے۔ رہ گئیں ماما وہ انہیں بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی مگر اس نے دل میں پکا ارادہ ضرور باندھ لیا تھا کہ وہ بینش کے پاس ضرور جائے گی اور اس ظلم کا سبب جاننے کی کوشش ضرور کرے گی۔

www.novelsclubb.com

وہ پورے ایک ماہ بعد دوبارہ ہسپتال جوائن کر رہی تھی۔ڈاکٹر شمسہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی۔باقی سٹاف ممبران کا رد عمل بھی عجیب و غریب سا تھا۔وہ اب ایک ماہ کے عرصے میں آہستہ آہستہ لوگوں کے رد عمل کی عادی ہوتی جا رہی تھی۔سو نظر انداز کیے ڈاکٹر شمسہ کے ساتھ ہی بیٹھی رہی تھی۔

نو بجے کے قریب ڈاکٹر عبدالماجد آئے تو انہوں نے آتے ہی اسے بلوالیا وہ سر کے آفس میں آئی تو وہ منتظر ہی تھے۔

’’بیٹھیے۔‘‘وہ خاموشی سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

’’آپ کے ساتھ ہونے والے حادثے کے دوران آپ کے والد صاحب گزر گئے۔میں بس ہسپتال کی مصروفیات کی وجہ سے خصوصی طور پر تعزیت کے لیے نہ آسکا۔‘‘

’’کوئی بات نہیں سر۔‘‘

’’آپ دوبارہ ہسپتال جوائن کر رہی ہیں کیا؟‘‘ وہ پوچھ رہے تھے۔

’’جی سر....‘‘

’’دیکھیں ڈاکٹر ربدا! یہ ایک چھوٹا سا پرائیویٹ ہسپتال ہے۔ آپ ایک ذہین اور قابل ڈاکٹر ہیں۔ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ پبلک کو ایسا سٹاف مہیا کریں جو ہر لحاظ سے قابل اعتبار ہو۔‘‘ ڈاکٹر عبدالماجد کہہ رہے تھے اور ڈاکٹر ربدا خاموشی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

’’آپ نے ہمارے ہاں تین ماہ کام کیا ہے۔ آپ ایک بہت اچھی ڈاکٹر بن سکتی ہیں۔ آپ میں بہت ابیلیٹیز ہیں۔ بہت پوٹنشل ہے بٹ بیٹا۔‘‘ وہ رُک گئے تھے۔

’’آپ کے ساتھ ہونے والے اس حادثے سے میرے اس ہسپتال کی ساکھ بہت بُری طرح متاثر ہوئی ہے۔ آپ کو کڈنیپ کرنے والوں کا جو بھی مقصد تھا مگر میرے ہسپتال کی بہت بدنامی ہوئی ہے پبلک اور نیوز پیپرز نے اس حادثے پر سارا

الزام ہمارے سر تھوپنے کی کوشش کی تھی وہ تو اللہ کا شکر تھا کہ آپ کو چھوڑ دیا ان لوگوں نے اور ہماری بچت ہو گئی لیکن میں انتہائی معذرت کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ میں آپ کو اب مزید اپنے ہسپتال میں نہیں رکھ سکتا۔

سلیکشن پینل کے ممبران کی بھی یہی رائے ہے۔ یہ ہاسپٹل کی انتظامیہ کا مشترکہ فیصلہ ہے۔ ایم سوری۔" ربدا بے حس و حرکت بیٹھی رہ گئی تھی۔ نومان، ثوبان کے سکول کے اخراجات، شارقہ نے آگے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینا تھا دیگر گھریلو اخراجات۔ اسے لگا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ گیا ہے۔

مگر سر..." اس نے کچھ کہنا چاہا تھا۔

میں مجبور ہوں ڈاکٹر ربدا! آپ کے حوالے سے بہت ہی سیریس قسم کا ایشو چل نکلا ہے۔ بے شک پولیس وغیرہ نے آپ کے بیان کے بعد آپ کی فائل بند کر دی ہے مگر پبلک آپ کی فائل بند کرنے کے موڈ میں نہیں ہے۔ میں اپنے سٹاف اور مریضوں کو صاف ستھرا اور پُر سکون ماحول فراہم کرنا چاہتا ہوں۔ پلیز آپ ہمارا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

پرابلم سمجھنے کی کوشش کریں۔" اس کی عزت نفس کو پامال کیا جا رہا تھا۔ اس کے کردار و الفاظ پر شک کیا جا رہا تھا۔ وہ حیرت سے گنگ رہ گئی۔

''یہ آپ کی پچھلے ماہ کی تنخواہ ہے۔ ساتھ ہی آپ کے پچھلے تین ماہ کے بقایا جات اور بونس ہے۔ رئیلی مجھے خود بہت دُکھ ہے کہ میں خود ایک قابل ڈاکٹر کی خدمات سے محروم ہو رہا ہوں۔" انہوں نے اس کے سامنے سفید لفافہ رکھ دیا تھا۔

ربدا پھر بھی ساکت بیٹھی رہ گئی۔ یعنی اس کی سیاہ بختی کا آغاز ہو چکا تھا۔ دل چاہا کہ سامنے بیٹھے شخص کو بے نقط سنا ڈالے مگر کس بنیاد پر۔ اس کو سرد و گرم سے بچانے والا اس کا باپ اب اس دنیا میں نہیں رہا تھا اور نہ ہی اس کے پاس دولت جیسی طاقتور شے تھی جو اس کے سب عیب چھپا لیتی۔ لوگوں کے منہ بند کر دیتی۔

www.novelsclubb.com

''آپ پلیز اب جا سکتی ہیں۔" کیسی بے رحمی تھی وہ تڑپ اُٹھی۔

کچھ کہنا چاہا مگر زبان تالو سے چمٹ گئی آنسو بھری آنکھوں سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا اور جی چاہا کہ لفافہ اُٹھا کر اس شخص کے منہ پر دے مارے مگر مار نہ سکی۔اس لفافے میں موجود چند کاغذوں کی اسے اشد ضرورت تھی۔ بمشکل اپنے مردہ وجود کو لیے اُٹھی تھی۔

اپنا بیگ اور چادر لینے وہ ڈاکٹر شمسہ کے روم میں آئی تو وہ اسے دیکھ کر چونک گئی۔

’’ڈاکٹر ربدا! کیا ہوا؟‘‘اس نے فوراً اس کا ہاتھ تھام کر کرسی پر بٹھایا ورنہ وہ شاید یہیں گر جاتی۔

’’پلیز بتاؤ کیا ہوا؟ تمہیں تو عبدالماجد صاحب نے بلوایا تھا نا...پلیز ٹیل می کیا کہا انہوں نے۔‘‘وہ پوچھ رہی تھی اور ربدا شدت سے رو دی۔

’’انہوں نے مجھے یہاں سے فارغ کر دیا ہے۔‘‘شمسہ نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

"مگر کیوں؟"

وہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے سٹاف اور مریضوں کو ایک صاف ستھرا اور پُر سکون ماحول دینا چاہتے ہیں۔"ڈاکٹر شمسہ پل میں ساری بات سمجھ گئی۔

اوہ...ویری بیڈ..."دُکھ سے اس نے ربدا کا ہاتھ تھام لیا۔

ڈاکٹر شمسہ امیر دولت مند باپ کی اکلوتی بیٹی تھی۔اس کا ارادہ اپنا ہسپتال اسٹیبلش کرنے کا تھا مگر اس سے پہلے وہ تجربے کے لیے جاب کر رہی تھی۔وہ اس کے گھر کے مسائل سے اچھی طرح آگاہ تھی۔ بینش اس کی سکول فیلو تھی جبکہ شمسہ میڈیکل میں اس کی دوست تھی۔اس نے تمام لوگوں کی طرح اس کے اغوا کا سن کر رابطہ ختم نہ کیا تھا۔وہ سمجھ سکتی تھی کہ ایسے حالات میں یہ جاب ربدا کی فیملی کا کتنا بڑا سہارا بن سکتی تھی۔وہ خاموشی سے اس کا ہاتھ دباتی رہی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

''یہ عبدالماجد صاحب بڑے ڈپلومیٹ انسان ہیں۔ تم فکر نہیں کرو۔انسان کچھ بھی کر لے مگر رہے گا تو انسان ہی نا۔داتا تو نہیں بن جائے گا۔ایک در بند ہو تو پروردگار کوئی اور در کھول دیتا ہے۔ تم حوصلہ رکھو...اپنے گھر والوں کے لیے تم ہی واحد سہارا اور اُمید ہو۔اگر تم ہی حوصلہ ہار گئیں تو پھر ان کو کون سنبھالے گا۔ فکر نہیں کرو میں کل گھر آئوں گی تو مل کر سوچیں گے کہ کیا کرنا ہے۔''

''کیسے فکر نہ کروں شمسہ، پاپا کی ڈیتھ کے بعد واجبات کے لیے ابھی تک کوئی کارروائی شروع نہیں کی گئی اور جو واجبات ہیں آخر وہ کب تک ہمارا ساتھ دیں گے۔اوپر سے گھر خالی کر دینے کا نوٹس۔میں کل پاپا کے آفس گئی تھی۔اپلیکیشن دے کر آئی ہوں کہ جب تک ماما کی عدت ہے ہمیں اس گھر میں ہی رہنے دیا جائے مگر اس کے بعد ہم کہاں جائیں گے۔شارقہ گریجویشن کے بعد یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینا چاہتی تھی نومان ثوبان کے لیے پاپا نے نجانے کیا کیا خواب دیکھے تھے اور میں میری تعلیم کے لیے پاپا نے اتنا کچھ کیا۔ورنہ سفید پوش گھرانوں میں

www.novelsclubb.com

میڈیکل تعلیم محض ایک خواب ہوتی ہے۔انہوں نے میرے لیے اتنا کچھ کیا اور بدلے میں میری طرف سے انہیں کیا ملا ذلت رسوائی۔ میں تو اپنی ہی نظروں میں گر چکی ہوں مجھے ایک ایسے جرم کی سزا مل رہی ہے جو میں نے کیا ہی نہیں۔'' شمسہ کا اپنا دل بھر آیا۔

'' اب میں چلوں گی۔ تم بہت اچھی ہو شمسہ تم نے اور لوگوں کی طرح مجھے دھتکارا نہیں۔ پتا نہیں اب کب ملنا ہو۔ایک درخواست ہے کبھی کبھار ملتی رہنا... پلیز۔'' کچھ دیر بعد خود کو سنبھالتے اس نے ٹیبل سے اپنا بیگ اور چادر اُٹھا کر کہا تو شمسہ گم صم سی رہ گئی۔

'' میں ایسی نہیں ہوں اور نہ ہی میری فیملی ایسی سطحی سوچ کی حامل ہے۔ میں ضرور ملتی رہوں گی اور پھر اس میں تمہارا کیا قصور ہے۔ لوگ کچھ بھی سوچیں، جو مرضی کہیں میرا تمہارا ایک دو دن کا ساتھ نہیں جو بدظن ہو جاؤں اور رہی

www.novelsclubb.com

تمہارے ساتھ ہونے والے سانحے کی بات تو پولیس بے شک فائل بند کر چکی ہے

"اگر تم کہو تو میں ری اوپن کرواؤں۔پتا تو چلے کہ وہ کون لوگ تھے۔

نہیں...جب ہم کچھ جانتے ہی نہیں تو کن کے خلاف اُٹھیں۔یہ واقعی غلط

فہمی کی بنیاد پر ہونے والا اغوا تھا۔میں نے اپنا فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیا ہے۔پاپا کے بعد

اب مزید کسی اور نقصان کی میں متحمل نہیں ہو سکتی۔میری فیملی ہی میرا سب کچھ

ہے اور اپنے بہن بھائیوں کے لیے میں نے اس قصے کو ہی ختم کر دیا ہے۔اب

"میرے لیے اپنی ذات سے بڑھ کر اپنی ماما اور بہن بھائیوں کا مستقبل اہم ہے۔

شمسہ نے ربدا کو دیکھا کبھی وہ کس قدر پُر اعتماد بہادر اور دوٹوک انداز کی مالک ہوتی

تھی۔انتہائی ذہین اور قابل لڑکی آج زمانے کے سرد و گرم سہہ رہی تھی۔حالات

نے اسے کیا سے کیا بنا ڈالا تھا۔اسے اس پر بے حد ترس آیا۔

اوکے میں چلتی ہوں اب۔" چادر اپنے وجود کے گرد لپیٹ کر وہ اُٹھ کھڑی

ہوئی تھی۔

میں کل ان شاءاللہ چکر لگاؤں گی اور پھر مل کر سوچیں گے کہ آگے کیا کرنا ہے۔'' شمسہ کی بات پر سر ہلاتی وہ کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔

وہ_ایک_لمحہ_محبت#

✍تحریر_سمیرا_شریف_طور#

قسط_نمبر_3#

وہ بی بی جان کے بلانے پر کئی ماہ بعد حویلی آیا تھا اور اپنے بیٹے انیق کو دیکھ کر کیسے بکھر کر رہ گیا تھا خوبصورت صحت مند انیق بہت کمزور ہو چکا تھا جب وہ چند دنوں کے انیق کو چھوڑ کر گیا تھا تو وہ بہت صحت مند بچہ تھا اور اب بازل خان کے اندر دُکھ پلنے لگے۔

www.novelsclubb.com

ماں تو اس کی مر گئی تھی مگر جیتے جی اس نے اپنے بیٹے کو خود سے بھی محروم کر لیا تھا۔

بات سن پتر! اب تو کہیں نہیں جائے گا۔ تیرے باپ اور تیری لڑائی میں مجھ نمانی اور اس بچے کا کیا قصور ہے۔ ترس نہیں آرہا تجھے اس پر...ماں کی محبت کا اگر احساس نہیں تو اس کی خاطر ہی رُک جا..." بی بی جان آبدیدہ ہو گئیں تو اس کے اندر موجود دُکھ لاوے کی طرح پھٹنے لگا۔

میں نے قسم کھالی ہے بی بی جان جب تک میں ہر الزام سے بری نہیں ہو جاتا مجھ پر ہر طرح کی نعمت حرام ہے۔ میں یہاں رہتا ہوں تو اس حویلی کی وحشت مجھے کھانے کو دوڑتی ہے۔ گزرے دنوں کی اذیت ناگن کی طرح ڈستی ہے۔ بی بی جان مجھے ہر طرف سارہ نظر آتی ہے۔ میں سب برداشت کر گیا تھا۔ ہر الزام، ہر اذیت مگر سارہ کی وہ بے اعتبار نگاہیں بھولتی نہیں مجھے بی بی جان! وہ بغیر کچھ کہے چلی گئی اور مجھے جیتے جی مار گئی۔ میرا جی چاہتا ہے کہ ہر طرف آگ لگا دوں ہر چیز تہس نہس کر دوں۔ وہ جو میری ذلت کا سبب ہے اسے اپنے ہاتھوں سے زندہ درگور کر دوں۔" بی بی جان کے دل پر کسی نے ہاتھ ڈال دیا۔

www.novelsclubb.com

اتنے ماہ گزرنے کے باوجود اس کی ذہنی حالت وہی تھی۔

’’نہ پتر نہ... جذباتی نہیں ہوتے۔ غصہ عقل کو کھا جاتا ہے اور غصے میں انسان گناہ تک کر لیتا ہے۔ صبر سے کام لے۔ صبر سے پتر۔‘‘

’’نہیں ہوتا صبر... آگ لگی ہے میرے اندر... کوئی سرا ہاتھ نہیں آتا... کچھ سمجھ نہیں آتا بی بی جان کہ کیا کروں۔‘‘ بی بی جان نے اس کی پیشانی چوم لی۔

’’میں صدقے... میں قربان... ایسی باتیں نہ کر ماں کے دل کو تکلیف ہوتی ہے۔ میں تو تمہارا اعتبار کرتی ہوں نا۔ یہاں سب تمہارا اعتبار کرتے ہیں۔ تیرے بھائی، بھابیاں سب تجھے جانتے ہیں۔ بس تیرے بابا کو غصہ ہے۔ تو دل پر مت لے۔‘‘ انہوں نے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا۔

’’وہ اصول پسند ہیں۔ ظلم اگر مزارعے کے ساتھ بھی ہو تو برداشت نہیں کرتے۔ تو فکر نہ کر بڑی جلدی انہیں احساس ہو جائے گا کہ تم غلط نہیں ہو۔‘‘

www.novelsclubb.com

کیا فائدہ ایسے احساس کا...ان کے احساس سے میری سارہ تو واپس نہیں آ جائے گی۔" اس کا لہجہ زہر خند تھا بی جان خاموش ہو گئیں۔

بی بی جان..." کچھ پل بعد اس نے پکارا تو انہوں نے اسے دیکھا۔

"ہوں۔

وہ خطوط اور تصاویر کدھر ہیں؟" وہ چونکی تھیں۔

"! میرے پاس ہیں۔کیوں خیریت پتر

مجھے ضرورت ہے ان کی... میں بطور خاص اس لیے آیا ہوں کہ وہ ثبوت حاصل کروں۔سارہ تو چلی گئی مگر میں ایک الزام لے کر زندگی نہیں گزار سکتا۔ میں پتا کرنا چاہتا ہوں کہ اس لڑکی نے کیوں میرے ساتھ اتنا گھناؤنا کھیل کھیلا۔"

اس کی نس نس میں زہر پھیلا ہوا تھا۔کس قدر وحشیانہ انداز تھا۔بی بی جان اُٹھیں۔

www.novelsclubb.com

مگر اب کیا فائدہ تُو مٹی ڈال سب ٹھیک ہو جائے گا۔" انہوں نے سر سراتے لہجے میں کہا تو وہ پھنکارا۔

ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے سے بس مجھ پر جھوٹا جرم ہی ثابت ہو گا۔

"میں سب حقیقت جاننا چاہتا ہوں بی بی جان۔

ربدا لاعلم تھی اور وہ اس کی لاعلمی پر اُلجھ گیا تھا کس قدر حیرت تھی اس کے ہر انداز میں۔ وہ لڑکی استعمال کی گئی تھی یا واقعی بے قصور تھی وہ خود بھی اُلجھ گیا تھا اور اب وہ یہی اُلجھن ہی تو سلجھانا چاہتا تھا۔

ڈاکٹر ربدا اس کی دھمکی پر جس طرح فوراً اس کا ساتھ دینے پر مان گئی تھی اور رہا ہونے کے بعد اس نے اس کے خوف سے جو بھی بیان دیا تھا اس بیان نے اسے مزید اُلجھا دیا تھا۔ اگر وہ محض اس کی دھمکی کے خوف سے غلط بیان دینے پر مجبور ہو گئی تو بھی ڈاکٹر ربدا کی لاعلمی ہی اس کو اُلجھا گئی تھی ورنہ وہ شاید اسے کبھی رہا نہ کرتا۔

رفیق اس پر اور اس کے گھرانے پر ابھی بھی نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ اس کی اغوا کی

فائل بند ہو چکی تھی۔اگر وہ چاہتی تو اس کا نام لے کر اسے کٹہرے میں کھڑا کر سکتی تھی خصوصاً بینش سے تو رابطہ کرنے کی کوشش کرتی مگر ایسا کچھ بھی نہ ہوا تھا وہ اس ساری صورتحال سے اُکتا کر اصل ثبوت لینے یہاں چلا آیا تھا اب وہ کچھ اور لائحہ عمل ترتیب دینا چاہتا تھا۔

تم ادھر ہی رہو گے نا؟""بی بی جان نے پوچھا تو اس نے انیق کو پیار کیا۔

""پتا نہیں...انیق کو کون سنبھالتا ہے؟

""شائستہ ہی دیکھتی ہے۔ہر وقت اس کے پاس ہی رہتا ہے۔

""تنگ تو نہیں کرتا انہیں۔

لو اتنا سا بچہ بھلا کسی کو کیا خاک تنگ کرے گا۔بس اوپری دودھ سے بیمار ہو گیا تھا۔ویسے بڑا صابر بچہ ہے۔اپنی ماں کی طرح ہے۔شائستہ کے ساتھ ہل گیا ہے۔

اچھا شگون ہے۔ کل کو تمہاری بیوی آجائے گی تو پریشان نہ ہو گی۔" بازل خان نے چونک کر بی بی جان کو دیکھا۔

"کیا مطلب...؟ ' '

تیرے بابا چاہتے ہیں کہ اب تیری شادی کر دی جائے۔" انہوں نے ' ' نگاہیں چراتے انکشاف کیا تھا اور بازل خان حیرت زدہ رہ گیا تھا۔

ہر گز نہیں...آپ لوگوں نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا۔" وہ پھٹ پڑا تھا۔ ' '

سارہ کے بعد اب تو ساری عمر ایسے تو نہیں گزار سکتا۔" انہوں نے کہنا چاہا ' ' مگر اس نے ان کی بات کاٹ دی۔

www.novelsclubb.com

بس بی بی جان! میری شادی کا خیال دل سے نکال دیجیے۔ سارہ کے بعد ' ' کوئی بھی اس کی جگہ نہیں لے سکتا۔ بے شک وہ مجھے سچائی بتانے کا موقع دیئے بغیر

دل میں بے اعتباری لیے اس دنیا سے چلی گئی مگر ہماری محبت کی نشانی میرا بیٹا ہمارا ''انیق زندہ ہے۔ میں نے کبھی شادی نہیں کرنی اب۔

پر تیرے بابا تیرے چاچا سے بینش کے لیے بات کر چکے ہیں۔'' وہ حیرت سے گنگ دیکھتا رہ گیا۔

بینش...مائی فٹ ایسی لڑکی پر میں کبھی نگاہ ڈالنا بھی گوارا نہیں کرتا۔آپ جانتی ہیں کہ میں نے پہلے بھی اس سے شادی سے کیوں انکار کیا تھا۔وہ ایک ایسی بد تہذیب بگڑی ہوئی لڑکی ہے جسے اپنی تو کیا کسی کی بھی عزت بے عزتی کا کوئی احساس نہیں۔بطور کزن میں اسے برداشت تو کر سکتا ہوں آپ نے سوچ بھی کیسے لیا کہ جسے میں پہلے ریجیکٹ کر چکا تھا وہ اب پھر میری زندگی میں داخل ہو جائے۔

''اِٹس امپاسبل۔

’’پر پتر تیرے چاچا نے خود تیرے بابا سے بات کی تھی۔ تیرے بابا راضی ہیں وہ تھوڑی سی آزاد خیال لڑکی ضرور ہے مگر اب اتنی بھی بُری نہیں۔‘‘ انہوں نے سمجھانا چاہا۔

’’بی بی جان وہ آزاد خیال ہی نہیں بلکہ ماڈرن ازم کے نام پر ایک دھبہ ہے۔ اگر مجھے اسے قبول ہی کرنا ہوتا تو میں برسوں سے طے ہوئی اپنی اور اس کی بات کو ختم کروا کر سارہ سے شادی نہ کرواتا۔‘‘ اس نے زہر خند لہجے میں کہتے صاف انکار کر دیا تھا۔

’’میں نے تمہیں اسی لیے بلوایا تھا تیرے بابا صاحب بضد ہیں اس رشتے پر۔‘‘

www.novelsclubb.com

’’بی بی جان مجھے مجبور مت کریں۔ یہ نہ ہو کہ میں انیق کو لے کر ہمیشہ کے لیے آپ لوگوں کی دنیا سے نکل جائوں۔ ہر چیز ہر رشتے سے میرا اعتبار اُٹھتا جا رہا ہے

بی بی جان میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ بینش نام کی تباہی کے گڑھے میں آپ بھی مجھے دھکیلنے والوں میں شامل ہو سکتی ہیں۔" بی بی جان خاموش ہو گئی تھیں۔

' ' آپ بابا صاحب کو صاف کہہ دیں میں نے اب کبھی شادی نہیں کرنی۔ نہ ہی بینش سے اور نہ ہی کسی ایکس وائی زیڈ سے۔ سارہ آپ لوگوں کے لیے غیر نہ تھی بینش اگر چچا کی بیٹی ہے تو وہ پھوپھی زاد تھی بڑی حیرت ہو رہی ہے مجھے، اتنی جلدی "آپ سارہ کو فراموش کیے بینش کا نام لے رہی ہیں۔

' ' آپ مجھے وہ تصاویر اور خطوط دے دیں میں پہلے اس قصے کو کلیئر کرنا چاہتا ہوں۔ رہ گئی شادی کی بات تو بابا صاحب سے صاف کہہ دیں۔ مجھے شادی نہیں کرنی، اب... نہ کبھی بھی..." وہ دوٹوک انکار کرتے بیٹے کو بازوئوں میں اُٹھائے بی بی جان کے کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا۔

ایک در بند ہوا تھا تو اللہ نے ایک اور در کھول دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

شمسہ واقعی اس کے لیے ایک حقیقی اور غمگسار دوست ثابت ہوئی تھی۔اس کے ایک جاننے والے کی مسز گائنا کالوجسٹ تھیں ان کا شہر کے پوش ایریا میں اپنا کلینک تھا انہیں ایک فی میل ہیلپر کی ضرورت تھی۔ شمسہ کے توسط سے اس کا مسئلہ حل ہو گیا تھا۔بہت اچھی پے نہ تھی مگر کچھ نہ ہونے سے یہ جاب بھی اچھی تھی۔ پھر پک اینڈ ڈراپ کی سہولت مسز آفریدی دے رہی تھیں۔ کم از کم گھر کی ہانڈی روٹی تو چل ہی رہی تھی۔ وہ اس کے علاوہ کسی اچھی جاب کے لیے مسلسل ہاتھ پیر مار رہی تھی۔ کئی جگہ اپلائی کرر کھا تھا مگر تجربہ نہ ہونے کی بنیاد پر اس کی شاندار میڈیکل ڈگری بھی کسی کام نہ آئی تھی۔

ڈیوٹی آورز کے دوران وہ ادھر ہی تھی مسز آفریدی کے پاس ایک کیس آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

سیزیرین تھا وہ مریضہ اور اس کے ساتھ آنے والوں کو دیکھ کر چونکی۔

یہ بینش کی بھابی تھیں ساتھ میں بینش کی والدہ بھائی اور والد تھے۔اس کی والدہ سے سرسری سی سلام دُعا کے بعد وہ مسز آفریدی کے ساتھ روم میں چلی آئی۔ بینش

کی بھابی کا پہلا بچہ تھا وہ بھی سیزیرین کیس تھا۔ کیس سیریس تھا بچی اور ماں کی جان بمشکل بچ پائی تھی۔ کیس کے بعد وہ روم سے باہر آئی تو وہاں ویٹنگ روم میں اپنے والدین کے ساتھ بینش بھی کھڑی تھی۔ اسے دیکھ کر بینش چونکی۔

’’کیسی ہو بینش...؟‘‘ وہ اس کے پاس چلی آئی اس نے ہاتھ بڑھایا تو بینش نے کچھ خائف ہوتے اس کا ہاتھ تھاما۔

’’ٹھیک ٹھاک... تم ادھر؟‘‘ ربدا نے محسوس کیا کہ وہ اس سے بات کرتے کچھ محتاط سی ہو گئی ہے۔

’’یس... میں آج کل ادھر جاب کر رہی ہوں۔‘‘ ربدا نے اسے بغور دیکھا تو وہ اسے کچھ کنفیوژ سی لگی۔

www.novelsclubb.com

’’تم نے تو ہر رابطہ ختم کر ڈالا۔ مجھے تمہارے اس رد عمل پر حیرت تو ہوئی مگر پھر سوچا کہ تم بھی اس معاشرے کا ایک فرد ہو۔ تمہاری سوچ کیسے ان 99%

لوگوں کی سوچ سے مختلف ہو سکتی ہے۔اپنی زندگی میں ایسی مصروف ہوئی کہ تم سے ملنے پھر رابطہ کرنے کا وقت ہی نہیں ملا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں تم سے ملتی ہی نہیں۔ ملنا تو میں نے تم سے تھا اور بہت کچھ پوچھنا بھی تھا۔"

"ک... کیا مطلب ہے تمہارا؟" کچھ خائف ہو کر سختی سے کہا ربدا مسکرا دی۔اس کے والدین قدرے فاصلے پر تھے مگر وہ بڑی گھبرائی ہوئی نظروں سے اپنے والدین کو دیکھ رہی تھی اور آواز دبا کر بات کر رہی تھی۔

"مطلب تو مجھے بھی نہیں پتا مگر تم سے مطلب دریافت کرنا چاہتی تھی کہ..."

"صاف بات کہو۔" اس نے تیزی سے ربدا کی بات کاٹ دی۔

''تمہاری ایک کزن تھی سارہ کیا اس کی ڈیتھ ہو گئی ہے؟'' ربدا نے صاف محسوس کیا کہ اس کے اس سوال پر بینش کا رنگ اُڑا تھا۔اور پھر چند پل تک تو وہ بولنے کے قابل نہ رہی تھی۔

''ہاں مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو۔'' آواز دبا کر اس نے پوچھا تھا۔

''بس ویسے ہی...'' ربدا مسکرائی تو اس نے عجیب نظروں سے ربدا کو دیکھا۔

''تمہیں کیسے پتا اس کی ڈیتھ کا...؟''

''ایک نیوز پیپر میں پبلش ہوا تھا۔'' وہ اُلجھ گئی اور پریشان نظروں سے ربدا کو دیکھا۔

''کیا...؟''

www.novelsclubb.com

’’اٹس جو کنگ... تم سے ایک اور بات پوچھنی ہے۔ تمہاری اس کزن کے ہزبینڈ کا کیا نام تھا؟ چند ایک بار تمہارے گھر اور تمہارے ہی توسط سے ملاقات ہوئی تھی نا۔ بس ایسے ہی پوچھ رہی ہوں۔‘‘

’’مجھے نہیں پتا جو بھی بات کرنی ہے صاف صاف کرو پہیلیاں مت بجھوائو۔‘‘ وہ ایک دم غصے سے بولی تو ربدا سپاٹ چہرہ لیے اسے دیکھے گئی۔

’’تمہیں پتا ہے میرا اغوا ہو گیا تھا۔‘‘ اسی لہجے اور انداز میں اسے کہا۔

’’اور جانتی ہو مجھے کس نے اغوا کروایا تھا؟‘‘ ربدا نے بینش کی آنکھوں میں صاف اور واضح خوف محسوس کیا تھا۔

’’تم نے...‘‘ اگلے ہی پل ربدا نے کہا تو بینش منہ کھولے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔

’’مجھے تم نے کڈنیپ کروایا تھا۔‘‘ اس نے اپنے لفظوں کو دہرایا تھا۔

’’شٹ اپ...‘‘ بینش ایک دم چیخ کر بولی ارد گرد موجود اس کی ماں باپ اور بھائی نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

’’کیا بات ہے بیٹا؟‘‘ اس کی ماں قریب آگئی تھی۔ ربدا نے مسکرا کر اس کی ماں کو دیکھا جبکہ بینش اپنے آپ کو کنڑول کرتے نارمل ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔

’’کچھ نہیں مام! یہ ربدا اتنا عرصہ رابطہ نہ رکھنے پر ناراض ہو رہی تھی۔‘‘ ربدا نے بینش کا چہرہ دیکھا وہ آنکھوں میں عجیب سے تاثرات لیے کھڑی تھی۔

’’ڈاکٹر ربدا آپ کو میڈم بلا رہی ہیں۔‘‘ تبھی میڈ نے آکر اطلاع دی تو وہ اسے دوبارہ ملنے اور تفصیلی بات چیت کرنے کا کہہ کر وہاں سے چل دی تھی۔

’’مائی فٹ...‘‘ ربدا کے جانے کے بعد بینش نے اسے دل ہی دل میں گالی دی تھی۔

ماما کی عدت کا عرصہ آہستہ آہستہ گزر ہی گیا تھا۔آفس کی طرف سے دی گئی مہلت ختم ہوئی تو وہ لوگ ایک پسماندہ سے علاقے میں چند ہزار کرائے کے گھر میں شفٹ ہو گئے تھے۔یہ علاقہ اور گھر بہت عام سا تھا مگر اتنا ضرور ہوا کہ وہ لوگوں کی تمسخرانہ نظروں اور تضحیک بھرے سلوک سے بچ گئی تھیں اجنبی لوگ اجنبی علاقہ نومان اور ثوبان یہاں آکر بہت ان ایزی فیل کر رہے تھے مگر اس کے پاس اچھے علاقے میں گھر لینے کے وسائل نہ تھے بابا کے آفس کی طرف سے ملنے والے واجبات اور ماما کی پنشن ضرور تھی۔واجبات اس نے نومان اور ثوبان کے مستقبل کا سوچتے ہوئے محفوظ کر لیے تھے جبکہ ماما کی پنشن سے گھر کا راشن نکل آتا تھا۔رہ گئی وہ خود تو اس کی محدود تنخواہ سے نومان ثوبان کے سکول کی فیس کے اخراجات بس کا کرایہ وغیرہ نکل جاتا تھا شارقہ کا رزلٹ آگیا تھا فرسٹ ڈویژن سے پاس ہو گئی تھی اس کے بے پناہ اصرار کے باوجود اس نے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔اس کا ایک ہی موقف تھا۔

www.novelsclubb.com

پاپا کی ڈیتھ کے بعد ماما بہت بیمار رہنے لگی ہیں گھر کی دیکھ بھال کے لیے ایک فرد کی ضرورت ہے۔آپ پر کتنا بوجھ ڈالیں ہم، کچھ میرا حق بھی بنتا ہے۔اگر میرا موڈ بنا تو کسی بھی سبجیکٹ میں پرائیویٹ ماسٹر کر لوں گی۔"

اور ربدا اس کے موقف پر خاموش ہو گئی تھی ماما حقیقت میں پاپا کی جدائی کے غم سے نڈھال بہت بیمار رہنے لگی تھیں۔ربدا کی طرح وہ ابھی تک حالات سے سمجھوتہ نہ کر سکی تھیں۔اوپر سے گھریلو حالات اور ربدا کے ساتھ ہونے والے حادثے نے انہیں بہت کمزور کر ڈالا تھا ایسی صورت میں شارقہ کا مؤقف درست ہی تھا۔

وہ کلینک سے لوٹی تو شمسہ آئی بیٹھی تھی۔ماما بھی شارقہ کے ساتھ شمسہ کے پاس ہی براجمان تھیں۔

www.novelsclubb.com

آج تم نے ہمیں کیسے یاد کر لیا؟‘‘فون پر تو شمسہ سے روزانہ ہی بات ہو جاتی تھی مگر کتنے دن بعد اسے دیکھ رہی تھی اس گھر میں شفٹ ہونے کے بعد وہ پہلی بار آئی تھی۔

تمہاری طرح نہیں ہوں۔بس میں تم سے سخت ناراض تھی۔ مگر تمہیں احساس ہی نہیں مجبوراً خود ہی ناراضی ختم کرنا پڑی۔‘‘وہ مسکرادی۔

شمسہ نے اسے آفر کی تھی کہ وہ ان لوگوں کے گھر انیکسی میں شفٹ ہو جائے مگر اس نے اس کی آفر سے انکار کر دیا۔اس پر وہ ناراض تھی۔گھر کو تنقیدی نظروں سے دیکھتے اسے گھورا۔

اس سے زیادہ بیک ورڈ ایریا تمہیں نہیں ملا تھا۔کتنے لولیول کا گھر ڈھونڈا ہے تم نے۔‘‘

’’کیا کرتی پھر؟ اچھے علاقے میں ملنے والے گھر کی قیمت بھی بہت زیادہ تھی۔اتنا کرایہ افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔‘‘

’’میری آفرا بھی بھی برقرار ہے۔آنٹی آپ ہی اسے سمجھائیں۔ہم دوست ہی نہیں بہنیں بھی ہیں۔ہمارے گھر کی انیکسی میں شفٹ ہو جانے میں کیا حرج ہے۔ ماما،پاپا بھی کئی بار اس سے بات کر چکے ہیں مگر یہ مانتی نہیں۔‘‘وہ ابھی بھی ناراض تھی۔

’’دیکھو بیٹا! یہ اچھا نہیں لگتا۔اب جیسے بھی حالات ہیں خود ہی ہینڈل کرنا ہوں گے تم نے ربدا کو جاب دلوادی یہ کیا کم احسان ہے۔‘‘ماما نے کہا تو اس نے منہ بنالیا۔

’’میں کچھ نہیں جانتی۔اور یہ کوئی احسان نہیں رئیلی میری ماما بہت خوش ہوں گی وہ اتنی سوشل نہیں ہیں سارا سارا دن گھر میں اکیلی ہوتی ہیں اس طرح آپ کے آجانے سے ان کی تنہائی بھی بٹ جائے گی۔پلیز آنٹی مجھے بہت دُکھ ہو رہا ہے اس

www.novelsclubb.com

گھر میں آپ کو دیکھ کر پلیز آنٹی آپ ہامی بھریں ربدا کو میں منالوں گی۔" ربدا نے ماما کو دیکھا وہ شش و پنج میں مبتلا تھیں۔

"بیٹا! ربدا نے مجھ سے بات کی تھی مگر ہم انیکسی کا کرایہ افورڈ نہیں کر سکتے۔ تم ہماری کنڈیشن سے بے خبر نہیں ہو۔ اگر تم نے ربدا کو جاب نہ دلوادی ہوتی تو شاید حالات اس سے بھی بدتر ہوتے۔" ربدا نے ایک گہرا سانس لیا تو شارقہ نے بڑے غصے سے ربدا کو دیکھا۔

"اب آپ لوگوں سے میں کرایہ لوں گی۔ اتنا گھٹیا سمجھ رکھا ہے ربدا تم نے مجھے۔"

"مگر کرایہ ادا کیے بغیر رہنا تو ہم بھی اچھا نہیں سمجھتے۔" ماما نے ہی جواب دیا تھا۔

’’ کتنی غیریت والی بات کی ہے اس کا مطلب ہے کہ آپ لوگ مجھے اپنی بیٹی نہیں سمجھتے۔‘‘ شمسہ فوراً اموشنل ہوئی تھی۔ ربدا نے ماما کو دیکھا جو فوراً شمسہ کی باتوں میں آگئی تھیں۔

’’ نہیں ایسی بات نہیں ہے تم تو میرے لیے شارقہ اور ربدا کی طرح ہی ہو۔‘‘

’’ تو پھر ٹھیک ہے۔ اگر میری بات قبول ہے تو میں ادھر آئوں گی ورنہ اب کبھی چکر نہیں لگائوں گی۔ کتنی بُری بات ہے ہم آپ سے کرایہ لیں گے۔ میری محبت، میرا خلوص آپ کو نظر ہی نہیں آتا۔‘‘ ربدا نے دیکھا ماما پر اس کے الفاظ بڑی بُری طرح اثر انداز ہوئے تھے۔ اس کی سدا کی سیدھی ماما فوراً اس کی جذباتی بلیک میلنگ میں آگئی تھیں۔

’’ ٹھیک ہے اگلے ماہ دیکھیں گے۔ اس ماہ کا کرایہ تو ادا کر چکے ہیں۔ مگر میری بھی ڈیمانڈ ہے کہ ہم کرایہ ضرور ادا کریں گے۔‘‘

www.novelsclubb.com

’’ہائے آنٹی آپ واقعی بہت سویٹ ہیں۔رہ گیا کرایہ تو وہ تو بعد کی بعد میں دیکھیں گے۔جب ہمارے گھر شفٹ ہو جائیں گے تب۔‘‘وہ فوراً خوش ہو گئی۔

ربدا نے ایک گہرا سانس لیا۔اس علاقے میں آکر وہ بھی بہت بے سکون ہو گئی تھی۔عجیب سا جاہل محلہ تھا۔گلی میں ہر وقت دندناتے اوباش لڑکے اور گھور گھور کر دیکھتے مرد۔

جبکہ ماما اور شارقہ تو سارا وقت گھر کے اندر ہی بند رہتی تھیں۔انتہائی ضرورت ہوتی تھی تو ماما ہی باہر نکلتی تھیں۔وہ چند دنوں میں ہی ایسے ماحول سے خوفزدہ ہو گئی تھیں۔

’’اور میڈم تمہارے لیے ایک ایڈ ہے۔یہ گورنمنٹ جاب کا اشتہار ہے۔میں لے آئی تھی۔یہ دیکھو Vacant مختلف علاقوں میں ڈاکٹر کی پوسٹ ہیں۔اور اگر موڈ بنتا ہے تو اپلائی کر لو۔پیکیج اچھا ہے۔لمبا چوڑا پراسس نہیں ہے۔ریٹن (Written) ٹیسٹ اگر کلیئر ہو گیا تو پھر انٹرویو کے بعد سلیکشن ہو جائے گی۔

www.novelsclubb.com

اگر سفارش وغیرہ کا مسئلہ ہوا تو اس کی تم فکر مت کرو۔" ماما کے بعد اس نے اب اس کی طرف رُخ کیا تھا۔ ساتھ ہی بیگ سے اخبار نکال کر اس کو پکڑایا تو اس نے ایڈ دیکھا۔

یہ مختلف علاقوں میں گائوں کی سطح پر واقع ہاسپٹل میں فی میل اسٹاف کا ایڈ تھا۔ مگر یہ علاقے تو سبھی بہت دور ہیں۔" ایڈ دیکھ کر اس نے شمسہ کو دیکھا۔

ڈونٹ وری ایک دفعہ گورنمنٹ ایمپلائی کے طور پر سلیکشن ہو جائے تو ' '

"بعد میں تمہارا ٹرانسفر کروانا میری ذمہ داری ہے۔

"نہیں یار میں اپنی فیملی کو اکیلے نہیں چھوڑ سکتی۔ ' '

www.novelsclubb.com

جاری_ہے

وہ_ایک_لمحہ_محبت#

✍تحریر_سمیرا_شریف_طور#

قسط_نمبر_4#

''نہیں یار میں اپنی فیملی کو اکیلے نہیں چھوڑ سکتی۔ ' '

اُف...ابھی کون سا تمہیں فوراً یہ جاب مل رہی ہے۔ٹرائی کرنے میں کیا ' '
حرج ہے؟اپلائی کر کے تو دیکھو۔کئی کئی ماہ سلیکشن اور بعد کے پراسس میں لگ
جاتے ہیں۔اگر جاب مل بھی گئی تو تب تک آنٹی اور باقی سب ہمارے ہاں شفٹ ہو
چکے ہوں گے۔''

اچھا دیکھوں گی۔''اس کی اس تقریر پر اُس نے ٹالنا چاہا تو وہ اسے گھورتے ' '
بیگ اُٹھا کر جانے کی نیت سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

دیکھنا نہیں اپلائی کرنا۔فارم وغیرہ میں لا دوں گی اگر فل کرتے ہوئے ٹائم ' '
نہ ملے تو خود ہی فل کر کے بھیج دوں گی بٹ اپلائی ضرور کرنا ہے۔''وہ جاتے جاتے

بھی تحکم سے رُعب ڈالنے سے باز نہ آئی تھی۔اس کی محبت اور انداز پر وہ بے اختیار مسکرادی تھی۔سچ کہتے ہیں کہ

''پُر خلوص دوست بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہوتے ہیں۔ ' '

وہ اپنے سامنے تصویریں پھیلائے دیکھ رہا تھا۔جوں جوں وہ تصاویر دیکھ رہا تھا اس کے اندر آتش فشانی م_ادہ دوڑنے لگا تھا۔ایک سرد و بر بریت بھری کیفیت نے سر اُبھارا تھا۔

جو تصویر اس کے ہاتھ میں تھی وہ بغور دیکھ رہا تھا ساتھ ہی اسے یاد آیا کہ یہ کب کی تصویر تھی۔یہ اس کی بینش کے گھر ربدا نامی لڑکی سے پہلی ملاقات تھی۔سارہ اور بینش کزن ہی نہ تھیں بلکہ فرینڈز بھی تھیں اور بینش کے بھتیجے کی بر تھ ڈے تھی اور حویلی سے خصوصی طور پر دونوں ہی شامل ہوئے تھے۔

گہرے گرین سوٹ میں ملبوس وہ سادہ سے حلیے کے باوجود ڈاکٹر ربدا نامی لڑکی بہت پُرکشش اور خاص لگ رہی تھی۔ اپنے سادہ انداز میں ایک خاص وقار اور رکھ رکھاؤ لیے وہ وہاں شامل تھی۔

وہ کسی کام سے باہر گیا تھا اور پھر واپس اپنی رو میں لائونج کے دروازے سے اندر داخل ہو رہا تھا جب درمیان میں پردہ ہونے کی وجہ سے وہ دیکھ نہ پایا تھا وہ بھی دروازے سے شاید نکلنے لگی تھی اور دونوں کا بُری طرح تصادم ہوا تھا۔ وہ گرنے لگی تھی جب اس نے بہ عجلت بغیر سوچے سمجھے اس کی کلائی تھام کر اپنی طرف کھینچ کر گرنے سے بچایا تھا۔ بس وہی قربت کے چند پل کیمرے کی آنکھ نے چرا لیے تھے۔

www.novelsclubb.com

ہر نقش بہت واضح تھا ہر رُخ بہت معنی لیے ہوئے تھا۔

تصویر پر پہلی نگاہ ڈالنے سے یونہی لگ رہا تھا کہ جیسے دونوں کسی خاص تعلق میں بندھے ارد گرد کے ماحول کو بھلائے ایک دوسرے کی قربت میں مست ہیں۔ وہ کیا

کوئی بھی اس تصویر پر پہلی نگاہ ڈالنے کے بعد کچھ بھی اخذ کر سکتا تھا اور اس لڑکی نے جس طرح اس تصویر کا استعمال کیا تھا بازل شاہ کو لگا کہ اس کے اندر آ_گ دہکنے لگی ہے۔اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

یہ دوسری تصویر تھی سی گرین ہلکے پھلکے لباس میں وہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی اور وہ اس کے ساتھ ہی ایک ایسی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا جو شاید پول تھا۔اس لڑکی کے سر سے دوپٹہ اُترا ہوا تھا اور اس کے لمبے گھنے بال پشت پر بکھرے ہوئے تھے۔

بازل خان یاد کرنے لگا کہ یہ سچویشن کہاں کی تھی؟تصویر کے گرد بیک گرائونڈ تو اسے یاد نہیں آرہا تھا مگر جس پول کے کنارے چھوٹی سی دیوار پر وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے وہ جانی پہچانی ہی لگ رہی تھی۔ربدا اپنے پائوں پول کے پانی میں ڈالے ہوئے تھی اس کا ایک ہاتھ بھی پانی کی لہروں میں تھا۔وہ یاد کرنے لگا کہ اس لڑکی سے وہ دوبارہ کب کہاں اور کیوں ملا تھا۔

پھر اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا تھا۔

بینش اور اس کی بات بڑوں میں کافی عرصے سے طے تھی۔وہ باہر سے تعلیم حاصل کر کے لوٹا تو سب کا خیال تھا کہ اب شادی کر دی جائے مگر جب وہ بینش سے ملا تو وہ اسے بطور لائف پارٹنر ذرا پسند نہ آئی۔ بچپن سے جوانی تک بہت کم ملاقات رہی تھی۔دونوں میں سالوں بعد ملنا ملانا ہوتا تھا تبھی وہ ملا تو اسے لگا بینش بہت ماڈرن بیباک اور شارپ لڑکی ہے۔اسی دوران سارہ نظر آئی تو حُسن انتخاب اس کی طرف ہو گیا۔اس نے بینش سے شادی سے صاف انکار کر دیا تھا جس سے دونوں خاندانوں میں تعلقات منقطع ہو گئے تھے بابا صاحب بھی شاید بینش کی حرکتوں سے خائف تھے انہوں نے اس کے انکار پر احتجاج نہ کیا تھا اور یوں سارہ اس کی شریک حیات بن کر اس کی زندگی میں چلی آئی تھی۔کچھ عرصہ گزرنے کے بعد بابا صاحب کی کوششوں سے دونوں خاندانوں میں حائل خلیج ختم ہوئی تو چچا لوگوں نے دونوں کو انوائیٹ کیا تھا اور ان کا قیام دو ہفتے تک چچا کے ہاں رہا تھا۔ تبھی چچا کے پوتے کی

www.novelsclubb.com

برتھ ڈے پر اس لڑکی سے پہلی ملاقات ہوئی اور دوسری ملاقات ریسٹ ہاؤس میں پکنک کے دوران ہوئی تھی۔

یہ پکنک بینش کی طرف سے ان لوگوں کے اعزاز میں دی گئی تھی جس میں ان دونوں کے علاوہ بینش نے اپنی کچھ اور فرینڈز کو بھی انوائیٹ کیا تھا۔تب سارہ اُمید سے تھی اور وہ لمحہ بہ لمحہ اس کے ساتھ تھا۔یہ تصویر پول پر بیٹھنے کے دوران کھینچی گئی تھی مگر جہاں تک اسے یاد پڑتا تھا وہ کہیں بھی اس لڑکی کے ساتھ تنہا نہیں بیٹھا تھا۔وہ ہر جگہ سارہ کے ساتھ تھا۔

سارہ اور اس لڑکی کی کچھ حد تک ہیلو ہائے ہو چکی تھی۔وہ خاصی سلجھے ہوئے عادات و اطوار کی مالک لڑکی تھی۔پول کی دیوار پر پانی میں دونوں پاؤں لٹکائے بیٹھی باتیں کر رہی تھیں سارہ کے دائیں طرف وہ خود تھا اگر یہ اس وقت کی تصویر تھی تو اب درمیان میں سارہ ندارد تھی اور تصویر میں بیک گراؤنڈ کا منظر بھی اس ریسٹ ہاؤس کا نہ تھا۔

www.novelsclubb.com

یا تو یہ لڑکی بہت شارپ اور تیز تھی یا پھر تصویر میں بیک گراؤنڈ کی چینجنگ کے ساتھ ساتھ سارہ کی موجودگی بھی ختم کر دی گئی تھی۔

مائی گاڈ...'' بازل نے اُلجھ کر تصویر ٹیبل پر پٹخ دی تھی۔

جب پہلی بار اس نے یہ تصویریں دیکھی تھیں تو اس کے اندر کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت باقی نہ رہی تھی۔ چند ماہ پہلے ملنے والی ایک اجنبی لڑکی اسے بھلا کیونکر یاد رہتی۔ اور دوسرا سب کاری ایکشن ایسا شدید تھا کہ صاف بات اس کے کردار پر آ رہی تھی اور وہ اس قدر کنفیوژ ہو چکا تھا کہ تصویروں کے موقع و محل پر غور کرنے کے قابل تک نہ رہا تھا اور اب جب وہ سب تصویریں بغور دیکھ رہا تھا تو نجانے کیوں اسے بہت کچھ راز میں چھپا لگ رہا تھا جس تک اس کی رسائی نہیں ہو پا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

یہ تیسری تصویر کچھ فاصلے سے اور اندھیرے میں لی گئی تھی مگر کیمرے یا کھینچنے والے کا کمال تھا کہ دونوں پر فلیش لائٹ کی روشنی نے تمام خدوخال کو واضح کرتے سچویشن خاصی کنفیوژنگ سی بنا ڈالی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ڈاکٹر ربدا زمین پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کا سر کسی قدر جھکا ہوا تھا اور وہ اس کے قریب کھڑا اس پر چادر ڈالنے جھکا ہوا تھا۔ جس طرح ڈاکٹر ربدا کا سر جھکا ہوا تھا اگر کیمرے کی روشنی پر براہِ راست اس کے چہرے پر نہ پڑ رہی ہوتی تو شاید سمجھتا کہ یہ کوئی اور لڑکی ہے۔ بیک گرائونڈ بھی کچھ عجیب سا تھا وہ سوچنے لگا کہ وہ اس سچویشن میں اس لڑکی سے کب ملا تھا۔

یہ تصویریں...'' وہ سوچنے لگا تو پھر چونک گیا۔ اس کے ذہن کے پردے پر '' وہ رات پوری طرح چمک اُٹھی تھی۔

یہ یقیناً اسی رات کی تصویر تھی جب اس نے اس لڑکی کو اس لوفر لڑکے سے بچایا تھا۔

اومائی گاڈ...'' بازل خان نے اپنا سر تھام لیا۔ ''

اس قدر مہارت سے تصاویر کو پس منظر بدل کر پیش کیا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

بابا، سارہ لوگوں کا بھلا کیا قصور تھا تو خود اپنی ذات کے بارے میں شک و شبہے میں مبتلا ہو چکا تھا اس نے بغور دیکھا۔ تصویر میں لڑکی کے چہرے پر کچھ آنسو تھے جو فلیش لائٹ میں چمک رہے تھے۔

وہ کسی کام سے شہر آیا تھا اور رات چچا کے ہاں ٹھہرا تھا۔ اس رات گھر میں بینش کے علاوہ کوئی بھی نہ تھا اور بینش کو بہت تیز بخار تھا۔ رات کے آٹھ بجے کا عمل تھا جب اس کے دروازے پر دستک ہوئی تھی اس نے کھول کر دیکھا تو بینش کھڑی تھی۔

''تم...''

''ہاں... مجھے بہت تیز بخار ہے۔ سر میں شدید درد ہو رہا ہے۔ پہلے بھی ایسا درد ہوتا تھا۔ ربدا میری فرینڈ جو ہے نا اس سے کنسلٹ کرتی ہوں اگر تم مائنڈ نہ کرو تو پلیز مجھے اس کے ہاسپٹل لے چلو۔ میں نے کال کی تھی تو اس نے بتایا تھا کہ اس کی نائٹ ڈیوٹی ہے۔ وہ وہاں بزی ہے۔ گھر میں کوئی نہیں۔ بھیا بھابی کے میکے ان کے ساتھ گئے ہوئے ہیں ممی اور پاپا بزنس ڈنر پر نکلے ہوئے ہیں۔''

’’ اوکے...میں لے چلتا ہوں۔‘‘ وہ اسے ساتھ لے کر چلا گیا تھا وہ ہسپتال کی چار دیواری سے قدرے فاصلے پر ہی تھے جب وہ دونوں ایک نسوانی چ_یخ پر بے اختیار چونکے تھے۔

’’ بازل پلیز گاڑی روکیں...دیکھیں کون ہے؟‘‘ بینش کے کہنے پر گاڑی روکی دائیں طرف تیز قدموں سے بھاگتی ایک لڑکی تھی اور اس کے پیچھے بھاگتا لڑکا۔

بازل خان فوراً باہر نکلا تھا تیزی سے آگے بڑھا وہ لڑکی ٹھوکر کھا کر گر گئی تھی۔ تبھی وہ لڑکا چاق_و نکالے اس کے ہاتھ سے بیگ چھین رہا تھا۔

’’ چھوڑو لڑکی کو...‘‘ بازل خان نے فوراً آگے بڑھ کر اس لڑکے کو لات م_اری تھی۔ چاق_و اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا اور پھر وہ لڑکا پرس وہیں چھوڑے اندھا دھند بھاگا تھا۔

’’آپ ٹھیک ہیں ناخاتون؟‘‘وہ لڑکے کے پیچھے بھاگنے کے بجائے منہ کے بل گری لڑکی کی طرف متوجہ ہوا تھا۔اس کے سر سے چادر اُتر چکی تھی۔وہ از حد خوفزدہ ہو گئی تھی۔

’’بینش کم ہیئر...‘‘اس نے بینش کو مدد کے لیے بلوایا تھا مگر شاید اس تک آواز نہ پہنچی تھی وہ گاڑی سے نہیں نکلی تھی۔

’’آپ ٹھیک تو ہیں نا؟‘‘اس کی چادر اُٹھا کر قدرے جھک کر اس پر ڈالتے اس نے پھر پوچھا تو اس کا جھکا ہوا سر فوراً اُٹھا تھا۔

’’آپ...؟‘‘وہ لڑکی پتا نہیں اسے پہچانتی تھی کہ نہیں وہ ضرور چونک گیا تھا اسے لگا کہ جیسے یہ چہرہ دیکھا بھالا ہے۔

’’کون تھا وہ شخص؟‘‘

’’وہ لڑکا کب سے میرے پیچھے لگا ہوا تھا۔پہلے بد تمیزی کرتا رہا اور پھر بیگ چھیننے کی کوشش کی میں نے مزاحمت کی تو میرے ہاتھ پر چاقو مار ڈالا۔‘‘اس نے زخمی ہاتھ آگے کیا تو اس میں تیزی سے خون بہہ رہا تھا۔

’’ارے آپ تو زخمی ہیں۔‘‘ بازل خان نے اسے بازو سے تھام کر کھڑا کیا اور پھر پاس ہی گرا بیگ تھام کر اسے سہارے سے چلاتا گاڑی تک لے آیا تھا۔

’’ارے ربدا تم... کیا ہوا تمہیں تم تو ڈیوٹی پر تھیں؟‘‘ بینش بھی فوراً باہر نکل آئی تھی۔

’’ہاں پر گھر میں ماما کی طبیعت ٹھیک نہ تھی تو چھٹی لے کر گھر جا رہی تھی۔‘‘ وہ کہہ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

بازل خان حال میں لوٹ آیا۔وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ان تصویروں کو کوئی ایسے بھی استعمال کر سکتا ہے۔ایک تصویر اسے سہارا دے کر اُٹھاتے اور دوسری اسے سہارا دے کر گاڑی کی طرف لاتے ہوئے تھی۔

اس کے علاوہ ایک دو اور تصاویر بھی تھیں اس نے تمام تصویریں ٹیبل پر پھینک دی تھیں۔بازل خان کو اپنی کنپٹیاں سلگتی محسوس ہو رہی تھیں۔

وہ لڑکی شکل سے جتنی معصوم لگتی تھی مگر حقیقت میں کتنی بڑی ایکٹرس تھی۔اگر وہ ان تصویروں کے پیچھے تھی تو پھر اس کے پاس اتنے دن قید رہنے کے باوجود لاعلم رہی تھی کچھ بھی نہ بتا سکی تھی بلکہ وہ تو سرے سے اس کو پہچاننے سے ہی انکاری تھی اور اس کی یہی لاعلمیت اسے اب اُلجھا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اگر وہ لڑکی واقعی بے قصور ہے تو دوسرا وہ کون فرد ہے جس کو میری بربادی سے کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا تھا۔اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لیے تھے۔

تبھی کچھ سوچتے اسے ایک دم خیال آیا تو فوراً سیدھا ہو بیٹھا تھا۔ جلدی سے تمام تصاویر تھام کر اس نے ان کی پچھلی سائیڈ دیکھنا شروع کر دی تھیں۔

فلم کا مونوگرام تمام تصاویر کی پشت پر درج تھا۔

’’اب جو بھی ہو گا سامنے ضرور آئے گا۔‘‘ تمام تصاویر دوبارہ لفافے میں ڈالتے اس نے موبائل تھام لیا تھا۔

اب اسے کیا کرنا چاہیے تھا اس کے دماغ میں تمام لائحہ عمل ایک دم ترتیب پاتا چلا گیا تھا۔

’’یہ سب ایک ہی رول کی تصاویر ہیں۔ بیک گرائونڈ کے علاوہ ان تصاویر میں تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ یہ کام جس نے کیا ہے اس کا نام عادل ہے۔ اس کے علاوہ مزید کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئیں۔‘‘ وہ اس وقت آفیسر جمشید کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور وہ معلومات فراہم کر رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

’’یہ عادل کون ہے کچھ پتا چلا؟‘‘اس نے چونک کر پوچھا تو جمشید نے کندھے اچکا دیئے۔

’’ہو سکتا ہے یہ اس لڑکی کے ساتھ ہو۔‘‘آفیسر جمشید نے تصویر کے اوپر اُنگلی رکھتے ربدا کی طرف اشارہ کیا تھا۔

’’اس لڑکی نے خود پیچھے رہتے ہوئے اس سے کام کروایا ہو۔‘‘وہ خیال آرائی کر رہا تھا۔

’’جو بھی ہے وہ اسٹوڈیو والے کیا کہتے ہیں؟‘‘

’’میں نے بلوایا ہے تھوڑی دیر میں آجاتا ہے وہ شخص۔‘‘

’’ویسے اس سارے معاملے میں اس لڑکی کا کیا ہاتھ ہو سکتا ہے۔اس کی تم سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے؟‘‘جمشید پوچھ رہا تھا۔

اگر یہ علم ہوتا تو تمہیں کیوں انوالو کرتا۔ایک دو بار کی ملاقات کے علاوہ میں تو اس لڑکی کو سرے سے جانتا تک نہیں ہوں۔

تم نے بھی اس لڑکی کے ساتھ جو کیا ہے وہ بھی بہت غلط ہے۔مجھے اندازہ ہی نہیں کہ تم ایسی کوئی حرکت بھی کر سکتے ہو۔جس طرح تم بتا چکے ہو مجھے تو صاف لگ رہا ہے کہ یہ لڑکی بے قصور ہے۔یقیناً اسے استعمال کیا گیا ہے۔

اور جو میرے ساتھ ہوا ہے کیا وہ غلط نہیں تھا۔میری عزیز از جان بیوی مر گئی میں بے اعتباری کی سزا جھیل رہا ہوں۔تم...میری اذیت کا اندازہ کر سکتے ہو۔ شکر کرو کہ وہ لڑکی میرے پاس سے زندہ سلامت واپس گئی تھی ورنہ جب اسے اُٹھوایا تھا تو میرے ارادے بہت خطرناک تھے۔میں اب اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھ سکتا جب تک اپنی بے گناہی ثابت نہیں کروا لیتا۔'' وہ ایک دم جذباتی ہوا۔ تبھی جمشید کے آفس میں ایک آدمی داخل ہوا تھا۔جمشید سے ہاتھ ملانے کے بعد وہ کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

’’ معذرت چاہتا ہوں کہ آپ کو بار بار زحمت دینا پڑ رہی ہے مگر جب تک ہمارا کیس حل نہیں ہو جاتا آپ کو کبھی بھی بلوایا جا سکتا ہے۔ان سے ملیں یہ بازل خان ہیں یہ انہی کی تصاویر ہیں اور بازل یہ اس سٹوڈیو کے مالک ہیں۔“جمشید کے تعارف پر دونوں نے محض ہاتھ ملائے تھے۔

’’ دیکھیں میں آپ کو پہلے ہی واضح کر چکا ہوں کہ ہمارا روزگار ہی یہی ہے۔ ہمارے پاس دن میں کئی کسٹمرز آتے ہیں۔ پھر یہ تو کئی ماہ پہلے کی بات ہے۔اتنا پُرانا ریکارڈ میرے پاس موجود نہیں ہے۔ہاں اندراج رجسٹر میں صرف ایک نام ملتا ہے عادل۔اس سے ہٹ کر اور کچھ خبر نہیں ملتی۔“

’’ ان تصاویر کو بغور دیکھیں اور اندازہ لگائیں ہو سکتا ہے کچھ یاد آجائے کہ یہ تصاویر کس نے بنوائی تھیں۔“اپنے آگے پڑی ہوئی تمام تصاویر اُٹھا کر جمشید نے اس آدمی کو تھما دی تھیں۔

سوری سر! ہمیں ایسے کام کے لیے اچھی پیمنٹ مل جاتی ہے۔ پھر جس طرح یہ تصاویر ہیں اس میں صرف ایک گرائونڈ کی تھوڑی بہت تبدیلیاں ہیں۔ جس سے لگتا ہے کہ یہ ال لیگل کام نہیں۔ ہمارے پاس گھریلو فنکشن کی کئی تصاویر آتی ہیں جس کا پس منظر ہم تبدیل کر دیتے ہیں۔ اب ہمیں اندازہ تو نہیں کہ لوگ ان تصاویر کو کس طرح استعمال کرتے ہیں ہم تو کسٹمرز کی ڈیمانڈز کے مطابق کام کر دیتے ہیں۔''

وہ آدمی جس نے یہ کام کروایا تھا وہ کس قسم کا تھا؟ تھوڑا بہت حلیہ وغیرہ تو یاد ہوگا؟'' جمشید پوچھ رہا تھا جبکہ بازل بالکل خاموش تھا۔ اس شخص نے پھر تصاویر تھام لی تھیں اور بغور کئی پل دیکھتا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

یہ کافی پُرانی بات ہے ہمارے پاس کئی کسٹمرز آتے ہیں آپ کی سہولت کے لیے میں اپنے ساتھ یہ رجسٹر لے آیا تھا باقی معلومات تو کمپیوٹر میں ہی فیڈ ہیں۔ اس میں پیمنٹ کرنے والے کا نام کنٹیکٹ نمبر ایڈریس اور دستخط موجود ہیں آپ خود

دیکھ لیں اس رول کی تصاویر کا سیریل نمبر یہ ہے اور یہ وہ آدمی ہے۔"اس نے ساتھ لائے شاپنگ بیگ میں سے ایک رجسٹر نکال کر جمشید کے سامنے رکھ کر کھول کر سیریل نمبر نکالا تھا۔

نام عادل تھا دستخط بھی اس شخص تھے۔ کنٹیکٹ نمبر ندارد تھا جبکہ ایڈریس دیکھ کر وہ چونکا تھا۔

یہ تو ڈاکٹر ربدا کے گھر کا ایڈریس ہے۔ وہ لوگ اب یہ گھر چھوڑ چکے ہیں۔ ' '

"رفیق نے اطلاع دی تھی کہ یہ لوگ کہیں اور شفٹ ہو چکے ہیں۔

اگر ڈاکٹر ربدا ہی اس سارے معاملے کی ذمہ دار ہیں تو وہ آدمی کون ہے پھر؟"جمشید بھی اُلجھ گیا۔ ' '

رفیق ابھی بھی ان کے اوپر نظر رکھے ہوئے ہے۔ اگر کہتے ہو تو ڈاکٹر ربدا کو بلوالیتے ہیں۔" بازل خان نے رائے دی۔ ' '

www.novelsclubb.com

’’نہیں ابھی نہیں۔پہلے میں اپنے طور پر معلوم کرلوں۔ان کے پاس سے صرف رول خرید اگیا تھااوراس کے بعد تصاویر ڈویلپ کروائی گئی تھیں۔اب یہ اس کے متعلق معلومات فراہم نہیں کر سکتا۔ایک دودن میں میں اپنے طور پر معاملے کو ہینڈل کرنے کی کوشش کرتاہوں تم اپنے ملازم کو کہو کہ اس لڑکی کے اوپر نظر رکھے۔وہ گھر شفٹ کر چکی ہیں۔اب کدھر ہیں یہ کنفرم رکھنا ہے ہو سکتا ہے اس لڑکی کو ہی بلوانا پڑے پھر۔‘‘

’’کچھ بھی کرو بس پتا کرو کہ اگر وہ لڑکی ہی اس سارے معاملے کی ذمہ دار ہے تو پھر اس نے یہ سب کیوں کیا؟ پلیز۔‘‘

’’اوکے ڈونٹ وری... میں دیکھ لوں گا...بی ریلیکس...‘‘جمشید کی تسلی پر اس نے محض سر ہلا دیا تھا۔

#وہ_ایک_لمحہ_محبت

✍ تحریر_سمیرا_شریف_طور#

#قسط_نمبر_5

نئے گھر میں شفٹ ہوئے اسے ابھی دوسرا ہفتہ ہی تھا کہ ایک دن کلینک سے گھر واپسی پر وہ اپنے گھر سے کچھ فاصلے پر ایک آدمی کو کھڑے دیکھ کر چونکی تھی۔

بھاری بھر کم گاڑی میں موجود شخص کو دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو گئی تھی اسے یاد آیا کہ یہ شخص ان کے پُرانے سرکاری گھر کے گرد منڈلاتا رہتا تھا۔اسے دیکھ کر وہ زرد ہو گئی تھی نجانے اسے کیوں لگ رہا تھا کہ اس کی بدقسمتی ابھی ختم نہیں ہوئی۔

یہ شخص یقیناً اس کو اغوا کروانے والے کا آدمی تھا۔وہ گھر میں آکر اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی چند منٹ بعد اپنے آپ کو سنبھالتے وہ باہر نکلی تو لاؤنج سے آتی آوازیں سن کر وہ چونکی پھر اندر جانے کے بجائے شارقہ اس کے پاس کچن میں آگئی۔

www.novelsclubb.com

شارقہ کوئی آیا ہے کیا؟" ان سے بھلا کون ملنے آسکتا تھا۔اسی بات پر وہ حیران تھی۔

ہاں پاپا کے جاننے والے ایک دوست ہیں۔ پاپا کے اٹیک کے دوران ہسپتال میں مسلسل ان کے ساتھ رہے تھے پھر پاپا کی ڈیتھ کے بعد سارے انتظامات انہوں نے ہی دیکھے تھے، پُرانے گھر اور یہاں بھی تمہاری غیر موجودگی میں اکثر آتے رہتے ہیں۔ تم نے منع کر رکھا تھا کہ کسی بھی اجنبی کو قطعی گھر میں گھسنے نہ دیا جائے تو اسی لیے ماما نے تم سے ذکر نہیں کیا۔بہت اچھے انسان ہیں رفیق انکل۔"

میں دیکھتی ہوں۔" وہ کہہ کر ڈرائنگ روم میں آگئی مگر وہاں کچھ دیر پہلے دیکھے جانے والے شخص کو بیٹھا دیکھ کر حیرت زدہ ہونے کے ساتھ ساتھ خوفزدہ ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

بیٹا یہ رفیق صاحب ہیں۔ تمہاری غیر موجودگی اور تمہارے پاپا کی اچانک ڈیتھ ہو جانے پر انہوں نے بہت سہارا دیا تھا۔ یہ بہت اچھے انسان ہیں۔" اس کی سدا کی سادہ مزاج اور معصوم ماما اس شخص کی اصلیت کو جانے بغیر کیسے ایمان لے آئی تھیں۔ جبکہ اس شخص کی شکل دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو گئی تھی۔

مگر آج سے پہلے تک تو میں نے ان کو کبھی ادھر نہیں دیکھا اور پاپا نے بھی اپنے کسی رفیق نام کے دوست کا ذکر نہیں کیا۔" اس نے سنجیدگی سے ماما کو دیکھا۔ وہ اُلجھ گئی۔

آپ کون ہیں؟ اور ہمارے گھر کیوں آئے ہیں۔" اس نے دونوں کے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا وہ مسکرا دیا۔

"آپ کے بابا کے دوست ہیں ہم۔

www.novelsclubb.com

’’مگر میں ایسے کسی بھی دوست کو نہیں جانتی جن کو پاپا جانتے ہوں اور میں لا علم رہوں۔ براہِ مہربانی آپ یہاں سے چلے جائیں اور آئندہ مت یہاں آیئے گا۔‘‘

’’ربدا بیٹا! یہ ہمارے محسن ہیں۔ تمہارے پاپا کے اچانک ہو جانے والے اٹیک پر انہوں نے بہت ساتھ دیا تھا اور پھر ان کی وفات کے بعد آفس میں کاغذات تیار کروانا واجبات کلیئر کروانا یہ ان کا ہی احسان ہے بیٹا۔‘‘ ماما نے اسے سمجھانا چاہا تو وہ ایک دم ٹوک گئی۔

’’ماما جی پلیز! آپ پلیز جائیں اور مجھے ان سے بات کرنے دیں۔ یہ اچانک کہاں سے پاپا کے دوست بن کر آ گئے ہیں۔ پاپا کی ڈیتھ سے پہلے تک تو یہ کہیں بھی نہ تھے۔‘‘

www.novelsclubb.com

’’مگر بیٹا!‘‘ انہوں نے کچھ کہنا چاہا تو اس نے پھر ٹوک دیا۔

’’ماما پلیز آپ جائیں۔‘‘ ماما اس کے لہجے سے خائف ہوتی باہر نکل گئیں۔

‘‘آپ کون ہیں؟’’

‘‘آپ کے والد صاحب کا دوست ہوں۔’’

جھوٹ مت بولیں۔ میں آپ کو پہلے بھی کئی بار اپنے پُرانے گھر کے ارد گرد منڈلاتے دیکھ چکی ہوں مجھے سچ سچ بتائیں آپ کون ہیں؟’’

میرا خیال ہے مجھے چلنا چاہیے۔’’ وہ مسکرا کر کہتا آگے بڑھا پھر چند قدم اُٹھانے کے بعد اس کے قریب آ کے آہستہ آواز میں بولا۔

اگر میرے بارے میں اپنی ماں یا کسی اور کو کچھ کہا تو صاحب جی کے آپ ‘‘اور آپ کے خاندان کے متعلق احکامات بڑے سخت ہیں۔

تم...’’ وہ ششدر سی کھڑی رہ گئی۔

صاحب جی کا کہنا ہے کہ ابھی آپ ان کی نگاہ میں بے قصور ثابت نہیں ہوئیں۔ انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا مگر آپ خود کو ان کی پہنچ سے بہت دور مت

www.novelsclubb.com

سمجھیں۔وہ جب چاہیں آپ کو دوبارہ اُٹھوا سکتے ہیں اور ہاں ایک اور بات یہ عادل کون ہے ؟" دھیمے لب و لہجے میں ہونے والی گفتگو کتنی دھمکی آمیز تھی وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی یہ شخص اس آدمی کا کارندہ ہو سکتا ہے۔

"تم...تم اس شخص کے آدمی ہو؟"

"آدمی تو میں اللہ کا ہوں۔ہاں کام صاحب کے لیے کرتا ہوں۔صاحب نے یہی پوچھنے کے لیے بھیجا تھا کہ پتا کروں کہ یہ عادل کون ہے ورنہ آپ کے علم میں لائے بغیر اتنے دنوں سے آپ لوگوں میں رہ رہا ہوں اگر صاحب کا حکم نہ ہوتا تو کبھی آپ کو شک تک نہ ہوتا اور اب دیکھا آپ کی والدہ مجھ پر کتنا اعتماد کرتی ہیں۔"

"کون عادل؟" وہ گم سی اسے دیکھے گئی۔اس کے تو وہم و گمان میں بھی یہ نام نہ تھا۔

www.novelsclubb.com

’’ یہ تو آپ اور صاحب جی کو پتا ہو گا کہ معاملہ کیا ہے ہمیں تو صرف عادل کے بارے میں پوچھنے کا حکم ملا ہے۔ اگر سچ بتا دیں گی تو ٹھیک ورنہ آپ کو دوبارہ لے جانے کی زحمت کرنا پڑے گی۔ یہ بھی صاحب جی کا کہنا ہے۔‘‘

’’ مجھے نہیں پتا... یقین کرو میرا میں کچھ نہیں جانتی۔‘‘ وہ بے انتہا خوفزدہ ہو گئی۔

’’ صاحب جی نے سوچنے کا وقت دیا ہے اور صاحب جی نے یہ بھی پیغام بھیجا ہے کہ اگر سچ نہیں بولیں گی تو آپ کے دونوں بھائی بیکن سکول میں پڑھتے اور بہن گھر میں رہتی ہیں۔ آپ کی والدہ ہر وقت بیمار رہتی ہیں۔ آگے آپ خود سمجھدار ہیں۔

ربدا بے حس و حرکت اسے دیکھ رہی تھی۔ یعنی ایک اور دھمکی۔

’’ صاحب جی کا کہنا ہے کہ اگر آپ بے قصور ہیں تو ان کے ساتھ تعاون کریں ورنہ پھر آپ حالات کی ذمہ دار خود ہوں گی۔

چلتا ہوں...اللہ حافظ۔" وہ شخص ماتھے تک ہاتھ لے جا کر سلام کرتا باہر نکل گیا تھا۔

ربدا ٹوٹے ہوئے شہتیر کی مانند زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

ایک فیصلہ اس نے آناً فاناً کیا تھا۔اسی شام اس نے شمسہ سے بات کر کے رات کو ان کی انیکسی میں شفٹ ہو جانے کو ترجیح دی۔اسے اپنے آپ سے زیادہ اپنی ماں بہن اور بھائی عزیز تھے ماما اور شارقہ اس کے یوں آناً فاناً کیے جانے والے فیصلے پر بولی بھی تھیں مگر اس نے ان کی کسی بات پر دھیان نہ دیا تھا۔

شمسہ کی ماما بہت اچھی اور سلجھی ہوئی خاتون تھیں۔ان کے شفٹ ہو جانے سے بہت خوش ہوئی تھیں۔اگلے دن وہ نومان اور ثوبان کے سکول جا کر سکول وین کا بندوبست کرآئی تھی۔اس نے ادارے کو سختی سے کہہ رکھا تھا کہ اس کے علاوہ کوئی بھی آئے بچوں کو ان کے ساتھ نہیں بھیجنا ہے۔اگر کوئی پوچھے تو کہہ دیجیے گا کہ بچے سکول چھوڑ چکے ہیں۔اگلے دو دن تک وہ یہ سارے انتظامات کر کے کچھ

ریلیکس ہوئی تھی۔ شمسہ کے گھر میں شارقہ اور ماما کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ نومی اور ثوبان کی وین کی سیکیورٹی سے وہ مطمئن تھی۔

اس نے شمسہ کے کہنے پر گورنمنٹ پوسٹ پر اپلائی کر دیا تھا۔ شمسہ کے ہاں شفٹ ٹیسٹ کی کال مل گئی۔ وہ Written ہو جانے کے بعد تیسرے دن ہی اسے اب سنجیدگی سے اس گورنمنٹ جاب حصول کے لیے کوشاں تھی۔ اس نے تیاری اچھی طرح کی تھی ٹیسٹ دے کر وہ مطمئن تھی اس کا خیال تھا کہ یہ لمبا پراسس ہو گا مگر جس طرح فوراً Written ٹیسٹ کی کال آگئی تھی۔ اسی طرح فوراً انٹرویو کی بھی کال آگئی تھی۔ اسے اُمید تھی کہ وہ کلیئر کر لے گی۔

شمسہ کے ہاں شفٹ ہو جانے کے بعد ماما آنٹی سے گھل مل گئی تھیں۔ شارقہ بھی ایک اچھے اور پُر سکون ماحول میں آکر مطمئن ہو گئی۔ اس نے نومان اور ثوبان پر سکول کے بعد گھر سے باہر نکلنے پر سخت پابندی لگا رکھی تھی۔ پُرانے گھر میں بھی اور اب بھی وہ ان کو باہر نکلنے نہ دیتی تھی۔

www.novelsclubb.com

کلینک کی جاب اس کے لیے نعمت تھی مگر وہ کلینک آتے جاتے بہت احتیاط سے کام لیتی تھی لوکل ٹرانسپورٹ سے جانے کے بجائے اس نے اپنے لیے رکشہ لگوالیا تھا۔ ان سب حفاظتی اقدامات کے باوجود اس کے اندر ایک خوف کنڈلی مارے بیٹھا ہوا تھا۔

’’رفیق! مجھے وہ لڑکی چاہیے ہر حال میں چاہیے۔ تم نے غفلت کیوں برتی؟ اتنے دن گزر چکے ہیں اور اس کا کوئی اتا پتا نہیں مل رہا۔ اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا ہے۔‘‘ وہ اپنے سامنے کھڑے رفیق پر بُری طرح گرج برس رہا تھا۔ جبکہ ایک طرف صوفے پر جمشید پُر سوچ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

’’صاحب جی اس دن واپس آنے کے بعد اگلے دن جا کر دیکھا تو وہ لوگ جا چکے تھے۔ محلے والے بتاتے ہیں کہ ان لوگوں نے رات میں ہی گھر خالی کر دیا تھا۔ میں اس کے کلینک میں بھی کئی بار چکا ہوں وہاں پر ہر بار چوکیدار ایک ہی جواب دیتا ہے کہ ڈاکٹر ربدا کلینک چھوڑ چکی ہیں۔‘‘ وہ شرمندہ سا بتا رہا تھا۔ ان لوگوں کو غائب

www.novelsclubb.com

ہوئے دو ہفتے ہونے کو آرہے تھے اور ان کا کوئی نام و نشان نہیں مل رہا تھا۔اس نے بے بسی سے جمشید کو دیکھا۔

اور اس کے بھائی! ان کے سکول میں گئے تم؟“ جمشید نے ہی رفیق سے ’ ’ پوچھا۔

جی صاحب وہ لوکل ٹرانسپورٹ سے آتے جاتے تھے اس دن کے بعد سے ’ ’ وہ نہیں آجا رہے میں نے سکول انتظامیہ سے پتہ کروایا ہے ان کا یہی کہنا ہے کہ دو “ہفتے پہلے دونوں لڑکے سکول چھوڑ چکے ہیں۔

دیکھا تم نے میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ اس لڑکی سے پوچھنے کا کوئی فائدہ ’ ’ نہیں میں نے کہا بھی تھا کہ اسے پھر اُٹھوا لیتے ہیں مگر تم مانے ہی نہیں۔اب وہ بھی “ہاتھ سے نکل گئی ہے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اُٹھوانے کا نتیجہ تم پہلے ہی بھگت رہے ہو۔اس کے والد کی ڈیتھ کی صورت میں بقول رفیق کے اس کی ماں بیمار رہتی ہے۔اب اگر پھر وہ غائب ہوتی ہے تو یقیناً اس کی ماں بھی متاثر ہو سکتی تھی اور تمہارا ضمیر اتنا بوجھ سہہ لے گا کیا؟"

بات اتنی تلخ اور سچی تھی کہ وہ چپ ہو گیا۔وہ پہلے ہی کئی بوجھ اُٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے لب بھینچ لیے۔

میں مسلسل ایک بات سوچ رہا ہوں وہ لڑکی تمہاری چچازاد کی دوست تھی تو کیوں نہ تم اپنی چچازاد کے ذریعے اسے تلاش کرنے کی کوشش کرو۔مجھے نجانے کیوں لگتا ہے اس سارے سیٹ اپ کی جڑیں تمہاری چچازاد سے بھی ملتی ہیں۔جس طرح تمہاری ہر ملاقات تمہاری چچازاد کے توسط سے ہوئی۔وہ تمام تصاویر بھی جن ایونٹس کو شو کرتے ہیں وہ بھی تمہاری چچازاد کو ہی پرومینینٹ کرتے ہیں۔مجھے ایسا لگتا ہے کہ کہیں نہ کہیں کڑی دونوں لڑکیوں میں ملتی ہے۔اگر وہ لڑکی واقعی اس سارے سیٹ اپ کی ذمہ دار ہے تو تمہاری کزن بھی کچھ نہ کچھ انوالو ضرور ہوئی ہو

www.novelsclubb.com

گی ڈائریکٹ نہیں توان ڈائریکٹ سہی۔" جمشید کہہ رہا تھا اور وہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

اپنی جذباتیت میں وہ اس اہم نکتے پر کبھی دھیان دے ہی نہیں پایا تھا۔

''مائی گاڈ... بینش کے متعلق تو میں نے کبھی سوچا ہی نہیں۔ رئیلی یو آر رائٹ وہ اس سلسلے میں ہماری ہیلپ کر سکتی ہے۔" وہ فوراً پُر جوش ہوا۔

''اب ہمیں کام جوش سے نہیں ہوش سے کرنا ہو گا۔ تمہیں میری ہدایات کے مطابق کام کرنا ہو گا۔ تم آرام اور دھیان سے سنو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔"

اس نے کہا تو وہ رفیق کو جانے کا اشارہ کرتے جمشید کے ساتھ ہی صوفے پر ٹک گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے کلینک کی جاب شروع کرتے ہوئے چند اور جگہوں پر بھی اپلائی کر رکھا تھا۔ جن میں ایک اکیڈمی بھی تھی جو میڈیکل کے سٹوڈنٹس کو تیاری کرواتی تھی یہ

اکیڈمی شمسہ کے گھر کے قریب ہی تھی اور شمسہ کے ہاں شفٹ ہونے کے چند دن بعد ہی اسے کال لیٹر مل گیا تو اس نے کلینک سے ریزائن کرتے ہی اکیڈمی جوائن کر لی تھی۔ پیکیج یہاں بھی اتنا اچھا نہ تھا مگر یہ ہوا تھا کہ وہ ڈھونڈ لیے جانے کے ایک مسلسل خوف سے آزاد ہو گئی تھی۔

شارقہ اور ماما گھر میں ہی ہوتی تھیں اور وہ بہت جلد اس گھر میں گھل مل گئی تھیں۔ شمسہ کی والدہ بہت اچھی تھیں اس کی غیر موجودگی میں ماما اور باقی لوگوں کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ اس گھر میں آکر ربدا کو لگا کہ جیسے اس کے کندھوں سے بہت بڑا بوجھ اُتر چکا ہے۔ ورنہ وہ ایک عذاب میں مسلسل زندگی گزار رہی تھی۔

انہی دنوں جانب کے لیے دیئے گئے ٹیسٹ کا رزلٹ آگیا تھا۔ اس کا ٹیسٹ کلیئر ہو گیا تھا۔ اب اس کو انٹرویو کال آئی تو وہ بہت مطمئن ہو گئی تھی اسے بہت اُمید تھی کہ اس کی سلیکشن ہو جائے گی۔

ایک دن وہ اکیڈمی سے نکلی تو اس کا رکشہ والا لیٹ تھا یونہی اس نے سڑک سے گزرتی گاڑی پر نگاہ ڈالی تو چونک گئی۔ وہاں بینش کے ساتھ گاڑی میں ایک اور وجود تھا۔ اس نے غور کیا تو فوراً یاد آیا کہ یہ بینش کی بھابی کا بھائی تھا۔

بینش لوگوں کی گاڑی گزر چکی تھی اور پھر اس کا رکشہ والا آگیا تو وہ بھی بیٹھ گئی تھی۔ وہ کئی بار سوچ چکی تھی کہ وہ بینش کے ہاں ضرور چکر لگائے گی مگر اپنی زندگی کی اُلجھی ڈور نے اسے گھریلو حالات سے نکل کر کہیں اور جانے کا موقع نہ دیا تھا اور اب اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس کے ہاں چکر لگائے۔

اس دن کلینک میں بینش کے ساتھ ہونے والی اپنی ملاقات، بینش کا ری ایکشن اپنے ادا کیے ہوئے جملے اس نے یونہی ہوا میں تیر چلایا تھا، جس طرح وہ تعلق توڑ بیٹھی تھی ایسے میں بینش کا رویہ بڑا عجیب سا تھا اور اس کے الفاظ پر بینش کا ری ایکشن حیران کن تھا۔ ربدا نے سوچا کیوں نہ آج بینش کے ہاں چکر لگا لے۔ وہ ایک بار

www.novelsclubb.com

بینش سے ضرور ملنا چاہتی تھی وہ جاننا چاہتی تھی کہ اس کے کزن نے اسے کیوں اغوا کیا تھا اور اگر چھوڑ دیا تھا تو اب کیوں پیچھا نہیں چھوڑتا اور وہ عادل کون تھا؟

ڈرائیور... سیٹلائٹ ٹاؤن چلو...'' مین روڈ پر آتے ہی اس نے ایک دم فیصلہ کیا تھا کہ وہ آج اور ابھی بینش کے ہاں جائے گی۔ کچھ دیر بعد وہ بینش کے گھر کے سامنے تھی۔

بینش کے چوکیدار نے اسے پہچان لیا تھا وہ کئی بار بینش کے ساتھ اس گھر میں آچکی تھی۔ اس کے تعارف پر اس نے اسے اندر جانے دیا تھا وہ رکشہ ڈرائیور کو وہیں رُکنے کا کہتے اندر چلی آئی تھی۔

شام کا وقت تھا اندر روشنیاں جلادی گئی تھیں وہ کون سا پہلی بار اس گھر میں آئی تھی وہ بڑے اعتماد سے چلتی ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولتے اندر آگئی تھی۔

اُف...عادی تم بھی بہت عجیب ہو حد کرتے ہو۔‘‘بینش اور اس کی بھابی کا بھائی دونوں صوفوں پر براجمان تھے دروازے کی طرف دونوں کی پشت تھی، نجانے اس شخص کا کیا نام تھا مگر بینش اسے عادی ہی کہتی تھی۔

تمہارے لیے میں نے اتنا کچھ کیا ہے اب کیوں اس معاملے کو لٹکا رہی ہو اور وہ تمہارا کزن اب اس گھر میں کیا کرنے آیا ہے۔ جو تم نے چاہا وہ ہو گیا۔ وہ کیوں ادھر ہے اب؟‘‘ وہ کہہ رہا تھا۔

ہو کیئر... تم کیوں پروا کر رہے ہو۔‘‘جواباً بینش نے لاپروائی سے کہا تھا۔

ربدا نے خاموشی سے دونوں کو دیکھا۔

بینش ایک روشن خیال اور ماڈرن ٹائپ لڑکی تھی۔ ان دونوں کی دوستی میں بھی زیادہ ہاتھ بینش کا ہی رہا تھا اور باب ختم کرنے میں بھی۔

بینش کے ہاں وہ جب بھی آئی تھی اس کی بھابی کا یہ بھائی اس کا دُم چھلا بنا رہتا تھا ہر وقت عجیب متضاد طبیعت کا مالک تھا یہ شخص اور ربدا اسے سخت ناپسند کرتی تھی۔

اور اب بھی وہ دونوں جس طرح بے تکلفی سے صوفے پر براجمان تھے ربدا پر بینش کے کردار کا ایک اور پہلو واضح ہوا تھا۔

''بینش...''اس کی پکار پر وہ دونوں فوراً حرکت میں آئے تھے۔ بینش اسے اپنے سامنے دیکھ کر ایک پل کو ٹھٹک گئی تھی۔

''تم...؟''وہ حیرت زدہ تھی۔

''ہاں میں... تمہیں شاید توقع نہ تھی کہ میں کبھی تمہارے گھر آؤں گی۔ خیر کیسی ہو تم؟''وہ آگے بڑھ آئی تھی۔

''کیوں آئی ہو تم یہاں؟''بینش نے اگلے ہی پل اجنبی انداز میں نہایت رکھائی سے پوچھا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تمہیں یہ یاد کروانے کے لیے کہ کبھی کسی زمانے میں تم خود مجھ سے دوستی جتانے کو پیش پیش رہتی تھیں۔ کلینک میں ایک بات کہی تھی تم سے بس اس کی تفصیل جاننے کے لیے حاضر ہوئی ہوں۔'' وہ ڈرے سہمے بغیر ایک صوفے پر جا بیٹھی تھی۔

''کیسی بات کیسی تفصیل ؟'' وہ خوفزدہ ہو چکی تھی۔ ربدا نے بغور اسے دیکھا۔

''مجھے تم نے کیوں اغوا کروایا؟ کیوں ؟'' وہ فوراً اصل بات پر آگئی۔ دروازہ کھول کر اندر آتا وجود وہیں دروازے پر ہی ساکت ہو گیا تھا۔

''میں نے تمہیں اغوا نہیں کروایا۔ نجانے تم خود کس کے ساتھ بھاگی تھیں۔ میں نے صرف تم سے تمام تعلقات ختم کیے تھے۔ مگر تم تو مجھے ہی انوالو کر رہی ہو۔'' وہ بے پناہ غصیلے لہجے میں گویا ہوئی تھی ربدا نے بینش کو بس سنجیدگی سے دیکھا تھا۔

تمہاری کزن سارہ تھی۔اس کا ہزبینڈ شاید تمہارا کزن تھا۔'' باہر کھڑا وجود ربدا کے ان الفاظ سے ساکت ہو گیا تھا۔

مجھے کوئی تفصیل نہیں جاننی۔میرا تم سے کوئی تعلق نہیں...گیٹ آئوٹ۔'' وہ غصے سے پھنکاری تھی۔ربدا نے بینش کے ساتھ کھڑے لڑکے کو دیکھا اور پھر صوفے سے کھڑی ہو گئی۔

آپ کا نام جان سکتی ہوں کیا میں؟اتنا تو مجھے علم ہے کہ آپ کو عادی کہتے ہیں۔جب بھی میرا اس گھر میں آنا ہوا تو آپ یہیں پائے گئے ہیں اور ہر ملاقات میں سارہ کے ہزبینڈ بھی موجود ہوتے تھے کاش مجھے ان کا نام یاد آجائے۔یہ شاید میری کمزوری تھی میں آپ لوگوں کے جھوٹے خلوص کا شکار ہو گئی اور کبھی آپ لوگوں کی اصلیت جاننے کی کوشش نہ کی۔میں نے کبھی جاننے کی کوشش نہ کی کہ اتفاقاً ملنے والے یہ لوگ آئندہ میری زندگی پر اثرانداز ہو سکتے ہیں۔پلیز عادی صاحب آپ بتائیں کہ آپ کا مکمل نام کیا ہے؟''

www.novelsclubb.com

عادی تم کچھ نہیں بتاؤ گے اسے۔ یہ بلیک میلر ہے۔" بینش نے فوراً روک دیا تھا۔

"تو ٹھیک ہے۔ میں نے بہت عرصہ تم لوگوں کی دھمکیوں پر خاموش رہ لیا ہے اب ایک پل بھی خاموش نہ رہوں گی میں پولیس کو سب سچ سچ بتا دوں گی کہ تم لوگوں کے خلاف مقدمہ دائر کروں گی۔ مجھے اغوا کروانے اور اپنے پاپا کی ڈیتھ کا مقدمہ تم دونوں اور تمہارے اس کزن کے خلاف کروں گی۔ بہت دھمکیاں دے لیں تم تینوں نے مل کر مجھے میری بیمار ماں بہن اور معصوم بھائیوں کو اب میں کسی کی باتوں سے نہیں ڈروں گی۔ اب عدالت میں گھسیٹوں گی تم سب کو تم اور تمہارا یہ دُم چھلا بے شک پس منظر میں تھے مگر میں جانتی ہوں تم نے اپنے کزن کو ملا کر مجھے اغوا کروایا ہے۔ تم لوگ نہ بتاؤ اب ہر بات ہر راز عدالت میں ہی سامنے آئے گا۔"

اس نے دھمکی دی تھی بینش کا جو رنگ اُڑا تھا اس کے ساتھ کھڑے عادی کا بھی چہرہ پیلا ہوا تھا۔ انہیں شاید اس سے اس قدر ہمت کی توقع نہ تھی۔

www.novelsclubb.com

’’ ہم نے تمہیں کڈنیپ نہیں کروایا فار گاڈ سیک...مجھے نہیں پتا بازل خان نے ایسا کیوں کیا مگر بلیو می ہم اس معاملے میں قطعی بے قصور ہیں۔

’’ اوہ... بازل خان نام ہے تمہارے اس کزن کا...‘‘ بینش نے لب بھینچ لیے تھے۔اور ربدا ہنس دی۔

’’ چلو ایک نام تو ہاتھ لگا۔اب ان کا نام بھی بتا دو؟‘‘ اس نے بینش کے ساتھ کھڑے لڑکے کو دیکھا وہ فوراً گھبرا کر بولا تھا۔

’’ عادل... عادل مراد۔‘‘ اس کی دھمکی ان دونوں پر خاطر خواہ اثر کر چکی تھی شاید۔اس کے نام پر جہاں ربدا چونکی تھی وہیں باہر کھڑا وجود بھی حیرت زدہ رہ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

’’ اور تصاویر و خطوط کا کیا معاملہ ہے؟‘‘ کچھ پل سنبھلتے اس نے اب کے بینش کے چہرے پر اپنی نظریں گاڑ دی تھیں۔

’’ک... کیسی تصویریں... کیسے خطوط؟‘‘ وہ ہکلا گئی تھی ربدا کو اس کا زرد چہرہ عجیب سا لگا۔ اگر وہ چہرہ شناس ہوتی تو دھوکہ ہی کیوں کھاتی اس نے سر جھٹکا۔

’’اگر مجھے کچھ پتا ہوتا تو میں تم لوگوں کے سامنے کھڑی نہ ہوتی۔ سیدھا کورٹ میں جاتی۔ میں ایک عام گھرانے کی لڑکی ضرور ہوں میری کمزوری یہ تھی کہ میں تم لوگوں کے نقابوں میں چھپے غلط چہروں کو پہچان نہ پائی اور جواباً تم لوگوں نے مجھے ہی استعمال کر لیا۔ مجھے ہر معاملے کی تہ تک پہنچنا ہے۔ تم لوگوں نے مجھے کڈنیپ کروایا۔ میری فیملی کو تباہی کے دہانے پہ لا کھڑا کیا۔ مجھے اس شخص نے تصاویر اور خطوط کے الزام میں کڈنیپ کروایا تھا۔ تم تینوں ملے ہوئے ہو۔ اس شخص کی بیوی مر گئی مجھے نہیں پتا کیوں مری؟ مگر تم تینوں اس معاملے میں شریک ہو اب میں ضرور کورٹ میں جائوں گی۔ مجھے عام لڑکی نہ سمجھو۔ تم لوگوں کی دھمکیاں بھی اب مجھے نہ روک سکیں گی۔‘‘

دیکھو تم کچھ نہیں کرو گی مجھے نہیں پتا بازل خان نے تمہیں کیوں اُٹھوایا ہے میں پتا کر کے تمہیں بتادوں گی پلیز تم ہم پر اعتبار کرو ہم بتادیں گے۔"اس کے الفاظ پر بینش کی ساری ہوا نکل گئی تھی یا یہ بھی اس کی کوئی ایکٹنگ تھی وہ فوراً اس کا ہاتھ تھامے کہہ رہی تھی۔ ربدا چند پل اسے دیکھے گئی تھی۔

اس نے... کسی کورٹ میں جانا تھا نہ ہی کسی کچہری میں۔اس کا مقصد اس دھمکی آمیز گفتگو کے ذریعے ان لوگوں سے سچ اُگلوانا تھا اور بس...

پتا نہیں سچ کیا تھا جھوٹ کیا تھا اتنا ضرور وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ تینوں افراد ملے ہوئے ہیں۔ان کا کیا مقصد تھا یہ ابھی بھی واضح نہ ہوا تھا۔

وہ_ایک_لمحہ_محبت#

✍ تحریر_سمیرا_شریف_طور#

قسط_نمبر_6#

پتا نہیں سچ کیا تھا جھوٹ کیا تھا اتنا ضرور وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ تینوں افراد ملے ہوئے ہیں۔ان کا کیا مقصد تھا یہ ابھی بھی واضح نہ ہوا تھا۔

دیکھو بینش سچ کہہ رہی ہے ہمیں کچھ نہیں پتا کہ اس شخص نے تمہیں ' ' "کیوں کڈنیپ کروایا بٹ بلیو اس حقیقت کا پتا کر کے تمہیں ضرور بتائیں گے۔

عادل مراد بھی گھبرا کر کہہ رہا تھا۔وہ خاموشی سے پلٹ آئی اور پھر دروازے کے پاس رُک کر دونوں کو دیکھا۔باہر کھڑا وجود فوراً پیچھے ہٹا تھا۔

تم لوگوں کا جو بھی مقصد تھا مگر بینش ایک بات یاد رکھنا جو انسان بوتا ہے ' ' وہی کاٹتا ہے۔میری آہیں اور بددعائیں ہمیشہ تم لوگوں کا پیچھا کریں گی اور میرے باپ کا قتل تم لوگوں کی گردنوں پر ہوگا۔اللہ تم لوگوں کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔میں نے بھلا کس کورٹ کس کچہری میں جانا ہے مگر میرا یقین ہے اللہ ہر انسان پر اس کی برداشت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا میرا مقدمہ اللہ کی عدالت میں درج ہو گیا ہے۔وہ دنیا کے انصاف کرنے والوں سے بڑھ کر انصاف کرنے والا ہے اگر تم

لوگ قصوروار ہو تو وہ ضرور انصاف کرے گا۔ڈرو اس دن سے جب وہ تمہارے بداعمال کو تمہارے چہروں پر دے مارے گا۔ سمجھا دینا اپنے اس کزن کو بھی۔'' وہ کہتے ہوئے دروازہ دھکیل کر باہر نکل آئی تھی راہداری کراس کرتے لان سے ہوتے وہ گیٹ کھول کر باہر نکلی تو اس کا رکشہ والا منتظر تھا رکشہ کے پیچھے ایک سیاہ گاڑی کھڑی تھی۔شام کا اندھیرا گہرا ہو رہا تھا وہ بغیرارد گرد دھیان دیئے رکشہ میں سوار ہو گئی تھی۔

' '

اومائی گاڈ...''ساری بات سننے کے بعد جمشید نے سر تھام لیا تھا۔یہی کیفیت بازل خان کی بھی تھی۔

' '

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لڑکی قطعی بے قصور ہے۔تو کیا قصوروار اور اصل مجرم تمہاری کزن اور اس کی بھابی کا بھائی ہے۔''

www.novelsclubb.com

کچھ سمجھ نہیں آرہی۔ تم نے کہا تھا کہ میں اکثر بن بتائے اُدھر چکر لگاتا رہوں اسی مشورے پر عمل کرتے وہاں گیا تھا پہلے بھی کئی بار جا چکا ہوں مگر کوئی سرا ہاتھ نہیں آرہا تھا اب جب گیا تو وہ لڑکی وہاں تھی اور یہ سب کہہ رہی تھی۔''

''یہ تو کنفرم ہو گیا ہے کہ وہ لڑکی قطعی بے قصور ہے۔ اسے محض استعمال کیا گیا ہے۔ اب یہ پتا لگانا ہے کہ ان دونوں نے اس لڑکی اور تمہارے ساتھ ایسا کھیل کیوں کھیلا؟''

''مجھے خود نہیں اندازہ ہو رہا کہ بینش اگر اس سارے معاملہ میں انوالو ہے تو کیوں اور اس عادل مراد کا مجھ سے کیا لینا دینا میں تو یہاں آیا گیا ہی بہت کم ہوں۔ یہ بھی اب آکر مجھے اس شخص کا نام پتا چل رہا ہے۔ اگر میرے کچھ اچھے تعلقات ہوتے تو میں کب کا جان چکا ہوتا کہ تصویروں کے پیچھے اسی عادل مراد کا ہاتھ ہے۔

''اگر یہی عادل مراد ہے تو وہ ایڈریس ربدا کے گھر کا کیوں تھا؟

www.novelsclubb.com

’’ہو سکتا ہے انہوں نے محض خود کو چھپانے کے لیے ایڈریس دے دیا ہو۔‘‘

یہ لوگ عادی مجرم تو ہیں نہیں۔ غلطی تو کر ہی گئے ہیں اگر حقیقت میں ربدا

تصویروں کے پیچھے ہوتی تو دستخط بھی اس کے نام کے ہوتے۔انہوں نے دستخط

اپنے نام کے دیئے اور پتا ربدا کا دیا تا کہ سارا شک اسی پر جائے۔تو یہ تھا سارا پلان۔

’’اب کیا کریں؟‘‘

’’دو آپشن ہیں اس عادل مراد کو ایک رات کا مہمان بنا کے اپنے اسپیشل روم

کی سیر کروالیتا ہوں دوسرا تم اپنی کزن کو ٹریٹ کرو۔کیسے یہ تم پر ڈیپینڈ کرتا ہے۔

اور وہ خط ان پر درج تحریر؟‘‘ بازل نے دوسرا نکتہ اُٹھایا۔

’’تمہارے پاس اس وقت خط ہیں؟‘‘جمشید نے پوچھا تو بازل خان نے سر

ہلاتے اُٹھ کر اپنے روم میں رکھی الماری سے ایک لفافہ نکال کر اسے تھما دیا تھا۔

جمشید نے دونوں خطوط کو بغور دیکھا۔

www.novelsclubb.com

تم کسی نہ کسی طرح اپنی کزن کی ہینڈ رائٹنگ لے لو اس طرح میں عادل مراد کی ہینڈ رائٹنگ لے کر میچ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر ان دونوں میں سے کسی کی میچ ہو گئی تو ٹھیک ورنہ پھر ڈاکٹر ربدا کی کسی طریقے سے ہینڈ رائٹنگ حاصل کر کے پتا لگوانا پڑے گا اور ان سارے مسائل میں پڑے بغیر آسان طریقہ یہ ہے کہ عادل مراد کو ایک رات تھانے کی سیر کروا لوں۔"

نہیں یار! یہ رسکی کام ہے۔ یہ تصاویر اور خطوط والا معاملہ میری فیملی کے علاوہ سارہ جانتی ہے صرف۔ اس کے بعد سارہ ناراض ہو کر گئی تو بھی اس نے کسی سے ذکر نہ کیا تھا اس کے بعد اس کا اور باقی لوگوں کا میرے ساتھ سلوک خصوصاً بابا صاحب کا رویہ باہر کے لوگ قطعی بے خبر ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ اس معاملے کی بھنک بھی کسی کو ہو۔ میں اپنے تئیں مسئلے کو حل کرنا چاہوں گا۔ تم جو ہیلپ کر رہے ہو وہ کافی ہے۔ اگر اس طرح مسئلہ نہ سلجھا تو پھر تمہارے مشورے پر عمل کروں گا اب دوبارہ میں جذباتیت میں ربدا کے ساتھ کیا گیا عمل نہیں دہرانا

چاہتا۔" وہ اس وقت ڈاکٹر ربدا کا نام قدرے سکون سے لے رہا تھا۔ڈاکٹر ربدا کے ساتھ کی گئی زیادتی پر خود بھی پشیمان تھا۔

ادھر بی بی جان کی طبیعت آج کل خراب رہ رہی ہے۔انہیں اکثر استھما کا اٹیک ہو جاتا ہے۔وہ کئی دنوں سے بلوا رہی ہیں۔مجھے کل چند دن کے لیے جانا پڑے گا میری غیر موجودگی میں تم کچھ نہیں کرو گے ہاں واپسی پر مل کر کچھ کریں گے۔"

اوکے ایزیو وش..." جمشید اس وقت اس کی کال پر اس کے گھر آیا ہوا تھا۔

ڈاکٹر ربدا کی رہائش کا علم ہو گیا ہے اب۔میرا خیال ہے اب رفیق کو پھر سے ان کی نگرانی پر معمور کر دینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔اسے منع کر دو وہاں ربدا کے بجائے اگر تم عادل مراد اور بینش کی نگرانی کرواؤ تو زیادہ بہتر ہو گا۔"

ہوں... چلو میں ربدا کی طرف سے ویسے بھی رفیق کو منع کرنے والا تھا۔

ہاں میری غیر موجودگی میں رفیق کو کہہ دوں گا کہ وہ ان دونوں کا پیچھا کرتا ہے اور

جو بھی رپورٹ ہو تمہیں کرتا رہے۔ تم لائحہ عمل ترتیب دے لینا واپسی پر دیکھ لیں گے کہ کیا کرنا ہے۔" اس نے فوراً جمشید کی بات مان لی۔

اس کے بعد بھی جمشید بینش اور عادل مراد کے اس سارے کھیل کے پیچھے موجود وجہ کو ہی ڈسکس کرتا رہا تھا۔

ڈاکٹر کی جانب کے لیے اس کی سلیکشن ہو گئی تھی۔ یہ کوئی دور دراز کا علاقہ تھا۔ شمسہ نے اس کی بہت ہمت بڑھائی تھی ورنہ اتنی دور اپارٹمنٹ ہونے پر وہ کافی نااُمید ہو گئی تھی اس کا سارا جوش ختم ہو گیا تھا۔ وہ ایسے حالات میں ماما، شارقہ اور دونوں بھائیوں کو چھوڑ کر اتنی دور کیسے جا سکتی تھی مگر شمسہ کے کہنے پر اس نے جوائن کر لینے کی ہامی بھر لی تھی۔ شمسہ نے وعدہ کیا تھا کہ اس کی غیر موجودگی میں ماما، شارقہ اور بھائیوں کو کوئی پریشانی نہیں ہو گی اور چند ماہ بعد وہ پاپا کے تعلقات استعمال ہوئے اس کا ٹرانسفر اپنے ہی علاقے میں کروانے کی کوشش کرے گی۔

اور اس کی تسلی دلاسوں پر آج کل وہ اس علاقے میں آئی ہوئی تھی۔ پہلے دو تین دنوں میں ہی وہ خاصی اُداس ہو گئی تھی وہ کبھی فیملی سے جدا نہ ہوئی تھی اب ہوئی بھی تو یہ دوری سہی نہ جا رہی تھی۔ اس کے علاوہ دو میل ڈاکٹرز اور تھے جو نرس رضیہ کے بقول کبھی کبھار ہی آنے کی زحمت کرتے تھے۔ چند بستروں کچھ اسٹیشنری اور ادویات کے علاوہ ہسپتال کے ساتھ ہی ہاسٹل بھی تھا، جہاں ہسپتال کی دونوں شادی شدہ نرسز اپنے خاندان کے ساتھ رہ رہی تھیں سسٹر رضیہ نے اسے بھی اپنے ساتھ والا کمرہ سیٹ کر دیا تھا۔

ایک چارپائی بستر اور محدود زندگی وہ جتنے بھی عام سے گھرانے سے تھی مگر ماما، پاپا نے انہیں ایک خوشحال زندگی فراہم کی تھی۔ وہ یہاں قیام کے تیسرے دن ہی عاجز آ چکی تھی۔ اگر روزگار کا مسئلہ نہ ہوتا تو وہ دوسرے دن ہی واپس چلی جاتی۔ یہ ہسپتال ارد گرد واقع دو تین گائوں کے لیے واحد سرکاری ہسپتال تھا۔ یہاں علاقے کے لوگوں کے مسائل اور انداز زندگی بھی مختلف تھے سو اسے پرابلم ہو رہی تھی،

www.novelsclubb.com

اسے یہاں آئے آج چوتھا دن تھا مگر ابھی تک سینئرز ڈاکٹرز کا کوئی اتاپتا نہ تھا۔اس ہسپتال کا سارا انتظام سسٹر رضیہ، سسٹر ماریہ کے علاوہ دو وارڈ بوائے لڑکوں کے ذمے تھا جو شاید اسی طرح یہاں نوکری کرنے پر مجبور تھے

وہ_ایک_لمحہ_محبت#

✍تحریر_سمیرا_شریف_طور#

قسط_نمبر_7#

یہاں کے لوگ ہسپتال تب آتے تھے جب تکلیف شدت اختیار کر جائے ورنہ وہ چھوٹے موٹے ٹوٹکوں سے ہی علاج کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

www.novelsclubb.com

وہ اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھی مریضوں کو دیکھ رہی تھی۔

ایک بچے کو بیڈ پر لٹا کر چیک کر رہی تھی جب حواس باختہ سی سسٹر رضیہ اندر داخل ہوئی تھی۔

ڈاکٹرنی صاحبہ...ڈاکٹر صاحبہ!" عام لوگوں میں رہنے کی وجہ سے سسٹر رضیہ کا لہجہ بھی ان لوگوں کے رنگ میں رنگ گیا تھا۔

"کیا بات ہے؟"

وہ بڑی حویلی سے بلاوہ آیا ہے آپ کا..." ربدا کو حیرت سی ہوئی۔

کیوں؟" بچے کو واپس اس کی ماں کے حوالے کرتے پیڈ پر اس کا نسخہ تیار کرتے ہوئے سسٹر رضیہ کو دیکھا۔

حویلی والے سبھی کو دعوت دیتے ہیں۔ اس علاقے میں کوئی بھی نیا آدمی یا عورت آئے حویلی والے ضرور بلاتے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

اور یہ حویلی والے کون ہیں؟““سنجیدگی سے رضیہ کو دیکھا تو اس کا بھی سارا جوش و خروش ماند پڑ گیا۔

““اس علاقے کے مالک ہیں۔

اگر مالک ہیں تو میں کیا کروں۔ یہاں بہت سے مریض ہیں ڈاکٹر سرور اور یوسف تو جب سے میں آئی ہوں آئے نہیں میں بھی چھوڑ کر چل دوں۔ تم لوگ بھی دھیان سے اپنی ڈیوٹی کیا کرو۔ وہ مالک ہیں تو ہمیں کیا۔ ہم سرکاری ملازم ہیں۔ اس ““علاقے کے مالکان کے نہیں۔

ارے...““وہ اس قدر صفا چٹ انکار پر حیران رہ گئی۔

جاؤ اگلے مریض کو بھیجو۔““سسٹر رضیہ منہ بنا کر چل دی تھی۔

وہ مریضوں سے فارغ ہو کر ہاسٹل سائیڈ میں اپنے کمرے میں لیٹ کر گھر والوں کو یاد کرنے لگی تھی دوپہر کے قریب وہ ایک گھنٹہ ریسٹ کرتی تھی اور پھر ایک بجے سے لے کر تین بجے تک پھر مریضوں کو دیکھتی تھی۔

دو بجے کے قریب مریض نہ ہونے پر وہ وہیں ہسپتال کے اپنے کمرے کے بستر پر لیٹ گئی۔اس کا ارادہ شارقہ سے بات کرنے کا تھا وہ اپنے سیل پر نمبر ملا رہی تھی جب دھڑام سے دروازہ کھول کر کوئی اندر داخل ہوا۔وہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی تھی مگر اپنے سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر ساکت ہو گئی تھی۔

بازل خان...''بینش کے منہ سے یہ سنا یہ نام اس کی یادداشت میں بہت اچھی طرح تازہ تھا۔یہی حالت کم و بیش بازل خان کی بھی تھی۔

ربدا کے وجود کو ایک سنسنی خیز کربناک لہر نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔وہ نہیں جانتی تھی کہ دنیا اتنی چھوٹی ہے یا پھر اس کی قسمت میں ہی اس شخص سے ٹکرانا لکھا تھا۔وہ اس شخص کے خوف سے چھپتی پھر رہی تھی اور یہ یہاں بھی آ پہنچا تھا۔اس

www.novelsclubb.com

انسان کے تصور سے ہی اسے گھن آتی تھی اور وہ پورے رُعب ودبدبے اور طمطمراق سے اس کے سامنے کھڑا تھا۔

’’آپ...‘‘ وہ اس کی یوں آمد پر خون کے گھونٹ پیتی اپنی کرسی کے پاس جا رُکی تھی۔ بازل خان بھی اسے اپنے اس علاقے میں دیکھ کر حیران تھا۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس کے سامنے وہی وجود کھڑا ہو گا جسے وہ پچھلے دنوں دیوانہ وار تلاش کر رہا تھا۔

’’مجھے ڈاکٹر صاحبہ سے ملنا ہے۔ جو یہاں نئی اپائنٹ ہو کر آئی ہیں۔‘‘ ربدا نے خاصا چونک کر اسے دیکھا۔ اگلے ہی لمحے وہ بغیر ڈرے سہمے سیدھی کھڑی ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

’’جی کہیے کیا خدمات کر سکتی ہوں آپ کی... میں ہی نئی اپائنٹمنٹ ہوں یہاں کی۔‘‘ اس کے لہجے میں خاصی کاٹ تھی۔ اور بازل خان چونک کر حیران ہو کر اسے

دیکھے گیا۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ نئی ڈاکٹرنی یہی لڑکی ہے۔اس نے فوراً خود کو سنبھالا۔

''تو پھر آپ کو میرے ساتھ ہماری حویلی چلنا ہوگا۔کچھ دیر پہلے ہماری ملازمہ آپ کو بلوانے آئی تھیں مگر آپ نے انکار کر دیا۔ہماری والدہ کافی بیمار ہیں انہیں دکھانا ہے۔''

''تو یہ اس علاقے کے مالکان میں سے ہے۔''ربدا حیرت زدہ تھی۔وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ جاب کے لیے وہ جہاں آئی ہے وہ اسی شخص کا علاقہ ہے۔

''ایم سوری میں کہیں نہیں جا رہی۔آپ ان کو یہاں لے آئیں میں دیکھ لوں گی۔''وہ انکار کرتے کرسی پر بیٹھ گئی۔وہ کیوں ڈرے اگر یہ اس شخص کا علاقہ ہے تو وہ بھی اتنی طاقت رکھتی ہے کہ اس علاقے کے لوگوں کو اس شخص کے کرتوت بتا سکتی ہے۔اس کے صفاچٹ انکار پر بازل خان نے بے پناہ طیش سے اسے دیکھا۔وہ ابھی تک مکمل طور پر اس کے الزام سے بری الذمہ نہیں ہوئی تھی۔اگرچہ بینش

اور عادل مراد کی حقیقت سامنے نہیں آئی تھی مگر اس پر جو بہتان اس لڑکی کے ذریعے لگا تھا وہ اسی طرح برقرار تھا۔

''وہ یہاں نہیں آسکتیں۔آپ کو میرے ساتھ حویلی چلنا ہو گا۔''کس قدر رعونت بھرا حاکمانہ انداز تھا۔ربدا کا تن بدن سلگنے لگا۔

''میں آپ کے ساتھ کہیں نہیں جائوں گی مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ آپ جیسے ظالم سفاک لوگوں کا علاقہ ہے۔آپ اپنی والدہ کو کہیں لے جائیں میں قطعی نہیں جا رہی آپ کے ساتھ۔''وہ بے قصور تھی،اس کا ضمیر مطمئن تھا وہ ان تین دنوں میں حویلی والوں کے بہت سے قصیدے سن چکی تھی۔اس نے فوراً سوچ لیا کہ اگر اس شخص نے اسے تنگ کیا کوئی دھمکی دی تو وہ اس کی اصلیت یہاں کے لوگوں کے سامنے لائے گی۔وہ کیوں ڈر ڈر کر جیئے۔کیوں ظالمانہ جبر سہے۔

www.novelsclubb.com

اسے صاف انکار کر کے وہ اب یہاں ایک پل بھی اس کے سامنے ٹھہرنا نہیں چاہتی تھی مریض کوئی تھا نہیں اُٹھ کر اس نے ٹیبل پر پڑا اپنا اوور آل اسٹیتھ سکوپ اور بیگ تھام لیا تھا۔

’’پلیز...آپ یہاں سے جا سکتے ہیں مجھے کمرہ لاک کرنا ہے۔‘‘ بازل خان کو اسی طرح کھڑے دیکھ کر اس نے کہا۔

’’آپ جیسے جاگیرداروں کے پاس ڈاکٹرز کی کمی نہیں ہوتی۔ کسی اسپیشلسٹ کو دکھایئے جا کر میں تو ایک عام سی ڈاکٹر ہوں۔‘‘

غم و غصے سے کہتے وہ وہاں سے نکل آئی تھی وارڈ بوائے کو کمرہ لاک کرنے کی ہدایت دیتے وہ اپنے ہاسٹل والے کمرے میں آ کر لیٹ گئی تھی۔ وہ کیا کرے وہ یہاں سے چلی جائے یا ڈٹ کر حالات کا مقابلہ کرے۔

’’یااللہ...میری ایسی کون سی غلطی ہے جس کی سزا اس شخص کی صورت مجھے مل رہی ہے۔ میں بے قصور ہوں تو اچھی طرح جانتا ہے۔ میں کہاں تک بھاگوں اس شخص سے میں نے اپنا مقدمہ تجھ پر چھوڑا ہے یااللہ میرا فیصلہ کر دے۔ مجھے اس اذیت سے نجات دے دے۔‘‘ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

بی بی جان کو اکثر استھما کی شکایت رہتی تھی اور کبھی کبھار شدت اختیار کر جاتی تھی۔ ڈاکٹر ربدا کے انکار کے بعد وہ انہیں شہر لے آیا تھا۔ چند دن ایڈمٹ رہنے کے بعد وہ بہتر ہوئیں تو واپس چلی گئی تھیں۔ جبکہ وہ ادھر ہی رہا تھا۔ اس کا بہت سا کام ابھی باقی تھا۔ ربدا سے ہونے والی اپنی غیر متوقع ملاقات بھی اسے اذیت سے دوچار کر رہی تھی۔ وہ اب جلد از جلد حقیقت تلاش کر لینا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

’’بینش اگر واقعی تا ور وہ شخص ملوث ہوئے تو تم دونوں کو میرے قہر سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔‘‘ وہ بی بی جان کے جانے کے اگلے دن ہی چچا کے گھر چلا آیا۔

دوپہر کا وقت تھا ملازم نے بتایا کہ گھر میں کوئی نہیں ہے۔ اسے اپنا سارا پلان چوپٹ ہوتا محسوس ہوا۔

اس نے سوچا تھا کہ وہ بینش کو لے جا کہیں ایسی جگہ رکھے گا جب تک وہ حقیقت نہ بتا دے گی وہ اسے چھوڑے گا نہیں مگر وہ گھر پر ہی نہ تھی۔

وہ بینش کے کمرے میں چلا گیا تھا اس کی ٹیبل پر نوٹ بکس، بکس پیپرز پڑے ہوئے تھے اس نے بینش کی ڈائری اُٹھالی۔ یہ اس کے نوٹس اور مختلف روزمرہ کے شیڈول پر مشتمل ڈائری تھی۔

’’دیکھنا بینش اگر ڈاکٹر ربدا بے قصور نکلیں تو میں تمہیں اتنی زندگیوں سے کھیلنے کی ایسی عبرتناک سزا دوں گا کہ تم ساری عمر یاد رکھو گی۔‘‘ ڈائری لے کر وہ وہاں سے نکل آیا تھا۔ اس نے یہ قدم جمشید کو بتائے بغیر اُٹھایا تھا۔ وہ ڈائری لے کر سیدھا اسی کے پاس آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

''یہ بینش کی ڈائری ہے۔مجھے کنفرم کرواکر بتائو کہ لیٹرز میں لکھی گئی رائٹنگ اور یہ رائٹنگ کتنی ملتی ہیں۔''

بازل خان نے اس کے سامنے دونوں خط اور ڈائری رکھ دی تھی۔

جمشید کافی دیر تک دونوں کو دیکھتا رہا تھا۔

''یہ بینش کی ہی رائٹنگ ہے یار!''جمشید نے اسے دیکھا تو وہ سختی سے لب بھینچ گیا۔

''مگر سوچنے کی بات ہے اس نے یہ سارا کھیل کیوں کھیلا؟''

''کچھ کچھ اندازہ مجھے ہو رہا ہے۔کل ملوں گا تم سے پھر تفصیلاً ذکر کروں گا۔''

بمشکل خود کو سنبھالتے اس نے خطوط والا لفافہ دوبارہ جیب میں ڈال لیا تھا۔

''اور عادل مراد کے لیے کیا پلاننگ ہے؟اور یہ تو کنفرم ہو گیا ہے کہ ربدا اس قصے میں بے قصور ہے۔''

www.novelsclubb.com

"ربدا ہمارے علاقے میں ڈاکٹر کے طور پر اپائنٹ ہو کر گئی ہیں۔ ' '

اوہ...؟" جمشید حیران ہوا تھا۔ ' '

عادل مراد کو بھی دیکھ لوں گا۔ اب اس کو میں اپنے طور پر ہینڈل کروں گا۔ ' '

شکریہ یار تم نے اس سارے معاملے میں اتنی مدد کی ورنہ ربدا کو موردالزام ٹھہراتے اس کے سارے خاندان کو تباہ کرنے کے چکر میں نجانے اپنے ضمیر پر کتنا بوجھ لاد چکا ہوتا۔ چلتا ہوں اب بینش سے خود ہی نبٹوں گا۔ کل ملوں گا ساری تفصیل بتائوں گا۔" وہ جمشید سے ہاتھ ملا کر ڈائری لے کر واپس آگیا تھا۔

وہ بینش کو شام کے وقت اپنے گھر لے کر آیا تھا۔

بینش حیران تھی کہ اتنا سڑیل مزاج اس سے کئی گز فاصلہ رکھ کر ملنے والا انسان اب کیونکر بدل گیا ہے۔ وہ اسے چند پرسنلز باتیں ڈسکس کرنے کا کہہ کر لایا تھا۔

اور ان لمحات کا بینش کو کب سے انتظار تھا۔اس سب کے لیے نجانے اسے کیا کیا کرنا پڑا تھا اور آج یہ شخص اس کے قریب تھا۔

''تمہارا پرو پوزل چچا جان نے میرے لیے دیا ہے مجھے تم سے اس کے متعلق ڈسکس کرنا ہے۔'' یہاں لاتے ہوئے اس نے کہا تھا اور بینش کو لگا تھا کہ جیسے اس نے ساری دنیا فتح کرلی ہے۔اسی دن اور انہی لمحات کا تو اسے انتظار تھا۔

''آپ ادھر کیوں لائے ہیں۔کسی ریسٹورنٹ میں چلتے نا۔'' گاڑی سے اُترتے ہوئے بمشکل اس نے کہا تو بازل خان نے اپنے جذبات پر بمشکل قابو پایا۔

''کیوں تمہیں میرے ساتھ یہاں آنا اچھا نہیں لگا کیا؟'' اس کے سنجیدگی سے پوچھنے پر وہ اک ادا سے مسکرائی۔اپنے شولڈر کٹ بالوں کو ہاتھ سے سنوارا۔

''نہیں...بہت اچھا لگا ہے۔'' عجب بے خود سا لہجہ تھا۔وہ اسے لیے راہداری سے ہوتا ہوا اسٹور نما کمرے میں داخل ہوا تو وہ چونکی۔

’’ہم کدھر جا رہے ہیں؟‘‘ اندھیرے اسٹور میں کھڑی وہ پوچھ رہی تھی۔

’’تم چلو تو سہی...ایک سرپرائز تمہارا منتظر ہے ابھی پتا چل جاتا ہے۔‘‘ وہ اس کا ہاتھ پکڑے آگے آگے بڑھنے لگا تھا وہ اندھیرے میں اس کے ساتھ گھسٹتی چلی جا رہی تھی۔ سٹور نما کمرے سے نیچے زینہ طے کر کے وہ اسے ایک ایسے کمرے میں لایا تھا جو بالکل خالی تھا۔ بس فرش پر ایک میٹرس بچھا ہوا تھا۔

’’یہ کون سی جگہ ہے۔ ادھر ہم کیوں آئے ہیں؟‘‘ وہ پوچھ رہی تھی بازل خان نے آگے بڑھ کر لائٹ آن کر دی تھی۔ وہ بازل خان کے تیوروں سے کچھ خائف ہو گئی تھی۔

’’تم سے بہت سے سوال پوچھنے ہیں۔ ایک بات بتاؤ سچ سچ... جھوٹ کی قطعی گنجائش نہیں۔ تم جانتی تھیں کہ میں سارہ سے بے پناہ محبت کرتا ہوں اس کے بعد کبھی دوسری شادی نہیں کروں گا پھر بھی تم نے مجھ سے شادی سے انکار نہ کیا...

کیوں؟‘‘

تم سچ جاننا چاہتے ہو تو یہی کہوں گی کہ میں تم سے تب سے محبت کرتی ہوں جب ہمارے بڑوں میں محض ہماری بات ہی طے ہوئی تھی۔ مگر تم نے انکار کر دیا اور سارہ سے شادی کر لی۔ اب سارہ نہیں رہی کیا اب بھی تمہارے دل میں میرے لیے کوئی گنجائش پیدا نہیں ہو سکتی۔" بازل خان نے بے پناہ نفرت سے اسے دیکھا۔

اور ربدا! اس کی حقیقت تم واضح کرو گی یا میں بتاؤں تمہیں؟" اس کے سخت پتھریلے لب و لہجے پر وہ چونک کر خوفزدہ ہو گئی تھی۔

کون ربدا... کیسی حقیقت...؟" وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ بازل خان "اسے یہاں کیوں لایا ہو گا۔

شٹ اپ... میرے ساتھ اب کوئی ڈرامے بازی مت کرنا۔ سارہ مر گئی تمہاری گھٹیا چالوں کی وجہ سے... میرا بچہ ماں سے محروم ہو گیا تمہاری نفرت اسے کھا گئی اور ربدا تم نے اسے بھی نہ بخشا۔ اب تمہارا کھیل ختم سب کچھ واضح اور

روشن ہو چکا ہے۔'' وہ دروازہ لاک کرتے بپھرے ہوئے تند و تیز طوفان کی مانند اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور بینش اس کی آنکھیں پھٹ جانے کی حد تک کھل گئی تھیں۔

کتنی مکار اور گھٹیا فطرت کی لڑکی ہو تم... تم اس قدر چالباز اور کینہ پرور ثابت ہو گی مجھے اندازہ ہی نہ تھا... تم نے اپنے ٹھکرائے جانے کا بدلہ لیا۔ میری اور سارہ کی محبت بھری زندگی تمہیں چین سے جینے نہیں دے رہی تھی اور تم نے ڈاکٹر ربدا کو استعمال کر کے میری غیرت، میری مردانگی و عزت کو کھیل بنا ڈالا۔ میرے باپ بھائیوں بھابیوں کے دل مجھ سے بدظن کر ڈالے۔ تم نے میری ساری خوشیاں چھین لیں مکار عورت۔''

www.novelsclubb.com

''کیا... کہہ رہے ہو تم؟ جھوٹ ہے یہ سب؟

شٹ اپ...'' بازل خان کے ایک بھرپور تھپڑ نے اسے میٹرس پر گرا دیا تھا۔

’’یہ دیکھو... یہ ہے تمہارے کرتوتوں کا ثبوت۔‘‘اس نے اپنی جیب سے لفافہ نکال کر اس کے منہ پر دے مارا تھا۔

’’یہ دیکھو مکار، چالباز لڑکی دیکھو یہ ہیں تمہارے کارنامے۔‘‘اس کا بازو پکڑا انتہائی جنونی پن میں اس نے اسے سیدھا کیا تو وہ ڈر کر فوراً لفافہ تھام گئی۔ جوں جوں وہ تصاویر دیکھ رہی تھی اس کا رنگ لٹھے کی مانند زرد ہو رہا تھا۔

’’کیوں کیا تم نے یہ سب... بولو... تمہیں ذرا بھی خدا کا خوف نہ آیا۔ ایک نہیں کئی زندگیوں سے تم کس درجہ سفاکی سے کھیل گئیں۔‘‘ وہ سخت غم وغصے اور انتہائی اشتعال سے گویا تھا۔

بینش کو اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہوئی۔ وہ واقعی نفرت وانتقام میں اندھی ہو چکی تھی۔ وہ بازل خان کو ہمیشہ سے چاہتی آ رہی تھی مگر بازل کے انکار نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تھا۔ اس کے دل میں سارہ کے لیے بے پناہ نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ وہ ہر وقت دل ہی دل میں اس کے خلاف منصوبے بنا رہی تھی۔ اس کے اندر انتقام کی

آگ بھڑک رہی تھی جو اسے سارہ کے ساتھ ایک مسکراتی خوشحال زندگی گزارتے دیکھ کر دن بدن دو آتشہ ہوتی جا رہی تھی پھر اس کے سامنے عادل مراد آگیا وہ اس کی محبت کا دم بھرتا تھا اور وہ خود بازل خان کی۔

اس نے اپنی نفرت میں عادل مراد اور ربدا دونوں کو استعمال کیا تھا۔ ربدا اس کی ایک اچھی سکول لیول کی دوست تھی مگر محبت میں انتقام لیتے لیتے وہ دوستی کو بھی بھینٹ چڑھا گئی تھی۔ اس کے لیے عادل نے سب تصاویر بنوائی تھیں اور ہر بار سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق وہ ربدا اور بازل خال کو سامنے لائی تھی ان کی ملاقاتیں کروائی تھیں۔ ربدا جان پائی تھی کہ وہ کیا کھیل کھیل رہی ہے نہ ہی بازل خان ہاں عادل مراد اس کو پانے کے لیے اس کا ساتھ دے رہا تھا۔ تصاویر عادل نے تیار کروائی تھیں اور خط بینش نے خود لکھے تھے اور پھر ان کو پوسٹ کر دیا تھا۔

نتیجہ اس کی توقع کے مطابق تھا سارہ میکے چلی گئی تھی اور پھر چند دن بعد ہی بیٹے کی پیدائش پر اس کی ڈیتھ کی خبر ملی تھی، ربدا اغوا ہو گئی تو وہ خوفزدہ ہو گئی تھی۔ اس کا

مقصد سارہ کو بازل خان سے بدظن کروانا چاہا تھا اسے قطعی اُمید نہ تھی کہ بازل خان ربدا کو اغوا کروائے گا۔ وہ اپنے خوف میں مبتلا ربدا سے تمام تعلقات ختم کر بیٹھی تھی مگر کلینک میں ہونے والی ربدا سے گفتگو نے اسے صحیح معنوں میں ہراساں کر ڈالا تھا۔

تب اسے پتا چلا کہ اسے بازل نے اغوا کروایا ہے اور ربدا سمجھ رہی تھی کہ اسے بینش نے اغوا کروایا ہے۔ بعد میں جو بھی صورتحال ہوئی مگر اس کے ذہن کے کسی بھی گوشے میں یہ بات نہ تھی کہ بازل حقیقت بھی جان سکتا ہے وہ یہ سارا کھیل کھیلتے ہوئے نہیں جانتی تھی کہ جو کنواں وہ دوسروں کے لیے کھود رہی ہے وہ خود بھی اس میں گر سکتی ہے۔ ربدا کے بقول اللہ بڑا انصاف کرنے والا ہے۔ آج شاید یوم حساب تھا۔

وہ کوئی بھی رعایت دیئے بغیر اس کے سامنے کھڑا تھا۔ صورتحال سنگین تر تھی۔ سد باب کی کوئی راہ نہ بچی تھی۔

www.novelsclubb.com

میں نے کچھ نہیں کیا؟“ گھٹی گھٹی آواز تھی بس۔

میں تمہیں بتاتا ہوں تم نے یہ کیوں کیا... سنو اپنی مکاریاں اور چالبازیاں۔“ وہ تنفر سے گویا تھا۔

#وہ_ایک_لمحہ_محبت

✍تحریر_سمیرا_شریف_طور#

قسط_نمبر_8#

میں تمہیں بتاتا ہوں تم نے یہ کیوں کیا... سنو اپنی مکاریاں اور چالبازیاں۔“ وہ تنفر سے گویا تھا۔

www.novelsclubb.com

میرا اور تمہارا رشتہ ہمارے بڑوں میں طے تھا مگر میں نے تمہارے بجائے سارہ کو فوقیت دی۔ وہ تھی ہی اس قابل کہ اسے چاہا جاتا اور پانے کی آرزو کی جاتی اور تم کیا تھیں؟ دولت وامارت کے نشے میں چور ماڈرن ازم کا پرچار کرتی ایک بے

ضمیر شکست خوردہ سی لڑکی۔ تمہیں اپنی وہ شکست بھول نہیں پا رہی تھی۔ ہماری خوش باش زندگی تم سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ تم اتنی پستی میں بھی گر سکتی ہو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ تم ایک بیمار ذہنیت اور کردار کی مالک لڑکی کیا خیال تھا تم سارہ اور مجھ کو جدا کر کے مجھے حاصل کر لو گی اور تمہارا یہ بھیانک روپ کبھی میرے سامنے نہیں آئے گا۔ اور یہ لڑکی...''اس نے جھٹکے سے ایک تصویر اس کے سامنے کی تھی بینش نے خوف بھری نظروں سے تصویر کو دیکھا تصویر میں بازل خان نے ربدا کو کندھوں سے تھام رکھا تھا۔

''اس لڑکی کی زندگی برباد کر دی تم نے...اس کے ساتھ تو کم از کم ایسا گھٹیا کھیل نہ کھیلتیں۔ اس کے اوپر اتنے گھٹیا الزام لگانے پر تمہیں ذرا شرم نہ آئی۔ ذرا حیا کا دامن نہ تھاما یہی سوچ لیتیں کہ تم کس خاندان کی لڑکی ہو۔''اس کے انداز و لہجے پر بینش لرز کر رہ گئی۔

’’میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تم نے میری غیرت کو للکارا ہے۔ پڑھو اپنے لکھے یہ خط... کیا کیا بکواس تم نے مجھ سے اور اس معصوم پاکباز لڑکی کے ساتھ منسوب کی ہے پڑھو ان کو۔‘‘ اس نے اپنی جیب سے خط نکال کر اس کی طرف اُچھال دیئے تھے۔

’’میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔‘‘ وہ کسی بھی احساس ورحم سے عاری کرخت وجامد تیور لیے اس کی طرف بڑھا تو وہ کئی قدم پیچھے ہٹ گئی۔

’’مجھے معاف کردو بازل... پلیز مجھے معاف کردو... میں انتقام میں اندھی ہو گئی تھی... میں نے بہت غلط کیا۔ تمہارے ساتھ ربدا کے ساتھ... سارہ کے ساتھ۔‘‘ وہ ہاتھ جوڑے رو رہی تھی۔ بازل کو اس کے آنسو مکار لومڑی کی مانند لگ رہے تھے۔

اتنے دن وہ اس کمرے میں بند روتے سسکتے بلکتی رہی تھی مگر مجھے اس پر رحم نہ آیا۔ میں نے کئی بار اسے کچل ڈالنے کا ارادہ کیا مگر میرے اللہ نے مجھے اپنے ضمیر کے

سامنے مزید گرنے سے بچالیا۔ میں سمجھا وہ لڑکی غلط ہے اور میں نے اپنا بدلہ لینے کے چکر میں اسے برباد کرڈالا۔ اس کا باپ مر گیا۔ وہ گھر سے بے گھر ہو گئی اور میں اپنے زعم میں خود کو حق بجانب سمجھتا رہا۔ اتنا بڑا گناہ کرڈالا۔ مجھے پھر بھی اس پر ترس نہ آیا اور اب مجھے تم پر بھی ترس نہیں آئے گا۔ چلاّئو جتنا جی چاہے چلاّئو۔ یہاں کوئی بھی تمہاری آواز سننے نہیں آئے گا۔ جیسے وہ چلائی تھی اور کوئی اس کی آواز نہیں سنتا تھا۔ چلاّئو اب... مکار، ظالم لڑکی چلاّئو۔'' وہ اس پر ریوالورتانے حلق کے بل چیخا تھا اور خوف سے لرزتی بینش اپنی جان بچانے کی کوشش میں اندھا دھند بھاگی تھی۔

'' نہیں مجھے نہیں مارو۔'' وہ دیوار سے ٹکرا کر گری۔

www.novelsclubb.com

'' مجھے چھوڑدو۔ معاف کردو... پلیز جانے دو۔'' بے اختیار روتے سسکتے وہ اس کے پائوں میں گری تھی۔ بازل خان نے نفرت سے اسے ٹھوکر ماردی وہ دوبارہ دیوار کے ساتھ ٹکرائی تھی۔ اس کے سر سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا تھا۔

’’بازل...مجھے چھوڑ دو پلیز...‘‘ وہ اس کے مقابل ٹک گیا تھا۔وہ اس کی سگی چچازاد تھی اس کے خاندان کی عزت مگر اس پر قطعی رحم نہیں آرہا تھا۔

’’مجھے معاف کر دو...‘‘ ہاتھ جوڑے وہ کہہ رہی تھی مگر بازل خان نے اس کی کنپٹی پر ریوالور رکھے ٹریگر پر اُنگلی کا دباؤ بڑھا دیا تھا۔

’’با...ز...ل...‘‘ بینش کی آنکھ کھلی کی کھلی رہ گئی۔

شمسہ کی خالہ بیرون ملک رہتی تھیں۔وہ پاکستان آئی ہوئی تھیں وہ ان سے اور ان کے بیٹوں سے مل چکی تھی اچھی فیملی تھی باہر سیٹل تھی وہ لوگ اپنے بیٹے کی شادی کرنے پاکستان آئے ہوئے تھے شمسہ کی اپنے ماموں کے ہاں بات طے تھی آج کل اس کی خالہ لڑکیاں دیکھ رہی تھیں۔آج جب اس نے گھر فون کیا تو ماما بتا رہی تھیں۔

’’شمسہ کی خالہ نے اپنے بیٹے کا پروپوزل شارقہ کے لیے دیا ہے۔‘‘ ربدا حیرت زدہ تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ ایک ماہ کے اندر اندر شادی کرنا چاہ رہی ہیں۔لڑکا اچھا ہے اچھی فیملی ہے۔مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہی کہ کیا جواب دوں۔شمسہ کے والدین بہت اطمینان دلا رہے ہیں مگر اتنی دور بیٹی کو بھیج دینے پر دل خوفزدہ ہو رہا ہے۔'' ماما مزید بتا رہی تھیں۔

''ماما واقعی اچھی فیملی ہے۔آپ اپنا اطمینان کرلیں اور ہاں کہہ دیں۔شارقہ کی ایج ہے کوئی مضائقہ نہیں۔لڑکے سے میں مل چکی ہوں اچھا خاصا ہے۔یہ تو بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ وہ اپنی شارقہ کے لیے کہہ رہی ہیں ورنہ ان لوگوں کو رشتوں کی کیا کمی ہے۔'' وہ فوراً پُرجوش ہو گئی۔

''...مگر ایک ماہ کے اندر اتنی جلدی شادی''

www.novelsclubb.com

''ہے ہم ارینج کر Save سب ہو جائے گا ماما! پاپا کو ملنے والی رقم ساری لیں گے۔'' اس نے فوراً کہہ دیا۔

شمسہ کی خالہ نے کچھ بھی لینے دینے سے صاف انکار کر دیا ہے بلکہ وہ تو کہہ رہی تھیں کہ شادی کی ساری ذمہ داری بھی وہ لوگ خود ہی اُٹھائیں گے ایک اور بات کہہ رہی تھی وہ؟" ماما کچھ کہتے کہتے رُک گئی تھیں وہ چونکی۔

"کیا بات...؟

شارقہ اتنی دور جانے پر راضی نہیں تو شمسہ کی خالہ کہہ رہی تھیں کہ وہ نومان اور ثوبان کے ویزے بھی تیار کروا لیتے ہیں شارقہ کے ساتھ یہ دونوں بھی وہاں سیٹل ہو جائیں گے رہ گئی میں تو اگر تم چاہو تو وہ ہم دونوں کو بھی لے جائیں گے۔"

اچھا..." وہ خاصی حیران ہوئی۔

"مگر میں چاہتی ہوں کہ تمہاری بھی کہیں شادی کر دوں۔

ماما پلیز..." اس نے فوراً ٹوک دیا۔

www.novelsclubb.com

میرے ساتھ اتنا بڑا حادثہ ہو چکا ہے میری بات مت کریں۔وہ لوگ اتنا ہے۔ Save کچھ چاہ رہے ہیں تو انکار مت کریں۔رقم وغیرہ سب بینک میں نکلوا کر استعمال کر لیجیے گا۔میں بھی کسی دن چکر لگانے کی کوشش کروں گی۔"

تم وہاں سیٹ تو ہو نا۔" انہوں نے پوچھا۔

جی..."شارقہ اور دونوں بھائیوں کے مستقبل محفوظ ہو جانے کی خوشخبری نے اسے بہت ہلکا پھلکا کر ڈالا تھا، یہاں آئے ہوئے اس کو دوسرا ہفتہ ہو رہا تھا۔بازل خان کے وجود سے ہٹ کر اسے یہاں بظاہر کوئی مسئلہ نہیں ہوا تھا۔ڈاکٹر یوسف نے ٹرانسفر کروالیا تھا اور دوسرے ڈاکٹرز بھی ایک دو بار چکر لگا چکے تھے۔

وہ سسٹر رضیہ سے اس علاقے کی خوبصورتی کی بڑی تعریفیں سن چکی تھی۔ذہن سے ایک بہت بڑا بوجھ ہٹا تو وہ چہل قدمی کی نیت سے باہر نکل آئی۔

وہ کمرے میں آیا تو دل بہت پریشان تھا۔کسی پل قرار نہ تھا۔

وہ تو اپنی ہی نظروں سے گر چکا تھا۔اب کسی اور کے سامنے سر اُٹھا کر کرتا بھی تو کیا۔

بستر پر لیٹا تو بی جان انیق کو اُٹھائے اندر آ گئیں۔وہ انہیں دیکھ کر اُٹھ بیٹھا۔

’’خیر ہے پتر... طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری؟‘‘ بازل خان کے بجھے بجھے چہرے پر اک گہری نگاہ ڈالی تو وہ ندامت سے چور سر جھکا گیا۔

آج اپنے فعل پر انتہائی پشیمان تھا۔کسی بے گناہ کے ساتھ کی گئی زیادتی پر انتہائی ندامت ہو رہی تھی۔غصے کا تو وہ شروع سے ہی تیز تھا مگر خود پر لگائے جانے والے بہتان کا صدمہ اس قدر جان لیوا تھا کہ وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں کھو بیٹھا تھا۔ تمام حواس مختل ہو چکے تھے گویا اور اب جبکہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں تھی۔آج آنکھیں کھلیں تو ہر طرف پچھتاوا ہی پچھتاوا تھا۔ضیاع ہی ضیاع تھا۔

www.novelsclubb.com

ربدا کی ذات کو پہنچنے والا نقصان اس قدر شدید تھا کہ وہ خود کو بری الذمہ قرار بھی نہیں دے سکتا تھا۔ضمیر ہر وقت کچوکے لگا رہا تھا اور ضمیر سے بڑی عدالت بھلا اور کیا ہوتی ہے۔

''کیا بات ہے پتر... بتاتا نہیں خیر ہے نا؟ ' '

میری طبیعت کو کیا ہونا ہے بی بی جان! اپنی ہی لگائی آگ میں جھلس رہا ' ' ہوں۔''اس جیسا صاف ستھری دیانتدارانہ زندگی گزارنے والا بازل خان اپنی ہی شخصیت کا یہ دوہرا پن برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔

اللہ نہ کرے... تم کیوں جھلسو، ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو پتر؟''انہوں ' ' نے شاید اس کی بات کی گہرائی کو نہیں جانچا تھا مگر دل دہل گیا تھا۔ بازل خان مسکرا دیا۔ انیق کو بازوئوں میں لے کر اپنی گود میں بٹھا کر اس کے ننھے منے ہاتھوں کو چومنے لگا۔

بی بی! آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔''کچھ سوچتے ہوئے اس نے ' ' لب کشائی کی۔

کیا بات ہے پتر...؟''بی بی اس کے انداز پر متوحش ہوئی تھیں۔ ' '

''بات دراصل یہ ہے بی بی جان کہ...'' وہ ایک دم خاموش ہو گیا۔ وہ کل لوٹا تھا اور آج وہ بی بی جان کے سامنے حقیقت بیان کر دینا چاہتا تھا۔

اور پھر وہ انہیں سب بتاتا گیا۔ ہر بات، بینش کی نفرت اس کے انتقام کی کہانی ربدا اور اس کی لی گئی تصویروں کی حقیقت سب کچھ اور بی بی جان حیران و ششدر متاسف سب سنتی گئیں۔

''بینش نے یہ سب کیا... یااللہ۔'' وہ بے یقین تھیں۔

اس نے بینش کی کہانی سنا کر لب بھینچ لیے تھے حوصلہ نہیں پڑ رہا تھا کہ ربدا کے ساتھ کیا جانے والا اپنا سلوک بیان کرے۔ بتائے کہ وہ بھی بینش کی طرح کس قدر سفاکیت کا مظاہرہ کرتے کسی معصوم کی زندگی سے کھیل گیا تھا اس کے سر سے چھت چھین لی تھی اس کا باپ بیٹی کا غم دل پر لیے قبر میں جا اُترا تھا۔ وہ کچھ بھی نہ بتا سکا تھا۔

’’ بہت بُرا کیا اس نے...اس نفرت و انتقام میں وہ کئی زندگیوں سے کھیل گئی۔‘‘ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ جہاں بیٹے پر لگا بہتان ختم ہوا تھا وہیں رشتوں پر سے اعتماد بھی اُٹھ گیا تھا۔

’’ بی بی جان! بابا جان کی نظریں میرے اندر شگاف ڈال دیتی ہیں۔ میں ایک الزام کی زندگی لے کر کیسے جیتا۔‘‘

وہ افسردہ تھا اور بی بی جان کا دل بھر آیا۔

’’اور بینش کا کیا کیا اب تُو نے؟ ’’

’’ بی بی جان انتقام نے مجھے اندھا کر ڈالا تھا۔ جی تو چاہ رہا تھا کہ اسے قتل کر ڈالوں اور شاید میں کر بھی چکا ہوتا اگر وہ اس وقت بیہوش نہ ہو چکی ہوتی۔ بی بی جان آپ کی دعائوں نے نجانے مجھے کن کن گناہوں سے بچا لیا ہے۔ ورنہ وہ بینش بچ نکلتی، ناممکن تھا۔ میں اسے اسی دن واپس چھوڑ آیا تھا۔ آپ کی تربیت نے مجھے بچا لیا

www.novelsclubb.com

ورنہ جہاں اتنے گناہ کیے ہیں وہاں ایک اور قتل بھی کر ڈالتا۔'' وہ ضبط کی انتہا پر تھا چاہ کر بھی بی بی جان کو اپنے گناہ کے بارے میں نہیں بتا پایا تھا۔

'' اللہ بڑا انصاف کرنے والا ہے۔میں نے کہا بھی تھا کہ تُو صبر کر۔ دیکھا کیسے سارا کھیل کھیل گیا ہے۔میں تیرے بابا صاحب کو بھی بتاؤں گی۔بس تُو بھی اپنے دل سے ان کے خلاف موجود کدورت نکال دے۔ان کا بھی بھلا کیا قصور جس طرح بینش نے وہ خط اور تصویریں بھیجی تھیں کوئی بھی ہوتا تو یہی سمجھتا۔''

'' مجھے کسی سے کوئی گلہ نہیں رہا اب بی بی جان! بس دل میں ایک خلش ہے کاش سارہ مجھ سے کچھ کہنے سننے کا موقع دیتی۔مجھے اس کی وہ بے اعتبار نگاہیں جینے نہیں دیتیں۔آپ کے سامنے کی ہی بات تھی کیسے وہ بغیر کچھ کہے سنے ہونٹوں پر قفل ڈالے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

پھوپھی جان کے ساتھ چلی گئی تھی اور پھر چند دن بعد ہی دنیا سے منہ موڑ لیا۔بی بی جان مجھے وہ لمحے نہیں بھولتے۔" وہ پھر گزرے وقت کو یاد کرتے ماضی کی راکھ کریدتے اپنے ساتھ ساتھ بی بی جان کے دل سے بھی کھیل رہا تھا۔

' ' بڑی نیک فطرت اور پاکباز روح تھی۔اللہ اسے جنت میں جگہ دے۔" بی بی جان اپنی آنکھیں صاف کرنے لگیں۔

' ' اور وہ لڑکی... کیا بھلی صورت تھی اس کی۔میرا تو دل پہلے ہی کہتا تھا کہ وہ "ایسی لڑکی نہیں۔کیا نام اس کا خط میں لکھا تھا بھلا؟

' ' ربدا...ڈاکٹر ربدا ہے نام اس کا۔" اس نے آہستگی سے دہرایا۔

' ' تیرے بابا نے سختی سے تیری بھابیوں اور بھائیوں کو کہہ دیا تھا کہ بات حویلی سے باہر نہ نکلے اور سارہ نے بھی جیتے جی کچھ نہ کہا ورنہ وہ لڑکی تو برباد ہو

جاتی۔ بینش نے دوستی کا بھی پاس نہ رکھا۔ خدا سمجھے اسے۔ کیا اس لڑکی کو پتا ہے کہ "اس کی دوست اسے استعمال کر چکی ہے۔

بی بی کہہ رہی تھیں اور وہ شرمندگی کے مارے سر جھکائے ہوئے تھا۔

''... پتا نہیں بی بی''

"تُو آرام کر پتر... میں جا کر تیرے بابا اور بھائیوں کو بتاتی ہوں۔''

ایک منٹ بی بی جان!" وہ رُک گئی تھیں۔ وہ بستر سے اُتر کر الماری کی'' طرف بڑھ گیا تھا اور اس میں سے ایک بڑے سائز کا خاکی لفافہ نکال کر پلٹا۔

بی بی جان! اس میں سارے ثبوت ہیں جو سب کی نگاہوں میں میری بے'' گناہی ثابت کرنے کو کافی ہیں۔ اس میں بینش کی ڈائری ہے وہ تمام خطوط، اسٹوڈیو کے مالک کے بیانات آفیسر جمشید کی رپورٹ کے علاوہ ان تصاویر کے اصل نیگیٹو کے ساتھ اصل تصاویر بھی ہیں۔ اگر تب بھی کسی کو یقین نہ آئے تو بینش کے پاس

جا کر تصدیق کی جاسکتی ہے۔" ٹھوس و جامد تاثرات لیے وہ کہہ رہا تھا بابا صاحب کی بے اعتنائی نے اسے بہت بدگمان کر ڈالا تھا بی بی جان نے خاموشی سے لفافہ تھام لیا تھا۔

دن اپنی مخصوص رفتار میں گزر رہے تھے۔ ایسے میں شارقہ کی شادی شمسہ کے کزن سے طے ہو گئی تھی۔ وہ شادی سے ہفتہ پہلے ہی آگئی تھی۔ اس کی اکلوتی بہن کی شادی تھی سو بکھیڑے تھے شادی کے بعد شارقہ نے فوراً امریکہ نہیں جانا تھا ہاں اس کی ساس اور باقی فیملی کو واپس چلے جانا تھا اور جب تک شارقہ کے ساتھ نومان ثوبان وغیرہ کے کاغذات نہ بن جاتے وہ اور اس کے ہزبینڈ نے ادھر اپنی خالہ کے ہاں ہی رہنا تھا۔

www.novelsclubb.com

ماما بچت سے ان دونوں بہنوں کے لیے زیورات وغیرہ پہلے سے ہی بنوا چکی تھیں۔ دولہا والوں نے شادی کے سارے انتظامات خود کرنے تھے ہاں ماما نے شارقہ کو اس کی پسند کی شاپنگ ضرور کروادی تھی۔ ان لوگوں نے کچھ بھی کرنے نہ دیا تھا۔

شادی کے بعد وہ اک ہفتہ مزید رُکی تھی۔ اگر سرکاری نوکری کا مسئلہ نہ ہوتا تو وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ماما کے پاس واپس آجاتی۔ فی الحال جب تک شارقہ نومان اور ثوبان کے ویزوں کا بندوبست نہیں ہو جاتا شارقہ ماما کے پاس ہی تھی اور ماما کی طرف سے اسے فی الحال اطمینان تھا۔

وہ واپس آئی تو کئی دن تک اس کو دوبارہ اس ماحول میں ایڈجسٹ ہونے میں لگ گئے۔ بازل خان کی طرف سے خاموشی تھی وہ سمجھی کہ شاید وہ شخص اس کو بھول گیا ہے ورنہ اس کا خوف ہر وقت اعصاب پر چھایا رہتا تھا۔

اس نے سوچا شاید اب زندگی سہل ہوتی جا رہی ہے یا پھر اس کی آزمائش ختم ہو چکی ہے۔ شارقہ سے روزانہ بات ہو جاتی تھی اور آہستہ آہستہ وہ اپنی زندگی سے مطمئن سی ہونے لگی تھی۔

انیق کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تھی۔ شاید موسم بدلنے کے اثرات تھے سردی بڑھ رہی تھی اسے بخار اور فلو ہو گیا تھا اور اس کی خراب طبیعت کا سن کر

www.novelsclubb.com

سب حویلی والے فکر مند ہو گئے تھے اور جب رات گئے اس کی طبیعت زیادہ بگڑی تو بھابی بیگم نے سب حویلی والوں کو اکٹھا کر لیا۔ بازل کی موجودگی میں وہ پہلی بار بیمار ہوا تھا اور وہ سب سے زیادہ بے چین تھا۔

’’آپ کو پہلے بتانا چاہیے تھا اب رات گئے اس کو کہاں لے کر جاؤں شہر بھی نہیں لے جا سکتا۔‘‘ وہ کچھ دیر قبل ہی ریسٹ ہاؤس سے گاؤں پہنچا تھا کھانا کھا کر فارغ ہوا تھا جب شائستہ بھابی نے آ کر بتایا تھا۔ وہ سارا دن انہی کے پاس ہی ہوتا تھا ان ہی کے پاس ہوتا تھا وہ بخار سے مدہوش بلکہ نیم بیہوش وجود کو اُٹھا کر بی بی کے روم میں آ گیا تھا۔

’’میں نے ملازمہ کو بھیج کر ہسپتال سے دوائی منگوائی تو تھی مگر کچھ افاقہ نہیں ہوا بلکہ شام کے بعد تو طبیعت زیادہ خراب ہو گئی ہے۔‘‘ بھابی خود متفکر تھیں۔

’’میں کچھ کرتا ہوں جب تک میں آتا ہوں آپ اس کو لپیٹ کر رکھیں۔‘‘

گاڑی کی چابی اُٹھا کر وہ فوراً باہر نکل آیا تھا رش ڈرائیونگ کرتے وہ کچھ پل میں

ہسپتال پہنچا تھا۔ چوکیدار سے پتا چلا کہ ڈاکٹرنی صاحبہ تو ہاسٹل والے کمرے میں چلی گئی ہیں۔ اور باقی ڈاکٹرز تو آہی نہیں رہے۔ وہ تذبذب کا شکار کچھ دیر کھڑا رہا اور پھر وہ ہاسٹل کی طرف آگیا۔ رضیہ سسٹر کا شوہر اس وقت گیٹ پر بازل خان کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

''السلام علیکم خان جی! آپ ادھر... خیریت...؟'' وہ کئی سالوں سے یہاں مقیم تھے وہ فوراً سلام کرنے پر پوچھ رہا تھا۔

''ہاں خیریت ہی ہے... ڈاکٹر صاحبہ کو بلانے آیا ہوں۔ میرے بیٹے کی طبیعت سخت خراب ہے۔'' اس نے کہا تو وہ سر ہلاتا اندر چلا گیا تھا اپنی بیوی کو اُٹھا کر اس نے ربدا کو جگانے بھیجا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ کشمکش کا شکار ادھر سے اُدھر چکر لگاتا محوِ انتظار تھا۔ بازل خان کو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا تھا رضیہ لوٹ آئی تھی۔

ڈاکٹر صاحبہ نے آنے سے انکار کر دیا ہے وہ کہہ رہی ہیں کہ وہ رات کے اس وقت کہیں بھی نہیں جائیں گی اگر آپ کے بیٹے کی زیادہ طبیعت خراب ہے تو آپ ادھر لے آئیں۔''

بازل خان کے اندر اک بھانبھڑ سا جل اُٹھا تھا۔مانا کہ وہ غلط تھا اور اس کے ساتھ بہت کچھ غلط کر چکا تھا مگر بحیثیت ڈاکٹر ربدا کا فرض تھا کہ وہ دوست دشمن کی پرواہ کیے بغیر سب مریضوں کے ساتھ یکساں سلوک کرے۔پہلے بھی اس نے بی بی جان کی دفعہ انکار کر دیا تھا اور اب پھر جبکہ اس بار اس کے پاس اس قدر رات گئے کوئی اور راہ بھی نہ تھی۔

چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔میں خود ان سے بات کرتا ہوں۔''وہ سسٹر رضیہ کے ساتھ آگیا تھا رضیہ نے دروازہ بجایا تو اس نے کھول دیا تھا مگر اسے دیکھ کر وہ پہلے چونکی تھی پھر نفرت سے اس کے زاویے بگڑے تھے۔

’’سسٹر رضیہ میں آپ کو کہہ چکی ہوں کہ اس وقت میں کسی مریض کو بھی نہیں دیکھوں گی۔آپ کے ساتھ ہی کچھ دیر پہلے میں کسی کے گھر سے ہو کر آئی ہوں۔اب میں کہیں نہیں جاؤں گی۔ان کو کہو یہ اپنے مریض کو کہیں بھی لے جائیں مگر ادھر بار بار مت آئیں۔‘‘ خاصے مشتعل لہجے میں وہ کہہ رہی تھی، بازل خان کو اس کے سخت لہجے پر ایک دم غصہ آگیا۔

’’میرا بیٹا بخار کی وجہ سے بیہوش پڑا ہوا ہے۔اتنی جلدی میں اسے کہیں بھی نہیں لے جا سکتا آپ کو میرے ساتھ چلنا ہو گا۔‘‘ اس طرح کے لہجے برداشت کرنا اس کی فطرت کب تھی بھلا مگر وہ اس لڑکی کو برداشت کرنے پر مجبور تھا۔

’’ایم سوری...‘‘ بازل خان کو دیکھ کر تو وہ بالکل ہی آئوٹ ہو جاتی تھی تمام مظالم یاد آئے تھے۔بے پناہ سختی سے کہتے اس نے دروازہ بند کرنا چاہا تو بازل خان نے ایک دم دروازے پر ہاتھ رکھ کر اس کی پیش قدمی روکی تھی۔اس کے اندر غیض وغضب نے ایک دم کروٹ بدلی تھی۔

www.novelsclubb.com

’’ڈاکٹر ربدا پلیز...اگر میرے بیٹے کو کچھ ہو گیا تو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا کسی کو بھی...آپ کو میرے ساتھ چلنا ہے ابھی اور اسی وقت۔ ورنہ آپ جانتی ہیں میں کیا کر سکتا ہوں۔‘‘ بے پناہ غصیلے لہجے میں وہ دھمکی پر اُتر آیا تھا۔

’’میں سمجھتا تھا کہ ڈاکٹر بس ڈاکٹر ہوتا ہے۔ ذاتی غرض اور ہر احساس سے بالاتر... مگر آپ... میرے بیٹے کو اگر کچھ ہوا تو آپ بھی سمجھ لیں میں کیا کچھ کر سکتا ہوں۔ میرا بیٹا بیہوش بخار کی حالت میں نڈھال پڑا ہوا ہے اور...‘‘ وہ اپنا جملہ ادھورا چھوڑ کر تیز تیز قدم اُٹھاتے چل دیا تھا۔

ربدا اس کے الفاظ پر دہل سی گئی تھی۔ اس بے ضمیر د_رندے انسان نے اس کے ساتھ جو بھی کیا تھا وہ کبھی فراموش کرنے والا نہ تھا مگر انسانیت کے ناتے سوچتی تو ڈاکٹر کا کسی مریض کی جان سے کھیلنا اسے قطعی زیب نہ دیتا تھا اس کے ضمیر پر ایک دم بوجھ بڑھا۔ وہ چند قدم کے فاصلے پر تھا اس سے پہلے کہ وہ باہر نکل جاتا وہ فوراً بولی تھی۔

’’سنو... ٹھہرو میں چلتی ہوں تمہارے ساتھ۔‘‘ بازل خان حیرت سے پلٹا تھا دو منٹ بعد وہ چادر لیے ہاتھ میں اسٹیتھسکوپ لیے اس کے پیچھے چل دی تھی۔

’’سسٹر رضیہ آپ فرسٹ ایڈ باکس اور چند ضروری اشیاء لے کر میرے ساتھ ہی آئیں۔‘‘ جاتے جاتے سسٹر رضیہ کو بھی ہدایت دی تھی۔

وہ دونوں اس کے ساتھ اس کی حویلی میں آگئی تھیں۔

’’آئیں پلیز...‘‘ اس کی طرف کا دروازہ کھولے وہ بے پناہ عزت سے مخاطب تھا۔ نجانے یہ اس شخص کا کون سا روپ تھا وہ سسٹر رضیہ کو ہمراہ لیے نکل آئی تھی۔ وہ راہداری سے گزر رہی تھیں کہ ایک گھبرائی ہوئی عورت فوراً قریب آئی تھی۔

’’بہت دیر کر دی تم نے... کہاں چلے گئے تھے تم۔‘‘ وہ بازل خان سے حواس باختہ پوچھ رہی تھیں بازل اس کے انداز پر ایک دم پریشان ہوا تھا۔

خیریت چھوٹی بھابی...انیق تو ٹھیک ہے نا...'' انہوں نے نفی میں سر ہلا دیا ' '
تھا۔

وہ_ایک_لمحہ_محبت#

✍تحریر_سمیرا_شریف_طور#

قسط_نمبر_9#

خیریت چھوٹی بھابی...انیق تو ٹھیک ہے نا...'' انہوں نے نفی میں سر ہلا دیا ' '
تھا۔

بہت خراب طبیعت ہوتی جا رہی ہے اس کی... بالکل ہی ہاتھوں سے نکلتا جا ' '
رہا ہے۔ جلدی چلو...'' وہ اندر بھاگیں تو بازل خان بھی پیچھے لپکا تھا سسٹر رضیہ
ادھر کئی بار آچکی تھی وہ اسے لیے بی بی جان کے کمرے میں بازل کے پیچھے داخل ہو

WWW.NOVELSCLUBB.COM

گئی تھی۔انیق بستر پر لیٹا ہوا تھا۔بی بی جان اس کے پائوں مل رہی تھیں۔بھابی ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھ رہی تھیں وہ بالکل زرد کملا کر رہ گیا تھا۔

’’میں ڈاکٹر صاحبہ کو لے آیا ہوں۔‘‘سب نے حیرت سے ڈاکٹر ربدا اور اس کے ساتھ آتی سسٹر کو دیکھا تھا اور پھر سب کی نگاہیں ربدا پر جم گئی تھیں۔

’’یہ تو وہی تصویر والی لڑکی ہے۔‘‘سب کے ذہن میں صرف ایک یہی خیال آیا تھا۔ربدا خاموشی سے بستر پر بیٹھ گئی تھی۔

بچے کی کنڈیشن حقیقت میں انتہائی خراب تھی وہ جلدی جلدی اسے ٹریٹمنٹ دینے لگی۔اس نے فوری دوا انجیکشنز لگائے تھے وہ چند اور احتیاطی تدابیر کرتی رہی تھی۔ سبھی خاموشی سے دیکھ رہے تھے سسٹر رضیہ اس کی ہیلپ کر رہی تھی۔

آپ پلیز ہسپتال سے یہ کچھ سامان منگوادیں...بچے کو ڈرپ لگانی ہے۔ ’’ ’’ وہاں چوکیدار ہوگا اسے کہیے گا کہ وارڈ بوائے سے سامان لادے۔وہاں ڈسپنسری میں ہوگا۔‘‘اس نے باکس سے کاغذ قلم نکال کر سامان لکھ کر بی بی جان کو دیکھا۔

’’ ’’ کوئی خطرے والی بات تو نہیں۔یہ ٹھیک تو ہو جائے گا۔‘‘ بازل خان بھی بولا تھا۔

’’ ’’ فی الحال تو میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔سسٹر رضیہ آپ ایسا کریں خود جا کر یہ چیزیں لے آئیں۔فوری ضرورت ہے ان کی۔‘‘اس نے اسے جواب دے کر کاغذ سسٹر رضیہ کو تھما دیا تھا۔

بازل کے بجائے سجاول بھیا سسٹر رضیہ کو ہمراہ لیے چلے گئے تھے۔وہ اس دوران کچھ نہ کرتی رہی تھی۔بی بی جان اسے بغور دیکھ رہی تھیں۔

''تمہارا نام ربدا ہے نا؟''اسے مسلسل بچے کے ساتھ مصروف دیکھ کر انہوں نے پوچھا اس نے سر ہلایا۔اس نے قطعی دھیان نہ دیا کہ وہ اس کا نام بھلا کیسے جانتی ہیں۔اس نے گرم چادر اچھی طرح اپنے گرد لپیٹی ہوئی تھی۔ باباصاحب بھی اسے بغور دیکھ رہے تھے۔ جبکہ بازل خان اپنے بیٹے کی طرف متوجہ تھا۔

''بچے کی یہ کنڈیشن کب سے تھی؟''ان لوگوں کی مسلسل خاموشی سے گھبرا کر اس نے پوچھا۔

''کل سے خراب تھی۔ صبح بخار ہلکا ہو گیا تھا۔میں نے ملازمہ کو بھیج کر دوائی منگوائی تھی مگر شام کے بعد طبیعت زیادہ بگڑ گئی تھی۔''شائستہ بھابی نے بتایا تو وہ سر ہلا کر گھڑی دیکھنے لگی دو بج رہے تھے وہ کب سے یہاں تھی نجانے ابھی اسے مزید کتنی دیر یہاں رُکنا تھا۔

www.novelsclubb.com

''تم کہاں سے آئی ہو؟ادھر کی نہیں لگتی ہو؟'' بازل خان نے بی بی جان کو دیکھا۔یعنی وہ لوگ اسے پہچان گئے تھے۔اس نے کسی سے بھی ذکر نہیں کیا تھا یہ ڈاکٹر ربداہی اصل ربدا ہے۔

''جی میں شہر سے آئی ہوں لیڈی ڈاکٹر کے طور پر میری یہاں سلیکشن ہوئی تھی میں پچھلے دو ماہ سے ادھر ہوں۔''کافی روکھے لہجے میں کہا تو بازل نے لب بھینچ لیے۔

''اچھا...''ان سب کو خاصی حیرت ہوئی وہ دو ماہ سے ان کے علاقے میں تھی اور ان کو خبر تک نہ تھی۔ نئ ڈاکٹر آئی ہے یہ تو پتا تھا یہ ہی لڑکی ہو گی اندازہ نہ تھا تبھی سسٹر رضیہ سامان لے کر آگئی۔

انجکشن اور ڈرپ کا اثر تھا کہ ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد بچے کی طبیعت سنبھلنے لگی تھی۔ بخار کا زور کم ہو رہا تھا۔اس نے بچے کے گرد کمبل اچھی طرح لپیٹ دیا تھا۔

’’بچے کی حالت بہتر ہو رہی ہے۔ایک ڈیڑھ گھنٹے میں یہ ڈرپ ختم ہو جائے گی تو آپ لوگ اُتار دیجیے گا۔یہ کچھ میڈیسن ہیں بچے کو ہوش میں آنے کے بعد ہلکی پھلکی خوراک جیسے سا گودانہ کی کھیر یا دلیہ وغیرہ کے بعد کھلا دیجیے گا۔میرا خیال ہے اب ہمیں چلنا چاہیے۔‘‘چادر اچھی طرح اپنے گرد لپیٹ کر وہ سسٹر رضیہ کو دیکھتی اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔اطراف میں موجود سب لوگوں نے اسے دیکھا۔

’’ابھی رات باقی ہے بیٹا... صبح چلی جانا۔‘‘بی بی جان کو تو وہ پہلی نظر میں دل و جان کے بے حد قریب لگی بے پناہ خلوص وانسیت کا اظہار کرتے کہا تو وہ بدک گئی۔

’’جی نہیں... شکریہ میں بس بچے کی وجہ سے آگئی تھی۔اب میرا کام ختم ہو گیا ہے۔بچے کی حالت صبح تک بہتر ہو جائے گی۔براہِ مہربانی آپ ہمیں واپس چھوڑ آئیں۔‘‘اس نے سب کو جواب دے کر بازل خان کو دیکھا وہ فوراً کھڑا ہو گیا۔

صبح ہونے میں چند گھنٹے ہیں آپ رُک جائو بچے... صبح ہم چھوڑ آئیں گے۔"

بابا صاحب نے بھی کہا تو وہ لب بھینچ گئی اور بڑی تلخ نگاہ بازل خان پر ڈالی۔

میرا خیال ہے میں انہیں چھوڑ آتا ہوں۔"اس سے پہلے کہ وہ نفرت کا اظہار بر ملا کرتی اور بازل خان کا رہا سہا بھرم بھی تباہ ہوتا اس نے فوراً منظر سے غائب ہو جانے میں ہی عافیت سمجھی تھی۔

آئیں پلیز..."وہ کہہ کر کمرے سے نکل گیا تھا۔وہ بھی سب کو اللہ حافظ کہتے سسٹر رضیہ کے ہمراہ وہاں سے نکل آئی تھی۔

تھکن ہو رہی تھی۔وہ تھکے تھکے قدم اُٹھاتی اپنے کمرے میں لوٹی تو سامنے ہی بازل خان کی حویلی کی خواتین کو دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔ان کے ساتھ بچہ بھی تھا یہ لوگ شاید بچے کو دکھانے لائی تھیں۔

آپ...؟"وہ رُک گئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

’’السلام علیکم...‘‘ دونوں نے کھڑے ہو کر کہا تو وہ سر کے اشارے سے جواب دیتی اپنی کرسی پر آبیٹھی تھی۔

’’پلیز بیٹھیے...‘‘ وہ دونوں بیٹھ گئی تھیں۔

’’جی فرمایئے۔‘‘ رات کے برعکس اس وقت اس کا لہجہ قطعی مختلف اور پروفیشنل تھا بچہ شائستہ بھابی کے بازوئوں میں تھا۔

’’ہم انیق کو دکھانے لائے ہیں۔ یہ اب بہت بہتر ہے۔ ہم کبھی خود ہاسپٹل نہیں آئیں مگر تم نے جس طرح رات گئے حویلی آکر ہم پر احسان کیا تھا تو ہمیں خود ہی آنا پڑا۔‘‘ بی بی جان نے کہا تو وہ شرمندہ سی ہو گئی۔ خود ہی اُٹھ کر بچے کو بازوئوں میں لے لیا۔

www.novelsclubb.com

’’میرے آنے کے بعد زیادہ مسئلہ تو نہیں ہوا تھا۔ طبیعت ٹھیک رہی تھی نا۔‘‘ بچے کے مرجھائے ہوئے وجود کو بازوئوں میں لیے قدرے لگائو سے پوچھا۔

نہیں... تمہاری دوائی نے بڑا اثر دکھایا ہے۔اس کا باپ بڑا پریشان ہے ' '

''رات بھر...اب بھی وہی ہمیں چھوڑ کر گیا ہے۔

بچے کو ابھی بھی بخار تھا مگر رات والی کیفیت نہ تھی۔ہاں بچے پر بخار کے بعد والی کمزوری غالب تھی جو بچے کو ابھی بھی نڈھال کیے ہوئے تھی۔بچہ بہت پیارا اور معصوم تھا۔اس کا دل خود بخود ہی اس کی طرف مائل ہو گیا۔

یہ اب ٹھیک ہے۔ویک نیس بہت ہو گئی ہے۔یہ میڈیسن منگوالیں یہاں ' ' سے دستیاب نہیں ہے شہر سے مل جائیں گی،کمزوری ختم ہو جائے گی۔ساتھ ساتھ بچے کی ڈائٹ کا خیال رکھیں۔چند دن تو پرہیزی کھانا کھلائیں۔اس کے بعد بچے کی ''عمر کے مطابق کچھ بھی کھلا سکتی ہیں۔

www.novelsclubb.com

ایک بازو میں بچے کو اُٹھائے دوسرے ہاتھ سے ٹیبل کے پاس آکر وہ قلم سے پیڈ پر لکھتے شائستہ کو ہدایات بھی دے رہی تھی۔ تبھی بازل خان دروازہ کھول کر اندر

داخل ہوا تھا۔ وہ فوراً متوجہ ہوئی اس کے چہرے کے زاویئے بگڑے تھے جبکہ دونوں خواتین مسکرائی تھیں۔

’’اچھا ہوا تم آگئے ہم فارغ ہی ہیں۔‘‘ ربدا کے چہرے پر وہی کر ختگی چھا گئی۔

’’ڈاکٹر! پریشانی والی اب کوئی بات تو نہیں... یہ اب ٹھیک ہے نا؟‘‘ اس کے چہرے کے تاثرات کو یکسر نظر انداز کیے وہ پوچھ رہا تھا۔ ربدا نے اس پر ایک کٹیلی نگاہ ڈال کر بچے کو شائستہ کی طرف بڑھا دیا تھا۔

’’نہیں۔‘‘

’’چلیں۔‘‘ اس کے تاثرات سے گھبرا کر بازل خان نے دونوں خواتین کو دیکھا۔ تبھی ربدا نے دیکھا بی بی جان اور شائستہ دونوں نے ایک دوسرے کو اشارہ کیا۔ تبھی شائستہ نے زمین پر پڑا شاپنگ بیگ اُٹھا کر بی بی جان کو تھما دیا۔

ہم یہ تمہارے لیے لائے ہیں۔اصولی طور پر تو ہمیں چاہیے تھا کہ تم کو باقاعدہ حویلی میں دعوت پر بلاتے۔تم ہمارے علاقے کی لیڈی ڈاکٹر ہو۔ہماری مہمان ہو۔ہم نے ایک دفعہ پیغام بھی بھیجا تھا مگر تم نے انکار کر دیا۔کل رات جس طرح تم نے ہمارے بیٹے کا خیال رکھیں گویا ہمیں خرید بھی لیا ہے۔سرکاری ڈاکٹرز تو آتے رہتے ہیں مگر کبھی کسی نے تمہاری طرح مریضوں کا خیال نہیں رکھا۔یہ ہماری طرف سے ایک حقیر سا تحفہ ہے۔بازل پتر کہہ رہا تھا کہ تمہیں حویلی آنا پسند نہیں تو ہم خود ہی آگئے۔"بی بی جان نے وہ شاپر ٹیبل پر رکھ دیا تھا۔

ایم سوری میں یہ تحفہ نہیں لے سکتی۔اور جان بچانے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔" میں کون اور میری اوقات کیا ہے۔اور نہ ہی میں نے کسی تحفے کے لالچ میں آدھی رات کو آپ کی حویلی کا چکر لگایا تھا۔"تلخ لہجے میں کہتے اس نے بازل خان کو دیکھا وہ بالکل خاموش تھا۔

www.novelsclubb.com

ہم نے ایسا کب کہا بیٹا! یہ تحفہ ہے۔ ہم اپنی خوشی اور محبت سے تحفہ دے رہے ہیں۔ یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ تحفے سے منہ نہیں موڑتے بیٹا۔" بی بی جان نے اس کی تلخی کے جواب میں بہت محبت سے کہا تو وہ اُلجھ گئی۔

مگر آنٹی..." بی بی جان نے ہاتھ اُٹھا کر ٹوک دیا۔

بی بی جان! میرے بچے اور سب گاؤں والے مجھے بی بی جان کہتے ہیں۔ تم بھی کہو گی تو ہمیں خوشی ہو گی۔ ہم تمہیں دعوت پر بلائیں کہ خود لینے آئوں گی ضرور آنا بیٹا۔" وہ اسے کچھ بھی کہنے سننے کا موقع دیئے بغیر اپنی ہی کہہ کر اُٹھ کھڑی ہو گئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

چلتے ہیں ہم اللہ تمہیں اس نیکی کا اجر دے گا۔" وہ دُعا دے کر چل دی تھیں اور وہ جہاں کھڑی تھی وہیں کھڑی رہ گئی تھی۔

''عجیب لوگ ہیں۔اپنے علاوہ کسی کی پرواہی نہیں گویا۔ ''

قلم زور سے ٹیبل پر پھینک کر خود کرسی پر گر گئی تو نظریں خود بخود سفید شاپر پر جا ٹھہریں۔کچھ دیر ناگواری سے دیکھتی رہی پھر شاپر اُٹھا کر دیکھنے لگی۔کوئی گفٹ پیک تھا۔اس نے ریپر پھاڑا تو اندر سے خاصی قیمتی سرمئی چادر کے علاوہ ایک گرم سوٹ نکلا تھا۔ساتھ میں ایک چھوٹی سی مخملیں ڈبیہ تھی۔اس نے ڈبیہ کا ڈھکن کھولا تو اس کے اندر گولڈ کے ٹاپس جھلملا رہے تھے۔

وہ ساکت وصامت بیٹھی رہ گئی تھی۔نجانے ان لوگوں نے اپنے خلوص ومحبت کا مظاہرہ کیا تھا یا اپنی امارت وامیری کا آئینہ دکھایا تھا۔

وہ لب بھینچے بیٹھی رہ گئی تھی۔

شارقہ کی شادی کر دینے کے بعد ماما کو اب ہر وقت ربدا کی فکر ستاتی رہتی تھی انہوں نے کئی لوگوں سے ربدا کے رشتے کی بات کی تھی وہ چاہتی تھیں کہ شارقہ وغیرہ

www.novelsclubb.com

کے باہر جانے سے پہلے وہ ربدا کے فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔ایک رشتہ کروانے والی رشتہ بتا رہی تھی انہوں نے ربدا سے ذکر کیے بغیر ان کو گھر آنے کا کہہ دیا تھا ساتھ ربدا کو بھی چھٹی لے کر آنے کا کہا۔اتوار والے دن وہ لوگ آئے تو ربدا بھی آگئی تھی وہ ہفتہ کو آئی تھی دو دن مزید رُکنا تھا۔یہاں آکر رشتے کے متعلق سن کر چونکی تھی مگر ماما کی بیماری کی وجہ سے چپ رہی۔وہ لوگ آئے اور ربدا کو دیکھ کر چلے گئے رات کو انہوں نے فون کر کے کہا تھا اور پھر اسی رات کو ان کا فون آگیا۔

ماما نے ہی اٹینڈ کیا تھا۔

انہیں لڑکی پسند آگئی تھی مگر اس کے بعد انہوں نے مزید بھی کچھ کہا تھا۔ماما کے چہرے کا رنگ بدلا تو وہ چونکی تھی۔وہ پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی۔اس نے فوراً اسپیکر آن کیا۔

یہ تو دھوکا ہوا نا...‘‘ ماما کہہ رہی تھیں۔

دیکھیں اس میں دھوکہ دہی والی کیا بات ہے۔ہم نے رشتے والی کو نہیں بتایا مگر آپ کو بتارہے ہیں۔ہمارے لڑکے نے پہلی بیوی کو طلاق دے دی تھی اس کے دو بچے ہیں۔ہمیں پڑھی لکھی سلجھی لڑکی چاہیے تھی سو پسند آگئی۔"

معافی چاہتی ہوں بہن مگر میں دو بچوں کے باپ سے اپنی بیٹی کی شادی نہیں کر سکتی آپ کہیں اور دیکھ لیں۔"ماما نے صاف انکار کر دیا تھا۔

ہم بھی تو آنکھوں دیکھی مکھی نگل رہے تھے بی بی۔شکر کرو ایک اغواشدہ میں کیڑے نکالنے کی بجائے پسند کر گئے۔اب ایسی لڑکیوں کو کوئی کنوارہ بیاہنے آنے سے رہا۔ہمیں بھی لڑکیوں کی کمی نہیں۔ہم نے تو سوچا تھا کہ ڈاکٹر ہے۔پڑھی لکھی ہے۔بچوں کو سنبھال سکتی ہے۔"اس عورت کی زبان چل رہی تھی اور ماما ساکت تھیں۔ربدا نے بہت غصے سے ان کے ہاتھ سے موبائل لے کر آف کر دیا۔

خبردار آپ نے آئندہ ایسے کسی سلسلے میں کسی کو گھر بلوایا۔ماما میں شادی نہیں کروں گی۔یہاں بھی میں آپ کی وجہ سے خاموش رہی۔دیکھ لیا لوگوں کا ری ایکشن۔میری جیسی لڑکیوں کو لوگ ایسے ہی ٹریٹ کرتے ہیں۔"

"تمہارا اس میں کیا قصور...شارقہ کی شادی کے بعد کتنا ارمان ہے کہ تمہیں بھی رُخصت کر دوں گی مگر۔"

وہ چپ رہی ماما کو ساتھ لگا کر چپ کرواتی رہی۔

#وہ_ایک_لمحہ_محبت

✍تحریر_سمیرا_شریف_طور#

www.novelsclubb.com

#قسط_نمبر_10

وہ جو سارہ کے علاوہ کسی بھی دوسری عورت کو سوچنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اب جب بھی آنکھیں بند کرتا تھا چھن سے ڈاکٹر ربدا کا غصے سے بھرا چہرہ دل و دماغ

میں روشن ہو جاتا تھا۔اسے اس لڑکی کو یاد کرتے عجیب سا لطف اور سرور حاصل ہو رہا تھا۔اس کے ہاتھوں کے لمس کی سچائی وہ آج بھی اپنے وجود پر محسوس کر رہا تھا۔

انیق اس کے پاس ہی تھا وہ سویا تو وہ کمرے سے نکل آیا تھا۔بی بی جان کے کمرے میں آیا تو وہ شائستہ بھابی سے باتوں میں مصروف تھیں وہ خاموشی سے ان کے بستر پر ایک طرف بیٹھ گیا۔بی بی جان ربدا کے متعلق ہی باتیں کر رہی تھیں۔اس کے ضمیر کا بوجھ ایک دم بڑھا تو جیسے سانس لینا بھول گیا۔وہ ایک دم سیدھا ہوتے بُری طرح اپنا سینہ مسلنے لگا۔

''کیا بات ہے پتر؟طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟''بی بی ایک دم پریشان ہو گئیں۔

''بی بی جان...''اس نے اپنی کیفیت سے پریشان ہو کر ان کی گود میں منہ چھپا لیا۔

وہ اتنے عرصے سے ضمیر کی بازگشت تو جھیل ہی رہا تھا مگر اس کا دل اب کیوں نئے راگ الاپنے لگا تھا۔اس کے اندر باہر ایک جنگ سی چھڑ گئی تھی۔ کسی پل سکون کر تھا۔دن رات اس کے لیے عذاب بن گئے تھے۔وہ آنکھیں بند کرتا تھا تو ربداکا تصور اسے جینے نہیں دیتا تھا اور آنکھیں کھولتا تھا تو وہ حقیقت بنی اس کے ساتھ تھی اور ہر بار قدم اس کے ہسپتال کے سامنے جا کر رُکتے تھے اور وہ بڑی مجروح کیفیت لیے واپس لوٹتا تھا۔اتنی ہمت نہ تھی کہ اس کے پاس جا کر ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لیتا۔

’’کیا بات ہے پتر !تُو پریشان ہے پر کیوں ؟‘‘اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے انہوں نے پوچھا تو اس نے اپنی لہورنگ آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا۔

’’بی بی جان بہت بوجھ ہے مجھ پر...اپنے ضمیر کا کسی کی بد دعائوں کا...کسی کے ساتھ کیے گئے اپنے وحشی پن کا...بی بی جان کیا کیا بتائوں ؟میں سخت عذاب میں ہوں...نہ مرنے کا عندیہ مل رہا ہے اور نہ جینے کا بہانہ۔‘‘بی بی جان حیرت زدہ

رہ گئی تھیں وہ خود ہی سے ہار گیا تھا۔وہ بی بی جان کے سامنے ہر بات کہہ کر ہمیشہ ہی شانت ہو جاتا تھا مگر اب سمجھ نہیں آر ہی تھی کہ اپنے گناہوں کا کیسے اعتراف کرے۔ کس طرح اظہار کرے۔

''ماں صدقے...ایسے کیوں کہہ رہا ہے تو؟''

''بی بی جان اگر آپ کو اپنے گناہوں کی تفصیل بتا دوں تو شاید آپ مجھ سے عمر بھر پھر کلام نہ کریں۔''بی بی جان اب حقیقتاً خاصی اُلجھ گئی تھیں۔

''بی بی جان میں ڈاکٹر ربدا سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔''بہت ہمت کرتے اس نے دل پر پڑا ایک بوجھ گرا دیا تھا۔اور بی بی جان حیرت زدہ رہ گئی تھیں۔

وہ جو سارہ کو بے انتہا چاہتا تھا۔سارہ کی وفات نے اسے جنونی و حشی بنا دیا تھا۔وہ جو سارہ کی وفات کے بعد انتقام میں اپنی اولاد تک کو بھول چکا تھا۔اب شادی کرنے کا کہہ رہا تھا اور کس سے؟ڈاکٹر ربدا سے وہ حیرت زدہ تھی۔

’’ بازل...‘‘انہوں نے کسی انہونی کے خوف سے دہل کر پکارا۔

’’ کچھ نہ پوچھیں بی بی! کچھ بھی نہیں... میرے دل پر بہت بوجھ ہیں۔ بہت زیادہ گناہ گار ہوں میں اس لڑکی کا... بہت ظلم کیے ہیں میں نے اس پر... اور بہت کچھ چھپایا ہے میں نے آپ سے...‘‘بی بی جان خاموشی سے دیکھ رہی تھیں۔

’’ میرے ضمیر پر اتنا بوجھ ہے کہ اب سانس لینا بھی دشوار لگتا ہے۔ مجھے ربدا چاہیے بی بی جان ورنہ نجانے میں کیا کر بیٹھوں...‘‘وہ اپنی لگائی آگ میں ج_ل رہا تھا۔

’’ تُونے کیا کیا ہے بازل؟ مجھے بتا کیا کیا ہے تُونے اس کے ساتھ...‘‘بی بی جان سخت ہراساں ہوگئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

یوں سمجھیں آپ کا بیٹا بہت بڑا گناہ گار ہے۔اپنے اوپر لگے بہتان نے مجھے پاگل جنونی بنا ڈالا تھا اور تب میں نے اس لڑکی کو سزا دینا چاہی تھی بی بی جان میں نے اسے اغوا کروالیا تھا..." وہ ہار گیا تھا اپنے ضمیر کی عدالت کے سامنے۔

بازل..." اور بی بی جان منہ پر ہاتھ رکھے مسلسل آنسو بہا رہی تھیں۔

وہ بول رہا تھا تمام کہانی سنا رہا تھا۔

انہیں یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ بازل یہ سب کچھ کر سکتا ہے۔وہ آہستہ آہستہ اپنا ایک ظلم گنوا رہا تھا اپنے تمام گناہ بیان کر رہا تھا اور بی بی جان ان کے وجود سے جیسے جان نکلتی جا رہی تھی۔بازل خاموش ہوا توان کا ناتواں ہاتھ بڑے بھرپور انداز میں اس کے رُخسار پر لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

'بازل تم نے اتنا بڑا ظلم کمایا... مجھے شرم آرہی ہے اپنی ذات سے ہی کہ میری تربیت ایسی نہ تھی۔ وہ اسے تھپڑ مارنے کے بعد شدت سے رو رہی تھیں۔

اس نے ان کے ہاتھ تھام لیے تھے۔

وہ اس وقت گھر میں تنہا تھا۔ شارقہ اور سرفراز آج کل سیر کے لیے اسلام آباد کی طرف نکلے ہوئے تھے، لڑکے دونوں سکول گئے ہوئے تھے۔ وہ چاہتی تھیں کہ جلد از جلد یہ سارا سلسلہ نبٹ جائے تو وہ اپنے بچوں کو لے کر یہاں سے چلی جائیں۔

انہیں سب سے زیادہ ربدا کے مستقبل کی فکر تھیں یہاں جہاں بھی رشتہ کی بات چلاتی تھیں لوگ اس کے اغوا کا سن کر دوبارہ بات نہیں کرتے تھے دوسرے ملک جا کر اجنبی لوگوں میں بھلا کس کو ربدا کے ماضی سے سروکار ہو گا۔ وہ اپنی بیٹی کو اس کے گھر میں آباد دیکھنا چاہتی تھیں سو وہ باہر جانے کا فیصلہ کر کے مطمئن تھیں۔

وہ گھر کے کاموں سے فارغ ہو کر بیٹھی تو کال بیل ہوئی۔

www.novelsclubb.com

انہوں نے دروازہ کھولا تو شمسہ کا چوکیدار کھڑا تھا اس کے ساتھ دو نوجوان اور ایک خاصی ادھیڑ عمر خاتون تھیں۔

’’یہ لوگ آپ سے ملنے آئے ہیں۔‘‘ یہ لوگ ان کے لیے اجنبی تھے۔

چوکیدار کے کہنے پر وہ اسے جانے کا کہہ کر انہیں لے کر اندر آ گئی تھی۔

’’معذرت چاہتی ہوں میں نے آپ لوگوں کو پہچانا نہیں...‘‘ ان کو صوفوں پر بٹھا کر خود بھی سامنے ٹک گئی تھی۔

سامنے بیٹھی خاتون اُٹھ کر ان کے پاس آ بیٹھی تھیں اور پھر ان کے ہاتھ تھام کر کہنے لگیں۔

’’آپ ہمیں نہیں جانتیں مگر ہم آپ کو جانتے ہیں۔ میں آپ کو سب بتاتی ہوں۔‘‘ وہ اُلجھ کر کبھی ان خاتون کو اور کبھی اپنے سامنے بیٹھے دونوں نوجوانوں کو

دیکھ رہی تھیں۔ وہ قطعی سمجھ نہ رہی تھیں کہ یہ کون لوگ ہیں اور ان سے ملنے کیوں آئے ہیں؟

’’یہ آفیسر جمشید ہیں۔ پولیس آفیسر ہیں۔ یہ میرا بیٹا بازل خان ہے اور میں اس کی والدہ...‘‘ انہوں نے تعارف کروایا تھا۔

’’ہم آپ کی بیٹی ڈاکٹر ربدا کے سلسلے میں آئے ہیں۔ اس کے اغوا کے متعلق کچھ بتانا چاہتے ہیں۔‘‘ وہ کہہ رہی تھیں اور انہوں نے ایک دم خوفزدہ ہو کر اپنے سینے پر ہاتھ رکھ لیا۔

ایک دفعہ پھر ربدا کے اغوا کی کہانی دہرائی جا رہی تھی وہ بے یقینی سے ان خاتون کو دیکھ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

’’یہ بازل خان ہے میرا بیٹا آپ کا حقیقی اور اصل مجرم۔‘‘ انہوں نے چونک کر سامنے بیٹھے سر جھکائے خوش شکل اور خوش لباس نوجوان کو دیکھا۔ وہ کہیں سے بھی مجرم نہیں لگتا تھا۔

’’آیئے میں آپ کو سب بتاتی ہوں۔ پھر باقی فیصلہ آپ پر ہو گا۔‘‘ ان کا ہاتھ تھام کر لڑکے کی والدہ آہستہ آہستہ ربدا کے اغوا کی اصل کہانی سے پردہ اُٹھانے لگی تھیں۔

اور وہ خوفزدہ دل بھیگی آنکھیں لیے سب سننے پر مجبور تھیں۔

وہ ہسپتال میں اپنے کمرے میں تھی آج صبح سے صرف ایک مریض کے علاوہ کوئی بھی نہیں آیا تھا۔ اس وقت وہ کتاب کھولے اسٹڈی کر رہی تھی۔ جب کسی آواز پر چونکی تھی۔

’’السلام علیکم...‘‘ اس کے سامنے ماما، شارقہ اور سرفراز بھائی کھڑے تھے۔

ارے آپ لوگ... وعلیکم السلام۔" وہ ان کو ادھر دیکھ کر حیران ہو گئی۔ ماما سے اور شارقہ سے مل کر حیرت سے پوچھنے لگی۔

"آپ لوگ ادھر کیسے آ گئے؟

ہم صبح سے آئے ہوئے تھے۔ بڑا پیارا علاقہ ہے یہ ہم تو دیکھ کر حیران رہ گئے۔" شارقہ کے بتانے پر وہ چونکی۔

"صبح سے... پر میرے پاس تو اس وقت آ رہے ہیں۔

بس ہم نے سوچا پہلے اتنے خوبصورت علاقے کی سیر کر لیں پھر تم سے بھی ملاقات کر لیں بڑا اچھا امپریشن بٹھا رکھا ہے اس سارے علاقے میں تم نے اپنا... بڑی تعریفیں سن کر آ رہے ہیں۔" سرفراز نے بھی کہا تو وہ ہنس دی۔

اب ایسی بھی کوئی بات نہیں... پر آپ لوگ یوں اچانک بغیر اطلاع کے کیسے آ گئے؟" وہ ابھی بھی اس بات پر حیران تھی۔

’’یونہی تم سے ملنے کو دل چاہ رہا تھا تو ملنے آ گئے۔ تم اتنے عرصے سے اس علاقے میں ہو ہمارا ابھی فرض بنتا تھا کہ ادھر آکر تمہاری خیر خیریت دریافت کر لیا کریں۔‘‘ ماما نے ساتھ لپٹا کر بڑی محبت سے کہا تو وہ ہنس دی۔

’’ایک اور سرپرائز گھر میں آپ کا منتظر ہے۔ ایک دو ہفتے کی لمبی چھٹی کی درخواست دے کر ہمارے ساتھ چلنے کی کریں۔‘‘ شارقہ کے الفاظ پر اسے دیکھا۔

’’کیسا سرپرائز...‘‘

’’یہ تو سیکرٹ ہے گھر جا کر بتائیں گے ہم آپ کو لینے آئے ہیں۔‘‘ شارقہ کو گھور کر سرفراز نے کہا تو اس نے کندھے اچکا دیئے۔ ہو سکتا ہے اس کا اور ماما کا ویزہ لگ کر آ گیا ہو۔ مگر اتنی جلدی۔ اس نے اس سرپرائز پر دھیان نہ دیا تھا۔

سسٹر رضیہ نے فوراً مہمانوں کے لیے کھانے کا انتظام کر لیا تھا۔دوپہر کا کھانا کھا کر شارقہ اور سرفراز کے بار بار کہنے پر ایک دو ہفتے کی چھٹی کی درخواست دے کر ان کے ساتھ سرفراز کی گاڑی میں آبیٹھی تھی۔

''اتنی لمبی چھٹی کیوں آخر؟اور سرپرائز کیا ہے بتاتے کیوں نہیں؟'' وہ سارا راستہ پوچھ پوچھ کر ان کا دماغ چاٹتی رہی تھی مگر ماما مسکراتی رہی تھیں اور وہ دونوں اسے ٹالتے رہے تھے۔

گھر آتے ان کو شام ہو گئی تھی۔رات کے کھانے کے بعد اپنے کمرے میں آئی تو شارقہ ساتھ تھی۔

''اب بتا بھی دو یہ سرپرائز کیا ہے؟اور چھٹی کیوں لی آخر...'' شارقہ نے بڑی سنجیدگی سے اسے دیکھا اور پھر سر جھکا لیا۔

ہم نے آپ کی شادی طے کر دی ہے۔ پرسوں جمعہ کو آپ کا نکاح ہے اور

"شادی کے فوراً بعد تو آپ جوائن نہیں کر سکتیں نا اس لیے چھٹی لی تھی۔

کیا..." وہ اس انکشاف پر کتنی دیر تک حیرت زدہ رہ گئی تھی۔

امپا سبل..." وہ کتنی دیر تک اس انکشاف پر یقین کرنے کو ہی تیار نہ تھی۔

کون لوگ ہیں؟ اور اتنی جلدی کیسے؟

ماما کی کوئی پُرانی دوست ہیں عرصے بعد ماما سے ہفتہ پہلے ان کی ملاقات ہوئی تھی۔ ان کا بیٹا ہے۔ علی نام ہے اس کا ابروڈ سے تعلیم یافتہ ہے اچھا اور سلجھا ہوا لڑکا ہے ہم مل چکے ہیں اس سے...ادھر سیٹلائٹ ٹاؤن میں ان کی رہائش ہے، ان کی باقی فیملی کسی اور جگہ رہتی ہے۔ ان کو ماما نے تمہارے ساتھ ہونے والے حادثے کا بتایا تو پریشان ہو گئیں اور پھر انہوں نے اپنے بیٹے کا پروپوزل دے دیا۔

www.novelsclubb.com

بس ماما نے آناً فاناً رشتہ طے کر کے نکاح کا دن بھی دے دیا ہے۔جمعہ کو نکاح ہے اور ساتھ ہی رُخصتی بھی ہو گی۔

مائی گاڈ...''اس نے سر تھام لیا تھا۔ ' '

مگر شارقہ یہ کیسے ممکن ہے۔وہ لوگ مجھے کیسے قبول کر سکتے ہیں اور ماما وہ تو ' ' ہیں ہی سدا کی نرم دل سادہ معصوم عورت۔کوئی فراڈ نہ ہو۔اتنی جلدی کیسے یہ سب سیٹل ہو گا؟آئی ڈونٹ بلیواٹ...اور وہ کون خاتون ہیں جو ماما کی دوست ہیں اور ہم بے خبر ہیں۔''شارقہ جانتی تھی کہ وہ اتنی جلدی اور آسانی سے نہیں مانے گی۔

میں ماما کو بھیجتی ہوں وہ خود ہی تمہیں سب بتا دیں گی۔''وہ اُٹھ کر چلی گئی ' ' تھی پھر ماما نے آکر یہی کہانی دہرائی تھی۔

بٹ...ماما یہ کیسے ممکن ہے...یہ میری ساری زندگی کا سوال ہے اگر کوئی ' ' ''فراڈ نکلا تو...اور اتنی جلدی۔

www.novelsclubb.com

ماما کی ساری بات سن کر اس نے پھر وہی کچھ کہا تھا۔

بیٹا! میں بے شک تمہارے جتنا علم نہیں رکھتی مگر میں نے بھی اسی معاشرے میں زندگی گزاری ہے۔ اچھے اور بُرے کی تھوڑی بہت پہچان تو ہے ہی مجھے بھی... کیا تمہیں مجھ پر یقین نہیں۔ کیا میں تمہیں کسی اندھے کنویں میں اپنے ہاتھوں سے دھکا دے سکتی ہوں۔" وہ ماما کے الفاظ سے اُلجھ گئی تھی۔

بے فکر رہو بیٹا... تم نے اپنے اغوا کے بعد اپنا فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیا تھا نا تو دیکھو اس نے کیسی راہیں نکالی ہیں۔ اب بھی اس پر سب چھوڑ کر مطمئن ہو جائو میں نے آنکھیں بند کر کے کسی پر اعتماد نہیں کیا۔ سرفراز کے ذریعے ہر طرح کی چھان بین کروا کر تبھی اتنا بڑا فیصلہ کیا ہے۔" وہ لب سی گئی تھی۔

اپنی ماما پر بھروسہ رکھو بیٹا!" ماما نے اس کی پیشانی چوم کر محبت سے کہا تو وہ گہرا سانس فضا میں خارج کرتے اللہ کے ہاتھ میں تمام معاملات سونپے ریلیکس ہو گئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

جس قدر عجلت میں یہ سارا معاملہ طے ہوا تھا نکاح والے دن شارقہ اسے پارلر لے گئی تھی دلہن کے روپ میں وہ اس قدر پیاری لگ رہی تھی کہ پہچاننا مشکل ہو رہا تھا۔ شمسہ اور آنٹی ہر معاملے میں پیش پیش تھیں۔

نکاح کی ساری تقریب ان کے گھر کے اندر تھی۔ نکاح کے وقت وہ بہت کنفیوژ تھی۔ سرفراز بھائی ماما اور ثوبان کے پاس نکاح کا رجسٹر لے کر آئے تھے۔ یہ وقت شاید ہر لڑکی پر بہت بھاری ہوتا ہے۔ سرفراز بھائی کی نشاندہی پر بغیر کچھ دیکھے بھالے آنکھوں میں آنسوؤں کا سمندر لیے جہاں جہاں اُنگلی رکھتے گئے تھے وہ دستخط کرتی گئی تھی۔

نکاح کے بعد بھی اسے اسی طرح کمرے میں بیٹھے رہنے دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

پتا نہیں سب کچھ اسے بہت عجیب سا لگ رہا تھا یا تھا ہی عجیب۔ جوں جوں وقت گزر رہا تھا اسے اپنے اعصاب سخت کشیدگی کی زد میں آتے محسوس ہوئے۔

رُخصتی کا شور بلند ہوا تو ایک بڑی سی چادر اس کے اوپر ڈال کر شارقہ ، ماما، نومان اور ثوبان کے گھیرے میں اسے باہر لے جایا گیا تھا۔

رُخصتی کے وقت ماما، شارقہ ، نومی، شمسہ سبھی شدت سے رو رہے تھے اور وہ خود بھی میک اپ کی پرواکیے بغیر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

آپ فکر نہ کریں میرے وعدے پر یقین رکھیں میں اسے بیٹی بنا کر ہی لے کر جا رہی ہوں اور بیٹی بنا کر ہی رکھوں گی۔آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے تو کبھی مایوس نہیں کروں گی۔" ماما سے جدا کرتے دوہاتھوں نے اسے اپنے بازوئوں میں سمیٹ لیا تھا۔

اور روتی دھوتی ربدا فائق ایک نامعلوم سفر کے لیے روانہ ہوگئی تھی۔ پیچھے سب کو روتا چھوڑ کر۔

وہ_ایک_لمحہ_محبت#

✍ تحریر_سمیرا_شریف_طور#

قسط_نمبر_11#

رونے سے اس کی حالت اور میک اپ دونوں ہی خاصا خراب ہو چکا تھا۔رات کا فنکشن تھا نجانے وہ اسے کہاں لے کر آئے تھے اسے بس یہی لگ رہا تھا کہ ایک لمبا طویل سفر طے کر کے وہ اس آرام دہ کمرے میں پہنچی تھی سارا راستہ وہ لمبا سا گھونگھٹ کیے بیٹھی رہی تھی اور گاڑی سے اُترتے ہی کئی ہاتھوں نے اسے سہارا دیئے اسی لمبے گھونگھٹ میں بستر پر لا بٹھایا۔

ویڈیو نہ ہی تصویروں کا شور... کچھ دیر بعد ایک لڑکی اندر آکر اس کا میک اپ درست کر گئی تھی۔وہ کچھ پُر سکون ہو کر بیٹھ گئی تھی کچھ ٹائم گزرا تو چونکی اس کے پاس گھر کے مکینوں میں سے کوئی بھی نہیں آیا تھا۔نہ ہی کوئی رسم نبھائی گئی تھی اور نہ ہی عام دلہنوں کی مانند تواضع کی گئی تھی کمرہ اچھا خاصا کھلا اور کشادہ تھا۔بڑی خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا ہوا تھا۔

بستر پر اور فرش پر پھولوں کی سجاوٹ ضرورت تھی۔اس نے سر بیڈ کی کرائون سے ٹکا کر کمبل اپنے اوپر ڈال لیا۔یہ سردی کا موسم تھا اور اس کمرے میں ہیٹر آن ہونے کے باوجود سردی محسوس ہو رہی تھی۔اطراف میں دیکھتے ہوئے ڈریسنگ کے شیشے سے جھانکتے اپنے عکس کو دیکھ کر چونکی۔

کیا یہ میں ہوں ؟'' سبھی اس کی بے پناہ تعریفیں کر رہی تھیں اس سمے ' ' اسے اپنا آپ بہت دلفریب اور پیارا لگا تھا۔اس نے آج تک سادگی کو ہی ملحوظ خاطر رکھا۔زندگی میں پہلی بار اتنا سجی سنوری تھی بقول شارقہ کے کہ...

سسرال کے آئے زیور اور لباس کا کمال ہے سارا...روپ کیوں نہ آتا ' ' آخر۔'' پتا نہیں اس کا شریک سفر کس مزاج اور عادات کا مالک ہو گا۔کمرے کی سجاوٹ دیکھ کر تو وہ اس کے ذوق کا اندازہ لگا ہی چکی تھی مگر وہ خود کیسا ہو گا وہ اندر سے سخت گھبرائی ہوئی تھی۔ تبھی دروازے پر ہلکا سا کھٹکا ہوا تو وہ جہاں تھی وہیں تھم

گئی۔دروازے کی ناب گھما کر آنے والے کے تصور سے ہی اس کا سر جھک گیا تھا۔

پورے بدن پر اک معصوم سی کپکپاہٹ طاری ہو گئی تھی۔

اس قدر روایتی ماحول میں اس کا روایتی انداز تھا۔

ربدا۔''آنے والے نے سرگوشی میں پکارا تھا۔وہ اندر کی آوازوں سے نبرد آزما اس کی پکار ہی نہ سن پائی تھی۔بس سر مزید جھک گیا تھا۔آنکھیں خود بخود حیاء کے بوجھ سے بند ہو گئی تھیں آنے والا اس کے بے حد قریب اس کے پاس بیٹھ چکا تھا۔

اس نے ایک استحقاق بھری گہری نگاہ اپنے نام پر پور پور سجے اس وجود پر ڈالی جس کا سارا وجود آنے والے لمحے کے تصور سے ہی لرز رہا تھا۔

بازل خان مبہوت سا دیکھے جا رہا تھا۔

...کپکپاتے ہونٹ...لرزتی پلکیں... سحر طراز چہرہ اور بید مجنوں کی مانند کانپتا وجود

کیا روئے زمین میں اس سے زیادہ خوبصورت اور دلکش وجود آج کہیں اور ہو گا۔ وہ ان لمحوں کی سحر زدہ کیفیت میں جکڑا گیا۔ سارہ کو اس نے پسند کیا تھا۔ اس کے کردار و اخلاق کی وجہ سے اور پھر اس نے اس سے بے پناہ محبت کی تھی مگر سامنے بیٹھے وجود نے اسے تو اس کی اپنی ذات سے ہی غافل کر دیا تھا۔

وہ کیسے اس کے حصول کے لیے بی بی جان کے سامنے گڑ گڑانے پر مجبور ہو گیا تھا۔ کس طرح اس نے ماں کے سامنے اپنے تمام گناہوں کا اعتراف کیا تھا۔ کیسے ہر سزا جھیلنے کو تیار ہو گیا تھا اور اللہ کو شاید اس پر ترس آگیا تھا اپنے تمام جرم قبول کرنے کی ادا بھا گئی تھی یا کیا تھا اس کی جھولی بھر دی تھی اور پھر کیسے تمام مراحل بآسانی طے ہوتے چلے گئے تھے۔ وہ ابھی تک حیرت زدہ تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ تو اس کا سامنا کرنے سے خوفزدہ تھا اس کی نفرت بھرے اظہار سے ڈر رہا تھا۔ وہ ڈر رہا تھا کہ اگر اس نے اسے ٹھکرا دیا اسے دھتکار دیا تو وہ کیسے یہ بوجھ سہہ پائے گا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور اب اس کی یہ بند آنکھیں اس کو طلسم کی مانند اپنے سحر میں جکڑ رہی تھیں۔اس نے بے حد والہانہ پن لیے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں سمیٹ لیا تھا۔

’’ربدا...‘‘اس نے ایک دفعہ پھر ہمت کی تھی اس بار آواز قدرے بلند تھی۔

ربدا جس کا پورا وجود اس لمحے کان بنا ہوا تھا جس کی سماعتیں پہلے ہی منتظر تھیں وہ اس پکار پر چونک گئی۔

عجب محشر برپا ہوا تھا اس کے اندر۔اس نے فوراً گھبرا کر آنکھیں وا کر دیں۔مگر آنکھیں پھٹ جانے کی حد تک پھیل چکی تھیں۔منہ کھولے آنکھیں پھاڑے وہ بازل خان کو دیکھ رہی تھی۔

’’بازل خان...‘‘اس کے لبوں نے حرکت کی تھی اور ایک گھٹی گھٹی آواز پورے ماحول میں چھا گئی تھی۔

’’نہ...نہیں...‘‘وہ بے یقین تھی۔

’’ربدا...‘‘اس کے تاثرات سے ڈر کر بازل خان نے فوراً پکارا تھا اور وہ جیسے ہوش میں آگئی اس کے ہاتھوں کو فوراً جھٹک دیا تھا۔

’’تم...‘‘وہ جو دھتکارے جانے سے ڈر رہا تھا اس لمحے اس کی آنکھوں میں وہی نفرت دیکھ رہا تھا۔

’’کیوں آئے ہو تم یہاں...؟‘‘اگلے ہی پل خوفزدہ ہو کر پوچھ رہی تھی۔ وہ شاید اسے اس پل یہاں قبول نہیں کر پا رہی تھی۔

’’ربدا...‘‘اس نے پھر پکارا تو وہ چیخ اُٹھی۔

’’پلیز نکل جائو یہاں سے...دیکھو کیوں تم میرے پیچھے پڑ گئے ہو۔ کیا بگاڑا ہے میں نے تمہارا...پلیز چلے جائو یہاں سے...ابھی میرا شوہر آگیا تو...‘‘وہ بازل خان کی موجودگی کو کسی اور ہی رنگ میں لے رہی تھی۔ ایک دم رو پڑی تھی۔

’’ ربدا... یہاں کسی کو بھی نہیں آنا... تم یہاں صرف میرے لیے آئی ہو۔ یہاں صرف مجھے ہی آنا تھا۔‘‘ وہ پل میں اس کی کیفیت سمجھا تھا۔ اس کے الفاظ نے گویا ربدا کے حواس پر بم پھوڑ دیا تھا۔ وہ ایک دم نفی میں سر ہلا گئی۔

’’ نہیں... جھوٹ ہے یہ... اس کا نام علی تھا... شارقہ اور ماما نے اس کا نام علی بتایا تھا۔‘‘

’’ میرا مکمل نام بازل علی خان ہے۔ یہی میرا پیپر نیم ہے۔ تمہاری فیملی نے تمہارے انکار کے خوف سے میرا مکمل نام نہیں بتایا تھا۔ نکاح نامے پر بھی میرا یہی نام درج تھا تم نے شاید غور نہیں کیا۔‘‘ انکشاف کا یہ بم پہلے سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔

’’ نہیں...‘‘ وہ ہونٹوں پر ہاتھ رکھے گنگ سی رہ گئی۔ اس سے ساری دنیا جھوٹ بول سکتی تھی اسے دھوکہ دے سکتی تھی مگر اس کی فیملی نہیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں سچ کہہ رہا ہوں۔بی بی جان تمہاری والدہ سے ملیں اور پھر ان کو ساری حقیقت بتائی اغوا سے لے کر اب تک کی ساری باتیں اور اصل وجہ بھی...انہوں نے مجھے معاف کر دیا تو بی بی جان نے تمہارا رشتہ مانگا۔پھر انہوں نے چند دن بعد تمہاری بہن اور بہنوئی سے بات چیت کر کے ہمیں ہاں کہہ دی تھی۔دو دن پہلے تمہاری والدہ اور بہنوئی یہاں آکر سارے علاقے والوں سے ملنے کے بعد شادی بلکہ نکاح کی تاریخ طے کر گئے تھے۔بس تم سے چھپایا کہ تم انکار نہ کرو اور ہمیں بھی کہہ دیا کہ شادی تک تم سے حقیقت بیان نہ کی جائے۔شادی کے بعد تم خود ہی جب حقیقت جان لو گی تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

اوہ میرے اللہ..." وہ ایک دم بستر سے اُتر آئی تھی۔

اتنا بڑا جھوٹ...اتنا بڑا دھوکہ..." وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی۔

تم لوگ اتنے گھٹیا ہو میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی... تم نے پہلے جو کچھ بھی کیا میں چاہتی تو تمہارے خلاف کیا کچھ نہیں کر سکتی تھی مگر میں زبان سی گئی اور

www.novelsclubb.com

اب اتنا بڑا دھوکہ... تمہیں اس دنیا میں کوئی اور نہ ملی برباد کرنے کے لیے۔" بے دردی سے گجرے نوچ کر اس نے قالین پر پھینکے اپنے دونوں ہاتھوں کو زیور سے آزاد کیا تھا۔

' ' ربدا... ادھر بیٹھو... پلیز میری بات سنو... ایک دفعہ تم ساری حقیقت جان لو پھر تم جو بھی فیصلہ کرو گی میں ماننے کو تیار ہوں گا۔" اس کے اس ری ایکشن پر بازل خان نے آگے بڑھ کر کہتے ہوئے اس کی کلائی تھامنا چاہی تھی مگر ربدا نے بُری طرح اس کے بڑھے ہوئے ہاتھوں کو جھٹکتے اسے پیچھے دھکیل دیا تھا۔

' ' خبر دار مجھے ہاتھ بھی لگایا تو... ایک قدم بھی اب میری طرف مت بڑھانا... ورنہ کھڑے کھڑے اپنی جان دے دوں گی یا تمہاری لے لوں گی۔" وہ دودھاری تلوار بنی کھڑی تھی۔ اس کی کیفیت بڑی غضبناک تھی وہ گم سم رہ گیا۔ گویا وہ جیتی بازی ہار گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہیں کھڑے کھڑے اس نے ایک ایک زیور نوچا تھا ہر چیز بستر پر پھینکتی گئی تھی۔

پھر نفرت بھری نظروں سے بازل خال کو دیکھتے اپنے آنسو صاف کیے۔

''میں اب یہاں ایک پل بھی نہیں رُکوں گی۔ میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے تم لوگوں نے نفرت کرتی ہوں میں تم سے شدید نفرت... نفرت ہے مجھے تمہارے گھٹیا پن سے اور تمہاری کمینگی سے... مجھے ابھی اور اس وقت واپس جانا ہے۔''وہ زہر اُگل رہی تھی اور بازل خان کو لگا وہ مزید ضبط نہ کر سکے گا۔

''پلیز ربدا... اسٹاپ اٹ... یوں جذباتی مت ہو... پہلے میری ساری بات سن لو۔ حقیقت جان لو۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں حقیقت جان لو پھر جو بھی فیصلہ کرو گی مجھے قبول ہو گا۔''

www.novelsclubb.com

''مجھے تمہارا مزید کوئی جھوٹ نہیں سننا۔ مجھے ایک بات یاد ہے تم میرے مجرم ہو۔ بے قصور مجھے اغوا کرنے والے میرے باپ کے قاتل میری فیملی کی

بربادی کے ذمہ دار، بے حس بے ضمیر انسان ہو بس..." وہ قالین پر بیٹھ کر رو رہی تھی۔

'میں نے جتنی تم سے نفرت کی ہے شاید کبھی کسی وجود سے کی ہو۔ میں نے اللہ سے اپنے برباد کرنے والے کی بربادی اور موت کی دُعائیں مانگی تھیں۔ کتنا روئی تھی تمہارے سامنے تم سے رحم کی بھیک مانگی مگر تم کو مجھ پر ترس نہ آیا۔ میں نے تو اللہ سے انصاف کی بھیک مانگی تھی اور اللہ نے میرے ساتھ کیا کیا۔ دنیا کا سب سے زیادہ قابل نفرت گھٹیا، ذلیل اور ضمیر فروش انسان عمر بھر کے لیے میرے مقدر میں لکھ دیا۔"

وہ اس کے الفاظ پر اسے چپ چاپ کھڑا دیکھ رہا تھا۔ تبھی وہ تیزی سے اُٹھی تھی اور بغیر اس کی طرف دیکھے دروازے کی طرف بڑھ گئی تھی۔ اس وقت اسے رات کے اس پہر کسی کی پروانہ تھی اپنی، نہ ہی بازل خان کی۔ اتنی دیر سے خود پر کنٹرول کرتا بازل خان حقیقتاً صورتحال بگڑنے کے خدشے سے چونک کر سیدھا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ربدا ایک منٹ... کہاں جارہی ہو تم؟" وہ ایک دم اس کی راہ میں حائل ہوا تھا ربدا نے اپنا راستہ روکے جانے پر اسے آتشیں نظروں سے گھورا۔ آنکھوں میں سوائے نفرت کے جذبات کے کچھ بھی نہ تھا۔

"تمہاری بی بی جان سے یہ پوچھے کے دعوے تو بڑے بڑے کر کے وہ لائی تھیں مگر ایک یتیم بے سہارا لڑکی پر یہ ظلم توڑتے انہیں خوف خدا نہ آیا اور تمہارے بابا صاحب سے یہ حساب مانگنے جارہی ہوں کہ اس علاقے میں تو وہ بڑے عامل منصف مزاج رحم دل مشہور ہیں اپنے علاقے سے نکل کر ان کے نظریات کیوں بدل گئے ہیں کیا وہ بھی بیٹے کے قصور میں برابر کے شریک ہیں۔" بی بی جان تو ساری صورتحال جانتی تھیں اور انہوں نے اپنی فہم فراست سے اس معاملے کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھتے نا صرف اسے معاف کیا تھا بلکہ اس کی تمام راہیں صاف کی تھیں بابا صاحب تو سرے سے بے خبر تھے۔ اصل معاملہ تو بی بی جان اور ربدا کی والدہ اور بہن بھائی کو پتا تھا۔ دوسروں سے پوشیدہ ہی رکھا گیا تھا گر ربدا اس

WWW.NOVELSCLUBB.COM

پر بابا صاحب کے پاس پہنچ گئی آگے کی صورتحال وہ سمجھ سکتا تھا کہ بابا صاحب نے اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا تھا۔ پہلی فرصت میں اس سے تمام تعلقات توڑتے انہوں نے اسے حویلی سے نکال دینا تھا اور کچھ بعید ہی نہ تھا کہ اس کے ظلم کی فہرستیں سننے کے بعد بی بی جان کی بھی شامت آسکتی تھی اور اپنی وجہ سے بی بی جان کو وہ کسی عذاب سے دوچار نہیں کر سکتا تھا۔

''ربدا پلیز... بات کو بڑھانے کی ضرورت نہیں... بابا صاحب قطعی لاعلم ہیں بلکہ بی بی جان کے علاوہ باقی سب بے خبر ہیں۔ تم کسی سے کچھ نہیں کہو گی۔ جو بھی معاملہ ہے آرام و سکون سے ادھر بیٹھو مجھ سے سنو... تب بھی تم مطمئن نہیں ہوتیں تو تمہارے فیصلے کو مقدم جانوں گا... پلیز ربدا۔''

www.novelsclubb.com

''مجھے تمہارا کوئی جھوٹ نہیں سننا... بھلا قاتل بھی کبھی خود کو قاتل کہتا ہے۔'' بازل نے لب بھینچ لیے۔

’’تم میری بات نہیں سنو گی؟‘‘ وہ ایک دم اس صورتحال سے اُکتا گیا تھا زچ ہو کر پوچھا۔

’’نہیں...‘‘ اتنا پتھریلا اور سخت انداز تھا کہ وہ چند ثانیے تک اسے صرف دیکھے گیا تھا۔

’’او کے... ایز یو وش... بٹ تم بابا صاحب یا حویلی میں کسی سے بھی ایک لفظ بھی نہیں کہو گی۔‘‘ وہ بھی آخر مرد تھا کب تک برداشت کرتا اپنی پُرانی جون میں لوٹ گیاق۔ وارننگ دیتا انداز تھا۔

’’ہونہہ... میں کیا کہوں گی انہیں خود تم بتاؤ گے کہ تم کیا کچھ کر چکے ہو۔ میں کل صبح ہی یہاں سے چلی جاؤں گی یہ یاد رکھو۔‘‘ اس کا وہی انداز تھا۔ بازل خان اسے گم سم انداز میں دیکھے گیا۔ یعنی وہ کچھ بھی سننے سمجھنے کو تیار نہ تھی۔

’’تم اس وقت یہاں سے چلے جائو۔ میں اس وقت تم سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔ کوئی بات بھی نہیں۔ صبح میں اپنی فیملی والوں کو بلوالوں گی پھر جو بات ہو گی وہ تمہارے بابا صاحب اور میرے درمیان ہو گی۔ سب کے سامنے۔‘‘

اس کا انداز قطعی لاتعلقی والا تھا۔ بازل خان کچھ دیر کھڑا اس کے تیور دیکھتا رہا اور پھر سر ہلا کر کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

وہ کچھ دیر تو کھڑی دیکھتی رہی پھر دروازہ لاک کر کے قالین پر بیٹھ کر شدت سے رو دی۔ وہ اس وقت سردی جیسے ہر احساس سے بے نیاز ہو کر صرف رو رہی تھی۔

اس نے صبح صبح ماما کو کال کی تھی اور ماما تو ساری رات سو نہ سکی تھیں وہ ربدا کو اچھی طرح جانتی تھیں انہیں تو رات میں اس کی کال کی توقع تھی۔

’’ماما آپ سب نے میرے ساتھ اتنا بڑا ڈرامہ کیا۔ دھوکے سے اس شخص سے میری شادی کروادی۔ جس سے میں نفرت کرتی ہوں۔ کیوں کیا آپ نے ایسا؟

ساری دنیا مجھے دھوکہ دے سکتی ہے مگر آپ نے کیوں کیا ایسا؟" وہ ساری رات روتی رہی تھی اور اب صبح صبح ہی کال کر لی تھی۔

' ' بیٹا! وہ شخص اتنا برا نہیں جتنا تم سمجھ رہی ہو...اس نے تمہیں بتایا نہیں کہ اس نے تمہیں کیوں اغوا کیا تھا؟" جوابا ماما کے الفاظ پر وہ حیرت زدہ رہ گئی ماما اس کے بجائے اس شخص کی فیور کر رہی تھیں۔

' ' مجھے کوئی جھوٹی داستان نہیں سننی...میرے لیے جاننے کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ میرے باپ کا قاتل ہمیں رسوائیوں میں دھکیلنے والا ہے۔اس کی وجہ سے ہم گھر سے بے گھر ہوئے۔دوسرے لوگوں کے گھر میں رہنے پر مجبور ہوئے۔اس نے جس کے بھی کہنے پر جس کے بھی ساتھ مل کر جو بھی کیا میرے لیے وہ ظالم اور سفاک انسان ہے جو مجھے رہا کرنے کے بعد مجھے اذیت دیتا رہا۔مجھے پل پل مر جانے پر مجبور کرتا رہا۔"

' ' بیٹا اس کی بات سن لو پہلے پھر کوئی فیصلہ کرنا۔" ماما نے صرف یہی کہا تھا۔

مجھے کچھ بھی نہیں سننا...اور مجھے ادھر بھی نہیں رہنا۔آپ شارقہ اور سرفراز آئیں میں آپ لوگوں کا انتظار کر رہی ہوں مجھے واپس آنا ہے بس میرا اس شخص کا صرف نفرت کا تعلق ہے اور کسی تعلق کو میں ایکسپٹ نہیں کرتی۔‘‘اس کی وہی جذباتیت تھی۔

’’ایک بات تم میرے دھیان سے سنو ربدا... تمہاری بات سے اندازہ ہوا تم اغوا کرنے والے کے بارے میں جانتی تھیں تم نے بے شک دھمکی کے خوف سے پولیس اور لوگوں سے ضرور چھپایا مگر ہم سے تم نے ایک لفظ نہ کہا۔اس کے بعد تم اسی شخص کے علاقے میں جاب کرنے لگیں تم نے تب بھی کچھ نہ بتایا کیوں؟بیٹا میں ماں ہوں اس شخص کی ماں نے جس نے میرے پاس آکر میرے ہاتھ تھام کر تمام گناہوں کو قبول کیا اور اس شخص نے میرے پاؤں تھام کر معافی مانگی اس وقت میں کیا کوئی پتھر بھی ہوتا تو پگھل جاتا۔میں نے معاف کر دیا۔رہ گئی تمہارے

www.novelsclubb.com

پاپا کی موت تو انسان کو اپنے وقت پر ہی مرنا ہے بے شک بہانہ کچھ بھی بنے۔ وہ ہارٹ اٹیک کا شکار ہوئے تھے۔

میں بیمار عورت ہوں وہ شخص تمہاری قدر کرتا ہے۔ تمہیں عزت کے ساتھ اپنانا چاہتا تھا۔ میں نے اس کی آنکھوں میں تمہارے لیے عزت واحترام دیکھا تھا اور فیصلہ کر لیا تھا۔ اب بھی تم انکار کرتی ہو تو یاد رکھنا میں تم سے کبھی کوئی بات نہیں کروں گی۔ میں نے آج تک تمہارے ہر فیصلے کو اہمیت دی ہے۔ ہر معاملے میں تمہاری فہم و فراست کو اولیت دی ہے۔ یہ میرا فیصلہ ہے تم انکار کرو گی تو مجھ سے کوئی اُمید نہیں رکھنا۔ میں نے بہت عزت اور مان کے ساتھ تمہیں وہاں رُخصت کیا ہے اگر تم غصے اور جذباتیت سے وہاں سے نکل بھی آتی ہو تو پھر مجھ سے رابطہ نہیں کرنا۔ بیٹا! میں ماں ہوں تمہیں کنویں میں نہیں دھکیل سکتی ابھی تم جذباتی ہو رہی ہو مگر وقت فیصلہ کرے گا کہ میں نے اپنی بیٹی کے لیے دنیا کا سب سے اچھا

www.novelsclubb.com

انسان ڈھونڈا ہے۔" وہ حیرت سے سن رہی تھی یہ اس کی ماما کے الفاظ تھے کیسا دھمکی آمیز انداز تھا۔

وہ اس شخص کو اس کے لیے بہترین کہہ رہی تھیں جو اس کی نگاہ میں دنیا کا سب سے بدکردار و بدترین انسان تھا۔

تمہیں اگر میری عزت کا کوئی پاس ہے۔ تو چند دن وہاں رہ کر گزار لو۔ چند دن بیٹا اگر تب بھی تمہیں لگے کہ وہ لوگ غلط ہیں۔ وہ شخص غلط ہے۔ اس کا کردار غلط ہے تو تم جو بھی فیصلہ کرو گی تو میں مانوں گی مگر ابھی نہیں... تم ہمیں وہاں دوبارہ آنے کو نہیں کہو گی تم آرام و سکون سے وہاں کچھ عرصہ گزارو اس شخص کو اچھی طرح پرکھو تب بھی وہ غلط ہوا تو میں خود تمہیں آکر لے جاؤں گی مگر اس وقت نہیں۔"

www.novelsclubb.com

اور اگر میں درست ٹھہری اور وقت نے ثابت کر دیا کہ آپ کا فیصلہ غلط ہے تو پھر آپ مجھے ادھر رہنے پر مجبور نہیں کریں گی میں تب ایک پل بھی نہیں رُکوں گی۔"

ٹھیک ہے... مگر مجھے یقین ہے تم ساری صورتحال جاننے کے بعد بازل کو انصاف کے ساتھ جسٹی فائی کرتے ہوئے ہمارے فیصلے کو قبول کر لو گی۔ بس کچھ دن انتظار کر لو۔ اور بازل کو سن لو وہ جو کہتا ہے وہ سنو وہ غلط نہیں ہے۔" ماما کے بے پناہ یقین پر اس نے لب بھینچے سیل آف کر دیا تھا۔

یعنی ماما کی خواہش کے مطابق اسے کچھ عرصہ مزید اپنی جان عذاب میں ڈالنا ہو گی۔ اس نے بے بسی کے گہرے احساس سے دوچار ہوتے اپنا سر اپنے ہاتھوں میں گرا لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

#وہ_ایک_لمحہ_محبت#

✍ تحریر_سمیرا_شریف_طور#

#قسط_نمبر_12#

ماما کی وجہ سے وہ مجبور ہو گئی تھی وہ جانتی تھی ماما جتنی نرم خو اور سادہ مزاج ہیں بعض معاملات میں اتنی ہی سخت ہیں۔ شارقہ سرفراز فون کرتے رہتے تھے شادی کے تین دن گزر چکے تھے ہسپتال فون کر کے اس نے اپنی چھٹی کینسل کروادی تھی۔

شادی کے چوتھے دن میں وہ ہاسپٹل جانے کو تیار ہو رہی تھی۔ تیار ہو کر آخری بار آئینے میں اپنا تنقیدی جائزہ لیا۔ سادہ ہلکا گلابی لباس جس کے اوپر ہاتھ کا نفیس سا کام بنا ہوا تھا۔ اس کے دلکش سراپے پہ یہ رنگ بہت سج رہا تھا پیروں میں ہم رنگ جوتے تھے اور جیولری کے نام پر گلے میں صرف لاکٹ تھا یہ شادی کی اگلی صبح اسے بی بی جان نے پہنایا تھا۔ جو کہ اس وقت اس کی گردن میں خوب بچ رہا تھا وہ مطمئن ہو کر

پلٹی تو بازل خان کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر اس کے خوبصورت نقوش نفرت کے سایوں سے اور بھی تیکھے ہو گئے۔ لب بھینچ کر وہ وارڈروب سے اپنی چادر نکالنے لگی۔

اس رات کے بعد دونوں میں بات چیت بند تھی۔

بازل خان اسے دیکھ کر چونکا تھا۔

’’ یہ کہاں کی تیاری ہے؟‘‘ ربدا نے چادر اوڑھتے ایک ٹیڑھی نگاہ اس پر ڈالی۔ شکن آلود لباس لیے وہ شاید ابھی ہی آیا تھا۔ اس رات کے بعد وہ رات کو باہر ہی کہیں سوتا تھا۔ کہاں؟ اس کی جانے بلا۔

’’ میں تمہارے سوال و جواب کی پابند نہیں ہوں۔‘‘ زہر خند لہجے میں کہتے اس نے اِدھر اُدھر دیکھا رات کو ہی امی کے ہاں سے ساتھ لائے بیگ سے سامان

نکال کر باہر رکھا تھا نجانے بیگ کہاں رکھ دیا تھا۔ یہ بیگ وہ ہسپتال لے کر جاتی تھی۔

’’بحیثیت شوہر میں ضرور پوچھنے کا حق رکھتا ہوں تم حویلی میں میری بیوی کی حیثیت سے ہی رہ رہی ہو۔ یہ تمہارا شہر نہیں ہر معاملے میں پوچھا جاتا ہے۔‘‘ پچھلے تین دنوں کی برداشت ایک دم کم پڑ گئی تھی۔ بے پناہ کڑواہٹ سے ہاتھ اُٹھا کر باور کروا دیا تھا۔

’’میں تمہاری اس حویلی کے کسی بھی قانون کی پابند نہیں ہوں۔‘‘ وہ تلخی سے کہہ کر ڈریسنگ کی درازیں کھنگالنے لگی تھی۔ ایک دراز سے اسے اپنا بیگ مل گیا تھا بیگ نکال کر کھول کر دیکھنے لگی۔ یہ اس کا مخصوص بیگ تھا جو وہ ہسپتال لے کر جاتی تھی۔ اس میں اس کی مطلوبہ تمام اشیاء موجود تھیں۔ زپ بند کر کے سر اُٹھایا۔

’’ہسپتال جا رہی ہو؟‘‘ اسے کسی بھی طرح بتانے پر آمادہ نہ دیکھ کر بازل خان نے خود ہی پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

’’مسٹر بازل خان یو ڈونٹ انٹر فیران مائی پرسنلز...آئی ڈونٹ ایکسپٹ آف یور اینی رائٹ...‘‘

’’ربدا...دس از ٹو مچ...‘‘ وہ ایک دم پھٹ پڑا اور میانی فاصلہ عبور کرتے اس کا بازو تھام کر غصے سے کہا۔ وہ اس اقدام کے لیے تیار نہ تھی ایک دم لڑکھڑا کر بے توازن ہوئی تھی۔ خود کو گرنے سے بچانے کے لیے اسے بازل خان کے ہی وجود کا سہارا لینا پڑا تھا۔

’’کیا بدتمیزی ہے۔‘‘ وہ غصے سے بولی تھی مگر دوسری طرف تو پرواہی نہ تھی۔

’’تمہاری یہ طنزیہ باتیں اور جملے..میری برداشت سے باہر ہے یہ سب... اگر تمہیں یہ سب قبول نہیں تو چھوڑ کیوں نہیں جاتیں۔ جب تک تم میرے خاندان میں میری بیوی کی حیثیت سے موجود ہو میں تمہارے ہر معاملے میں بولنے اور انٹر فیئر کرنے کا حق رکھتا ہوں۔‘‘ وہ سختی سے کہہ رہا تھا تبھی دروازہ پر دستک

ہوئی تھی اور ساتھ ہی دروازہ کھلا تھا۔کھلے دروازے سے بی بی جان اندر داخل ہوئی تھیں۔

بازل خان نے سرعت سے اس کا بازو چھوڑا تو وہ خطرناک تیور لیے ایک طرف ہو گئی۔

’’تم کہیں جارہی ہو بچے؟‘‘ان دونوں کے تیوروں سے انجان بی بی جان نے اسے یوں تیار شیار کھڑے دیکھ کر پوچھا تھا۔ربدا پوری جان سے سلگ اُٹھی۔

’’میں نے رات ہی آپ کو بتایا تھا کہ میں صبح سے ہاسپٹل جوائن کر رہی ہوں۔‘‘بات کرتے ہوئے وہ لہجے کی تلخی پر قابو نہ پا سکی تھی بازل خان نے اسے گھورا۔

www.novelsclubb.com

’’ہاں مجھے یاد آگیا۔تم نے بتایا تھا رات میں۔‘‘پھر انہوں نے بازل خان کو دیکھا۔

’’بازل تمہارے بابا صاحب شہر جا رہے ہیں رات انہوں نے تمہیں جو فائلیں دی ہیں وہ کہاں رکھی ہیں۔ وہ اب مانگ رہے ہیں۔‘‘

’’وہ تو میں نے آپ کی سائیڈ دراز میں رکھ دی تھیں۔‘‘ ربدا ان دونوں سے انجان کھڑی رہی تھی۔ بازل کے جواب پر اکتا کر اسے دیکھتے بی بی کو دیکھا۔

’’میں جائوں بی بی جان! مجھے دیر ہو رہی ہے۔‘‘ یہاں حویلی میں ہر کام کے لیے بی بی جان یا بابا صاحب کی اجازت درکار تھی اگر وہ مطمئن ہو تیں تو اس کے لیے یہ اچھی بات تھی چونکہ وہ سرے سے ہی سب کے خلاف تھی تو اس کو محض ڈھکوسلے قرار دیتی تھی۔

’’ہاں کیوں نہیں...آج شادی کے بعد پہلا دن ہے بازل پتر تم خود بچی کو چھوڑ کر آئو۔ ہماری حویلی کی عزت ہے یہ اب... تنہا کیوں جائے؟‘‘ اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرے اجازت دے کر ساتھ ہی بازل کو تاکید بھی کر دی اور ربدا کے اندر تک کڑواہٹ گھلتی چلی گئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

حویلی میں قیام کو اسے ہفتہ ہونے کو تھا۔اس ساری حویلی میں اس کی دلچسپی کی ذات صرف انیق تھا وہ باقی سارا وقت ہسپتال میں گزار کر گھر آتی تو صرف انیق کی وجہ سے ابھی تک بہلی ہوئی تھی۔ بازل خان اس کا انیق سے لگاؤ دیکھ کر نا صرف چونکا تھا بلکہ کچھ مطمئن بھی ہوا تھا۔ ربدا کی فیملی سے بازل کا مسلسل فون پر رابطہ تھا ورنہ جس طرح ربدا کے تاثرات تھے ایک دن بھی وہ یہاں نہ ٹکتی۔ خصوصاً بی بی جان اسے سنبھلنے کو ٹائم دے رہی تھیں جبکہ باقی حویلی والے ربدا کے رویے سے اُلجھے ضرور تھے مگر پریشان نہ تھے۔

وہ آج بھی ہسپتال سے لوٹی تو انیق کو لے کر پہلی بار اپنے کمرے سے نکل کر ہال میں آ کر بیٹھ گئی تھی۔انیق کے گرد مختلف کھلونے بکھرے پڑے تھے وہ ان سے کھیل رہا تھا بازل خان چند پل کھڑا دونوں کو دیکھے گیا۔ وہ ابھی باہر سے لوٹا تھا۔ان دونوں کو دیکھ کر چونکا تو رُک گیا۔

www.novelsclubb.com

’’انیق...‘‘اس نے پکارا تو ربدا نے فوراً گردن گھما کر اسے کھڑے دیکھا۔

انیق بھی اب باپ کی آواز پہچاننے لگا تھا فوراً باپ کو دیکھ کر ہاتھ پاؤں مارنے لگا تھا۔

ربدا نے اسے گود سے نکال کر کشنوں کے سہارے قالین پر بٹھا دیا۔

’’با... بابا... بابا...‘‘ بازل خان قریب آیا تو وہ ہاتھ اُٹھا کر آوازیں نکالنے لگا۔ وہ دونوں پر ایک تیکھی نگاہ ڈال کر کھڑی ہو گئی تھی۔ وہ انیق کے پاس قالین پر بیٹھا تو اس نے وہاں سے ہٹ جانے کو قدم اُٹھایا۔

’’ربدا... وہ اسے اس کے حال پر چھوڑ چکا تھا مگر آج اسے انیق کے ساتھ دیکھ کر پکار بیٹھا۔

’’بات سنو میری...‘‘ وہ اُٹھ کر اس کے پاس آ کھڑا ہوا۔

www.novelsclubb.com

’’ایسا کب تک چلے گا... تم کچھ سننے پر آمادہ نہیں ہو میں کچھ کہنے بھی لگوں تو بھی انکار کر دیتی ہو... آخر تم سن کیوں نہیں لیتیں کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں... ہو سکتا ہے تمہیں فیصلہ کرنے میں آسانی ہو جائے۔‘‘

’’فیصلہ تو میں اسی رات کر چکی تھی واپس جانے کا... اگر مجھے ماما کے وعدے کا احساس نہ ہوتا تو میں ایک لمحہ بھی مزید یہاں نہ رُکتی۔ باقی رہی بات کہنے سننے کی تو تب بھی میرا یہی فیصلہ ہو گا۔‘‘

’’میں اپنی سب غلطیاں تسلیم کرتا ہوں۔ کیا تم ایک دفعہ آرام و سکون سے مجھے نہیں سن سکتیں۔ ایک بار کسی بھی مجرم کو صفائی کا موقع تو قانون بھی دیتا ہے نا۔‘‘

’’ٹھیک ہے میں تیار ہوں سننے کو بس شرط یہ ہے کہ تم سب کو بلا کر لاؤ جو میرے اور تمہارے نکاح کے ذمہ دار ہیں۔‘‘ وہ آرام سے کرسی پر بیٹھ گئی تھی بازل خان نے لب بھینچ لیے۔

www.novelsclubb.com

ربدا! پلیز جب معاملہ ہم دونوں میں کلیئر ہو سکتا ہے تو پھر تم اس کو اتنا ’’کیوں پھیلانے کی ضد میں ہو۔ بابا صاحب کو میں نہیں بتا سکتا۔ ‘‘

اوکے ایزیو وش... جو جیسا ہے چلنے دو۔ میری ماما کو بھی احساس ہو کہ کسی کی زندگی کس طرح تباہ ہوتی ہے اور شاید وہ ہی کوئی بہتر فیصلہ کر لیں۔ میرا تو یہی فیصلہ ہے اور رہے گا۔ میں واپس جائوں گی اور بس۔‘‘ وہ کہہ کر باہر نکل گئی بازل خان نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

رات کے دو بجے کا عمل تھا وہ مہمان خانے میں صوفے پر دراز کوئی کتاب پڑھ رہا تھا جب سجاول بھیا چلے آئے تھے وہ ہڑ بڑا کر سیدھا ہوا تھا وہ بھی اسے رات کے اس پہر یہاں دیکھ کر ٹھٹک گئے تھے۔

تم یہاں...‘‘ مہمان خانے کا یہ راستہ حویلی سے ہٹ کر تھا اس رات کے بعد وہ روز یہیں ہوتا تھا آج شاید اس کا پول کھل گیا تھا۔ اس نے فوراً بہانہ بنایا۔ ’’

www.novelsclubb.com

ہاں بس کچھ دوست آ گئے تو ان کے جانے کے بعد کتاب لے کر لیٹا تو ' '
"وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا۔

شہر سے میرے ایک دو مہمان آئے ہیں۔ میں یہاں کمرے دیکھنے آیا تھا۔" ' '
انہوں نے کہا تو وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔ یعنی اب اس کمرے سے بھی نکلنا تھا۔
اس کے کمرے پر تو اس رات سے ربدا قبضہ کیے ہوئے تھی اور اس وقت حویلی کے
اندر کسی اور کمرے میں جانے کا مطلب حویلی والوں کو تجسس میں مبتلا کرنا تھا۔

کافی رات ہو گئی ہے جائو اندر تمہاری بیوی پریشان ہو رہی ہو گی۔" وہ مرتا ' '
کیا نہ کرتا کے مصداق وہاں سے نکل آیا تھا۔

اپنے ہی کمرے کے دروازے پر دستک دیتے اس کی غیرت وانا کئی بار جاگی۔ دو تین
بار کی دستک کے بعد دروازہ کھل گیا تھا۔

ربدا اسے ادھر اس وقت دیکھ کر حیران ہوئی۔ نیند سے بوجھل خمار آلود آنکھیں پوری کی پوری کھل گئی تھیں۔ بازل خان نے فوراً اندر داخل ہو کر دروازہ لاک کر لیا۔ سجاول بھیا اس کے ساتھ ہی اندر آئے تھے ساتھ والا کمرہ انہی کا تھا۔

”تم... کیوں آئے ہو تم یہاں... نکلو ادھر سے۔“ خواب کی کیفیت سے نکلی تو اس پر چڑھ دوڑی۔

”ربدا... آہستہ... بھیا باہر ہیں۔“ منہ پر اُنگلی رکھ کر اسے فوراً ٹوکا۔

”تو میں کیا کروں... تم فوراً یہاں سے نکلو۔“ وہ اسے بستر کی طرف بڑھتے دیکھ کر ایک دم ہتھے سے ہی اُکھڑ گئی۔ بازل خان نے اسے گھور کر دیکھا مگر نگاہیں گویا اس کے وجود سے چپک گئی تھیں۔ جدید تراش خراش کے گرم سوٹ میں وہ اپنے وجود کی تمام تر خوبصورتی لیے اس کی نگاہوں کو خیرہ کر گئی تھی۔ دوپٹہ سے بے نیاز وجود۔ وہ اسے پہلی بار بغور دیکھ رہا تھا۔ حتیٰ کہ وہ اس کے پاس اغوا کے بعد

کتنے دن رہی تھی تب بھی اس نے اس کی ذات پر توجہ نہ دی تھی اور اب...اس نے ایک بھرپور نگاہ ڈالی تھی۔

ربدا اس کی نگاہ سے اپنی جگہ سن کھڑی رہ گئی مگر اگلے ہی پل غصے سے بل کھا کر رہ گئی تھی۔

’’بازل خان! میں کہہ رہی ہوں تم ابھی اور اسی وقت یہاں سے نکل جائو۔‘‘ وہ اس کو مکمل طور پر نظر انداز کرتا بستر پر دراز ہو گیا بالکل اسی جگہ جہاں وہ اس کی آمد سے پہلے سوئی ہوئی تھی۔اس نے وہی کمبل اوڑھ لیا۔

’’بازل خان...‘‘ انتہائی بے بسی سے دیکھا مگر ادھر پروا کب تھی۔

’’یہ میرا بھی کمرہ ہے۔آرام سے لیٹ کر سو جائو۔بڑے بھیا باہر ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ حویلی والے متجسس ہوں میں بس یہاں رات گزارنے آیا ہوں۔

www.novelsclubb.com

زیادہ چلاّنے یا شور کرنے کی ضرورت نہیں۔" بیڈ کے دوسری طرف اسے بھی لیٹ جانے کا اشارہ کرتے اس نے کمبل سر تک تان لیا تھا۔

اگر تم نہیں گئے تو میں شور مچا دوں گی۔" اس نے دھمکی دی۔ ' '

ضرور... اس کے بعد میں جو سلوک تمہارے ساتھ کروں گا وہ بھی ذہن ' ' میں رکھنا... تم میری بیوی ہو۔ بہت سے لوگوں کی موجودگی میں تم سے نکاح کر کے لایا ہوں۔ یہ مت بھولنا۔" ربدا گنگ سی رہ گئی۔ بازل خان کی بات کا مفہوم سمجھنا قطعی مشکل نہ تھا۔ وہ دوبارہ کمبل سر تک تان چکا تھا۔

اس نے بیچارگی سے اس جگہ دیکھا جہاں وہ کچھ پل قبل گہری نیند میں تھی۔ عجلت میں اُٹھ کر دروازہ کھولتے دوپٹہ وہیں رہ گیا تھا جو اب بازل خان کے وجود تلے دب گیا تھا۔ ایک بے بس نگاہ اس پر ڈالتے الماری سے چادر نکال کر صوفے پر جا بیٹھی۔

اب نیند خاک آنی تھی اور بستر پر وہ بھلا کیسے جا لیٹتی۔

اس کو مارے بے بسی کے رونا آنے لگا تو گھٹنوں میں منہ دے کر سسکیاں روکیں۔

ماما ابھی تک اپنی ضد پر قائم تھیں۔ان سب کے ویزے تیار ہو کر آ گئے تھے صرف سیٹیں کنفرم ہونا باقی تھیں ماما نے اس سے ذکر نہیں کیا تھا مگر اس کی وہی ضد تھی۔ وہ اس معاملے کو کسی طور پر سلجھانے پر آمادہ نہ تھی کئی بار بی بی جان نے بھی بات کرنا چاہی تو اس نے ان کی بات ہی سننے سے انکار کر دیا۔دوسری طرف ماما کے رویے سے ناراض ہو کر اس نے ادھر بھی کال کرنا بند کر دی تھی اگر وہ لوگ کال کر بھی لیتے تو وہ ایک دو منٹ سے زیادہ بات نہ کرتی تھی۔

اس رات کے بعد بازل خان اب اسی کمرے میں رہ رہا تھا اور بازل کی یہ حرکت اسے مزید طیش میں مبتلا کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس کے ذہن و دل میں ایک ہی بات طے تھی کہ یہ شخص اس کے اغوا اور باپ کی موت کا ذمہ دار ہے وہ اس سے زیادہ سمجھنا چاہتی تھی اور نہ ہی کچھ سننا چاہتی تھی۔

پھر حالات سدھرتے تو کیسے ؟

انہی دنوں بی بی جان اور بابا صاحب کا عمرے کے لیے جانے کا ارادہ بنا تو سجاول بھیا اور شائستہ کا بھی پروگرام بن گیا۔ کاغذات تو ان کے تیار تھے بس ٹکٹس کروانی تھیں۔ ان کے جانے کے بعد گھر میں وہ فنزا اور بازل کے علاوہ بڑے بھیا کے بچے اور سعد بھائی رہ گئے تھے۔

وہ ہسپتال جاتے انیق کو ساتھ ہی لے جاتی تھی اس تھوڑے سے دنوں میں ہی وہ اس سے بہت اچھی طرح مانوس ہو گیا تھا۔ بابا صاحب کے جانے کے بعد زمینوں کا سارا کام بازل اور سعد کے کندھوں پر آپڑا تھا۔ وہ سارا دن وہیں گزار کر رات گئے گھر لوٹتا تھا اور پھر صبح سویرے نکل جاتا تھا۔

آج بھی وہ دو تین دن بعد لوٹا تھا۔ باہر فصل کے دن تھے اور بارشیں بھی ہو رہی تھیں سردی میں بھی ایک دم کئی گنا اضافہ ہو چکا تھا اسے اتنے دن مسلسل باہر گزارتے زمینوں کا حساب کتاب دیکھتے شاید ٹھنڈ سی لگ گئی تھی۔ کل ساری رات بارش ہوئی تھی اور اب بھی گھر آتے آتے وہ بھیگ گیا۔ وہ گھر آیا تو شکر کا سانس لیا

ربدا ہسپتال گئی ہوئی تھی ورنہ اس کی موجودگی بھی ایک ٹینشن کا سبب بنی ہوتی تھی آج کل تھکاوٹ کی وجہ سے ویسے بھی جسم دُکھ رہا تھا۔وہ کپڑے بدل کر لیٹ گیا تھا۔

نجانے رات کو کون سا پہر تھا اس کی آنکھ کھلی تو جسم دُکھ رہا تھا بخار زور پکڑ چکا تھا۔

''سارہ...'' نجانے کس احساس میں تھا۔کچھ دیر پہلے وہ خوابوں میں اس کے ساتھ تھا اور آنکھ کھلنے پر بھی اس کا نام لبوں پر تھا۔

''سارہ...'' کمرہ روشن تھا۔ کہنیوں کے بل اُٹھتے اس نے دیکھا تو ربدا کا چہرہ دکھائی دیا۔وہ صوفے پر بیٹھی سارہ کے نام پر چونک کر اسے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

بازل خان کا ذہن حال میں لوٹا تو ایک گہری سانس لے کر رہ گیا۔

سر درد سے پھٹ رہا تھا۔ایسی حالت میں سارہ اس کا بہت خیال رکھتی تھی بالکل چھوٹے بچوں کی طرح ٹریٹ کرتی تھی اور اب سارہ نہیں تھی۔آج وہ اسے رہ رہ کر

یاد آرہی تھی۔اس کے ہاتھوں کا لمس پیشانی پر محسوس کرتے ہی وہ ساری تکلیف بھول جاتا تھا۔ربدا سے تو عام حالت میں کسی نیکی کی اُمید نہ تھی آج تو وہ بیمار تھا۔

''ربدا... کسی کو باہر سے بلوا دو۔ کسی ملازم وغیرہ کو۔'' سر دباتے اس نے اسے کہا۔

''آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اس وقت رات کے دو بج رہے ہیں اور آپ کی خدمت کے لیے اس وقت کوئی بھی نہیں جاگ رہا۔''

پتا نہیں کیسی ڈاکٹر تھی وہ تکلیف سے بے حال تھا اور اس کو قطعی پروا نہ تھی شوہر نہ سہی انسانیت کے ناطے ہی دیکھ سکتی تھی۔اس حالت میں سارہ اس کے کیسے ناز اُٹھاتی تھی۔وہ سوچ کر رہ گیا تھا ایک دم سارہ شدت سے یاد آئی۔ربدا نے نگاہ پھیر کر دیکھا۔

وہ تکیے پر سر رکھے آنکھیں بند کیے ہلکی ہلکی ضربیں پیشانی پر مار رہا تھا۔ نیند میں بھی وہ کراہ رہا تھا۔ کئی بار جی چاہا کہ ہاتھ لگا کر دیکھ لے۔ چہرہ تو تپ رہا تھا بخار کی حدت سے مگر پھر انا آڑے آگئی تھی

#وہ_ایک_لمحہ_محبت#

✍️ تحریر_سمیرا_شریف_طور#

قسط_نمبر_13_سیکنڈ_لاسٹ#

وہ تکیے پر سر رکھے آنکھیں بند کیے ہلکی ہلکی ضربیں پیشانی پر مار رہا تھا۔ نیند میں بھی وہ کراہ رہا تھا۔ کئی بار جی چاہا کہ ہاتھ لگا کر دیکھ لے۔ چہرہ تو تپ رہا تھا بخار کی حدت سے مگر پھر انا آڑے آگئی تھی۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر گزری تو وہ بے چین سی ہو کر اسے دیکھنے لگی۔ وہ لب بھینچے شاید درد کو ضبط کر رہا تھا۔ اس کے اندر پکڑ دھکڑ شروع ہو گئی۔ وہ اس سے بے شک نفرت کرتی

تھی مگر اس سے پہلے ایک ڈاکٹر بھی تھی اس کا دل نرم پڑنے لگا۔ نجانے وہ کتنی تکلیف میں تھا۔ اس نے سوچا۔

’’سارہ...‘‘ وہ کروٹ بدل گیا۔ اس کراہ نے اسے اندر سے جھنجھوڑ ڈالا تھا۔ وہ ایک دم صوفے سے اُتری تھی۔ جب سے بازل نے کمرے میں ڈیرہ جمایا تھا وہ صوفے پر سوتی تھی۔

’’کیا ہوا ہے۔‘‘ بستر کے قریب آکر جھک کر اس کی کلائی پر ہاتھ رکھا تو بازل خان نے حیران ہو کر اپنی سرخ انگارہ آنکھوں سے اسے دیکھا۔

’’کچھ نہیں... تم جائو... جا کر سو جائو۔‘‘ اپنی دہکتی کلائی کھینچ کر وہ اگلے ہی پل کھٹور بن گیا تھا۔ ربدا کو بہت سبکی کا احساس ہوا دل چاہا کہ اپنے ہمدردانہ جذبات اور اس شخص دونوں پر ہزار بار لعنت بھیجے اور جا کر واقعی سو جائے۔

کیا مجھے ایک شخص کو اس حالت میں چھوڑ کر نیند آجائے گی۔'' ہمدردی ایک بار پھر عود آئی۔ وہ خاموشی سے میڈیکل باکس لے آئی۔

تمہیں تو بہت تیز بخار ہے۔'' اس کی پیشانی کو چھوتے ہوئے کہا اور اب کی بار بازل خان چاہنے کے باوجود اس کا ہاتھ نہ جھٹک سکا۔ ربدا کے سرد ہاتھ کے لمس نے اس کے اندر سکون کی اک لہر سی اُتار دی تھی۔

کیا تم بارش میں بھیگتے رہے ہو۔'' اسٹیتھسکوپ سے سانس کی آمدورفت چیک کرتے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ بغور اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ اس وقت اس کے چہرے پر نفرت کا شائبہ تک نہ تھا بلکہ فکرمندی تھی۔ وہ تلخی سے مسکرا دیا۔

کیا فرق پڑتا ہے۔'' ربدا نے حیرت سے اسے دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا نجانے اس کی آنکھوں میں ایسا کیا تاثر تھا کہ وہ فوراً پلکوں کی چلمن گرا گئی تھی۔

تمہاری سانس بہت اُکھڑی ہوئی ہے۔ شاید ٹھنڈ لگ گئی ہے۔" کانوں سے اسٹیتھسکوپ ہٹا کر بکس کھول کر مطلوبہ دوائی نکالنے لگی تھی۔

"تم نے تو رات کا کھانا بھی نہیں کھایا۔ تم پہلے کچھ کھا لو۔ میں کھانا لاتی ہوں۔ پھر میڈیسن لے لینا۔" وہ کہہ کر باہر نکل گئی تھی۔

واپس آئی تو ٹرے میں کچھ سلائس بوائل انڈے کے ساتھ دودھ کا جگ تھا۔

"میں صرف یہی لے کر آئی ہوں۔ بخار میں شاید کچھ اور کھانے کو دل بھی نہ مانے۔ دودھ لائی ہوں۔ اگر چائے کی طلب ہو رہی ہے تو بنا لاتی ہوں۔" ٹرے بستر پر رکھ دی تھی۔

"نہیں ٹھیک ہے یہی... چائے رہنے دو۔" بازل اس کے رویے پر خاصا حیران تھا۔ کہاں نفرت سے زہر خند پھنکارتا لہجہ ہوتا تھا اور اب کہاں اتنی ہمدردی و

www.novelsclubb.com

فکر مندی تھی کھانا کھا کر میڈیسن لے کر وہ لیٹ گیا تھا۔ ربدا نے ضمیر کے سامنے اس سرخروئی پر سکون کا سانس لیا۔

ربدا! اگر تمہیں بُرا نہ لگے تو دو منٹ سر دبا دو... درد سے پھٹ رہا ہے۔"

وہ ٹرے رکھ کر کمرے میں لوٹی تو ایک فرمائش حاضر تھی۔ ربدا کو بڑا ناگوار گزرا۔ دو ٹوک انکار کرنے کو منہ کھولا مگر پھر کچھ خیال آنے پر چپ رہ گئی۔

اگر تمہیں بُرا لگا ہے تو اٹس اوکے... سارہ دبا دیا کرتی تھی تو میں نے یونہی کہہ دیا۔" وہ چند منٹ کھڑی دیکھتی رہی وہ آنکھیں بند کر گیا تو وہ خود بخود ہی بستر پر بیٹھ گئی۔ ہولے ہولے اس کی پیشانی دباتے اپنے مومی ہاتھ کی لرزش ربدا پر خود بھی آشکار ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اگلے دن وہ اپنی رات والی ہمدردی و فکر مندی پر خود ہی جھنجھلا رہی تھی۔ نجانے دل میں اتنی گنجائش کہاں سے نکل آئی تھی کہ نفرت کے بجائے ہمدردی نے جگہ

لے لی تھی۔ ہسپتال آنے کے بعد بھی دھیان اسی میں لگا رہا جو بخار کی حالت میں لیٹا ہوا تھا۔ وہ بمشکل وہاں گیارہ بجے تک ٹھہر سکی تھی اپنے ہی احساسات سے گھبرا کر وہ سسٹر رضیہ کو ہدایات دیتے واپس حویلی آگئی تھی۔

اپنے کمرے میں آئی تو بازل خان باتھ روم سے نکل رہا تھا۔ صبح جب وہ کمرے سے نکلی تھی تو وہ لیٹا ہوا تھا بخار سے تب بھی جل رہا تھا اور اب...اس نے شاید باتھ لیا تھا۔ وہ بھی اسے کمرے میں دیکھ کر چونکا۔

’’تمہیں باتھ نہیں لینا چاہیے تھا۔ پہلے ہی ٹھنڈ کی وجہ سے بخار ہوا ہے۔‘‘ وہ خود کو کہنے سے باز نہ رکھ سکی تھی۔ بازل خان نے حیرانی سے اس کے چہرے پر چھائی فکر مندی پڑھی اور پھر ہنس دیا۔

’’میں سخت جان ہوں...یہ چھوٹے موٹے بخار کچھ نہیں بگاڑتے میرا...‘‘ تولیہ صوفے پر ڈال کر وہ بستر پر جا بیٹھا تو ربدا کو سبکی سی محسوس ہوئی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

شاید رات والی حالت آپ اپنی بھول گئے ہیں۔مرحومہ بیگم صاحبہ کو یاد فرمایا جارہا تھا عالم مدہوشی میں؟'' ایک دم وہ پوری جون میں لوٹی تھی۔ بازل ہنس دیا۔

''رات واقعی تم نے بہت خیال رکھا۔ تھینکس تم بیوی جیسی بھی ہو مگر ڈاکٹر زیادہ ہو۔'' وہ بظاہر سنجیدگی سے کہہ رہا تھا ربدا نے اسے گھورا۔

''اب کیسی طبیعت ہے تمہاری...بخار اُترا؟'' وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکی تھی۔

''ٹھیک ہوں۔'' وہ بستر پر لیٹ گیا۔

ربدا نے جھک کر اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا جو ابھی بھی حرارت لیے ہوئے تھی۔

''تمہیں باتھ نہیں لینا چاہیے تھا۔'' کچھ فکرمندی سے کہتے وہ قدرے فاصلے پر بستر پر بیٹھ گئی۔ بازل خان نے حیران ہو کر غور سے اسے دیکھا۔ وہ اضطراری انداز میں ہاتھ کو مسلتے ہونٹوں کو کچلتے اسے پوری جان سے متوجہ کر گئی۔

تم نے ناشتہ کر لیا...''پلکیں اُٹھا کر پوچھا۔

نہیں...ابھی اُٹھا ہوں۔تم آج ہاسپٹل نہیں گئی تھیں کیا اور انیق کہاں ہے؟''

میں گئی تھی ابھی آئی ہوں۔انیق فنزا بھابی کے پاس ہے۔تم بیٹھو میں ناشتہ بنا کر لاتی ہوں۔''وہ اُٹھ کر باہر آگئی تھی۔

وہ اپنے جذبات واحساسات کو سمجھنے سے خود بھی قاصر تھی۔کہاں وہ نفرت، نفرت کا راگ الاپتے اس کی شکل تک دیکھنے کی روادار نہ تھی اور اب کیسے رات سے اس کی تیمارداری میں جتی ہوئی تھی۔

شام کے قریب وہ کمرے سے باہر نکلا تو وہ خود سے اُلجھنے لگی۔بے چینی حد سے بڑھی تو کمرے کی بے ترتیبی سمیٹنے لگی۔اس کا مقصد خود کو بہلانا تھا ورنہ ان چھوٹے موٹے کاموں کے لیے نوکروں کی فوج تھی۔کمرے کی ہر چیز ترتیب میں آتی چلی

گئی مگر اسے اپنی لایعنی سوچوں سے چھٹکارہ نہ مل سکا۔ کمرے کے بعد اس نے المار ی کی طرف توجہ دی۔ وارڈروب کے علاوہ یہ الماری تھی جو بازل کے استعمال میں تھی۔ وہ اکثر لاک رہتی تھی آج کھلی ہوئی تھی۔ اس نے یونہی وقت گزارنے کو کھول کر ادھر سے اُدھر ہاتھ مارنا شروع کر دیئے تھے یہاں بازل کی پرسنلز چیزوں کے علاوہ کچھ کاغذات فائلیں اور روزمرہ کے استعمال کی اشیاء تھیں۔ کئی خانے لاک تھے کاغذات والا کھلا ہوا تھا اس میں تصویروں کے بڑے بڑے البمز تھے۔

''ارے یہ لوگ تصویریں بنواتے ہیں مگر میری باری میں تو کچھ بھی نہ تھا۔'' متجسس ہو کر اس نے البم نکال لی تھی یہ سارہ اور بازل کی شادی کی تصاویر تھیں۔

www.novelsclubb.com

یونہی کھڑے کھڑے تصویریں دیکھتے البم کے اندر رکھا خاکی لفافہ نکل کر قالین پر گرا تو اس میں سے کئی چیزیں باہر پھسل آئی تھیں۔

اُف..." نیچے جھک کر وہ لفافہ اُٹھانے کو جھکی تھی جبھی باہر نکلی ہوئی تصویر پر اس کی نظریں جم سی گئی تھیں۔اس نے جلدی سے وہ لفافہ تھام لیا تھا۔البم واپس الماری میں رکھتے وہ لفافہ لیے بستر پر آبیٹھی تھی۔یہ پانچ چھ تصویریں تھیں ہر تصویر میں وہ اور بازل ساتھ ساتھ تھے اس کی تو شادی پر بھی کوئی تصویر نہ کھینچی گئی تھی کہ وہ سمجھتی کہ اس موقع کی ہو گی ہر تصویر اسے پہلے سے زیادہ شاک پہنچا رہی تھی۔ہر تصویر اس کے اور بازل کے درمیان ایک گہرے تعلق کو ظاہر کر رہی تھی۔

مائی گاڈ یہ کیا ہے بھلا؟" تبھی اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا تھا۔

اس کے اغوا کے بعد بازل نے تصاویر اور خطوط کا ذکر کیا تھا اور اس نے بہت کچھ کہا تھا سارہ کی ناراضی اس کی وفات اور پھر اس کا اغوا وہ ہر بات میں تصویروں اور خطوط کا ذکر کر رہا تھا اور بینش کے ہاں بھی اس نے اس سے تصاویر اور خطوط کی بات کی تھی جو وہ ٹال گئی تھی تو کیا اس کے اغوا کے پیچھے ان تصاویر کا کوئی ہاتھ تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بہت اُلجھ کر اس نے سارا لفافہ ہی بستر پر اُلٹ دیا تھا۔ وہاں نیگیٹوز کے علاوہ چند رسیدیں کچھ اور اس جیسی تصاویر کے علاوہ کچھ کاغذات بھی تھے۔اس نے تہ شدہ کاغذ تھام لیا تھا۔

یہ دو کاغذ اوپر تلے رکھ کر تہ کیے ہوئے تھے یہ کسی ڈائری کے صفحات تھے۔اس نے پہلا کاغذ اُٹھایا وہاں ایک تحریر رقم تھی۔

'' بازل خان...

تم نے بہت تاکید کی تھی کہ میں کوئی رابطہ نہ کروں تمہیں میرا شاید یہ خط لکھنا بھی اچھا نہ لگے مگر کیا کروں میں بہت مجبور ہو کر یہ خط لکھ رہی ہوں۔ تم نے تو پلٹ کر خبر تک نہیں لی نہ کوئی فون؟ نہ کوئی اطلاع۔

آج کل میرا پریشانی سے بُرا حال ہے اور کوئی راہ سجھائی نہیں دے رہی تم تو شاید میرے اور اپنے تعلق کو فراموش کر بیٹھے ہو۔ مگر میں اب کیا کروں؟ میں جو

تمہاری خاطر اتنا آگے بڑھ آئی ہوں کہ اب واپس پلٹوں تو بھی رسوائی ہی رسوائی مقدر ہے۔ تم ایسے حالات میں مجھے بیچ منجدھار میں تنہا کیسے چھوڑ سکتے ہو؟ یہ خط اسی تعلق کی یاد دہانی کے لیے ہے میں اب اپنے اور تمہارے تعلق کو کوئی ٹھوس اور قانونی نام دینا چاہتی ہوں۔ پلیز خط ملتے ہی ملو مجھ سے۔ ہمارے درمیان جو کچھ بھی ہوا ہے اس کے سراسر ذمہ دار تم خود ہو۔ اگر تم نے مجھ سے رابطہ نہ کیا تو تم جانتے ہو تمہاری حویلی تک آنا میرے لیے ناممکن نہ ہو گا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میں خاموش رہوں۔ تمہاری بیوی اور خاندان کو کچھ پتا نہ چلے تو فوراً ملنے آئو۔

تمہاری منتظر

فقط

"تمہاری ڈاکٹر ربدا فائق

www.novelsclubb.com

کیا...؟''اختتام تک آتے آتے اس کی چیخ نکل گئی تھی۔کاغذ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔

خط کا متن سمجھنے کے باوجود وہ کچھ بھی سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔یہ تحریر اس کی تھی نہ ہی رائٹنگ بس اس کا نام تحریر تھا۔وہ کچھ بھی نہیں سمجھ پائی تھی اس نے خط اُٹھا کر کئی بار پڑھا مگر آخر میں نام اسی کا تھا۔اس نے دوسرا کاغذ کا ٹکڑا اتھام لیا۔

ڈیئر بازل خان!

میرے پہلے خط کے جواب میں تم نے میرے ساتھ جو سلوک کیا ہے یہ اس کا ری ایکشن ہے۔میں تمہاری بیوی کو بتاؤں گی اور تمہارے نام نہاد خاندان کو بھی...اب میری نفرت وانتقام سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا یہ تصویریں بھیج رہی ہوں ایسی ہی تصاویر تمہاری بیوی کو بھی مل جائیں گی۔مجھے استعمال کر کے بہت بڑے نقصان کا سودا کیا ہے تم نے۔اب اس کا انجام بھی دیکھو۔

‘‘فقط تمہاری ڈاکٹر ربدا فائق

مائی گاڈ...‘‘ پتا نہیں یہ کیا قصہ تھا...اور اس ساری سچویشن کا جو موضوع تھا ’ ’ وہ تصور کرتے ہی اس کا ڈوب مرنے کو جی چاہ رہا تھا۔ وہ بھلا ایسی گندی گھٹیا حرکت کر سکتی تھی۔ وہ ایسی گندی گفتگو سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ کجا کہ خط میں لکھنا۔

وہ سارا کچھ دوبارہ لفافے میں ڈال کر اسے سرہانے تلے رکھ کر سر پکڑ کر بیٹھ گئی اب اسے اصل صورتحال صرف بازل خان ہی بتا سکتا تھا اور وہ شدت سے بازل خان کے آنے کی منتظر تھی۔

بازل خان کمرے میں لوٹا تو وہ اسی طرح بستر پر بیٹھی ہوئی تھی وہ انیق کو ساتھ لے کر آیا تھا دوسری طرف آکر انیق کو لٹا کر خود بھی ساتھ ٹک گیا تھا۔ اس نے کمرے پر ایک ستائشی نگاہ ڈالی۔ ہر چیز نکھری نکھری صاف ستھری واپس اپنی جگہ پر تھی۔ ربدا سرہانے سے لفافہ نکال کر اس کی طرف چلی آئی تھی۔

بازل خان... یہ سب کیا ہے؟"اس کے دامن میں خط اور تصویریں پھینک کر وہ سوالیہ نشان بن گئی تھی۔ بازل خان نے چونک کر اس کے چہرے اور پھر لفافے کو دیکھا۔

"یہ تمہیں کہاں سے ملا؟

یہ تمہاری الماری سے صفائی کرتے ہوئے ہاتھ لگا ہے۔ پلیز ٹیل می... یہ سب کیا ہے؟"وہ ایک دم پھٹ پڑی تھی۔اس کے قریب ہی گرنے والے انداز میں بیٹھی تھی۔

یہ سب وہ سچ ہے جو میں بہت دیر سے بتانا چاہ رہا تھا مگر تم اپنی نفرت کی وجہ سے سننا اور جاننا نہیں چاہتی تھیں۔"وہ بہت تحمل سے کہہ رہا تھا۔

پلیز بازل! مجھے ساری حقیقت بتاؤ؟ میں ایسی بالکل نہیں ہوں نہ ہی یہ خط میرا ہے اور نہ ہی یہ تصویریں میں نے بھیجی ہیں۔ مجھے نہیں پتا یہ کس کا کام ہے۔

یقین کرو میرا...آئی سویئر میں بھلا اتنا گھٹیا کام کر سکتی ہوں...اتنی گندی گفتگو... قسم لے لو یہ میری رائٹنگ نہیں ہے۔" وہ شدت سے رو پڑی بازل خان نے ایک گہری سانس لی اور پھر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

میں جانتا ہوں یہ تم نے نہیں لکھا اور نہ ہی تم نے کچھ بھیجا...یہ کس کا کام ہے میں یہ بھی جانتا ہوں۔" وہ اس کے قریب بیٹھ گیا تھا ربدا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کون ہے وہ...؟

بینش...تمہاری دوست اور میری چچازاد بینش۔" حیرت کا یہ شدید جھٹکا تھا۔

بینش..." وہ مسلسل نفی میں سر ہلاتی بے یقین تھی۔

www.novelsclubb.com

مگر کیوں؟ اس نے یہ سب کیوں کیا؟ میری بھلا اس سے کیا دشمنی تھی میں نے اسے ہمیشہ دوست سمجھا مگر اس نے ہی دوستی ختم کرلی۔" وہ اب کھل کر رو رہی تھی۔

ہوس، نفرت اور رقابت کی آگ انسان کو حیوان بنا دیتی ہے۔ شیطانی درجے پر پہنچا دیتی ہے۔ میری بھی یہی کیفیت ہوئی تھی۔ یہ تصویریں دیکھ کر اور خط پڑھ کر سارہ، بابا اور سب مجھے بے اعتبار کر گئے تھے اور سارہ جس سے میرا محبت کا تعلق تھا وہ تمہاری طرح کوئی بھی صفائی کا موقع دیئے بغیر چپ چاپ پھوپھو کے ہاں چلی گئی اور چند دن بعد اس کی ڈیتھ ہو گئی۔" وہ چپ ہو گیا تھا۔ ربدا اس وقت جس اذیت سے دوچار تھی اسے پہلی بار بازل کی اذیت کا اندازہ ہوا۔

www.novelsclubb.com

وہ اسے پچھلی تمام کہانی سناتا چلا گیا۔ سبھی کچھ جو بینش نے کہا تھا اور وہ سبھی کچھ جو وہ غلط فہمی میں ربدا کے ساتھ کر چکا تھا۔

یہی وہ سچ تھا جسے سن کر تمہاری امی نے معاف کر دیا تھا یہی وہ سچ تھا ربدا، جو میں تمہیں بتانا چاہتا تھا مگر تم کچھ بھی سننے کو تیار کہاں تھیں ؟ ربدا تم میری اس وقت کی کیفیت کا اندازہ لگا سکتی ہو میری محبت، میری عزت رشتے، اعتبار اعتماد سب داؤ پر لگ گیا تھا ایسے میں میں وحشی نہ بنتا تو کیا کرتا... تم اندازہ نہیں لگا سکتیں اس وقت میری کیا کیفیت تھی میں تمہیں بد سے بد ترین سزا دینا چاہتا تھا۔ تمہیں میں نے اغوا کروالیا تھا تم میری تحویل میں تھیں میں وحشی تو بن گیا مگر خود کو شیطان نہ بنا سکا تم باعزت سرخرو میری قید سے نکل گئیں اور میری تلاش شروع ہو گئی اور جب اصل مجرم سامنے آیا تو میرا ضمیر ہی مجھے مجرم بنا گیا۔ بی بی جان کے سامنے تمام گناہوں کا اعتراف کیا تو پھر وہ مجھے تمہاری والدہ کے پاس لے گئیں۔ وہ واقعی بہت عظیم خاتون ہیں سب کچھ جان کر نفرت سے دھتکارا نہیں بلکہ معاف کرتے ہوئے انہوں نے جس طرح تمہارے لیے میرا پروپوزل قبول کیا ان کے اس عمل نے مجھے خرید لیا۔ میں ساری عمر بھی ان کے سامنے سر نہیں اُٹھا سکتا اس سارے

www.novelsclubb.com

عرصے میں انہوں نے مجھ سے ایک ایک پل رابطہ کیے رکھا ہے تمہاری نفرت مجھے ہرا دیتی اگر ان کی تسلی اور اعتماد میرے شامل حال نہ ہوتا۔ میں تمہارا مجرم ہوں، تمہارے والد کی موت کا ذمہ دار اور تمہاری رسوائیوں کا سبب... مگر تمہارے کردار، تمہارے بے لوث جذبات نے مجھے تمہارا گرویدہ بنا ڈالا اور مجھے لگا میں سر سے پائوں تک تمہاری محبت میں مبتلا ہوں۔ اسی محبت نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں بی بی جان کے سامنے اپنا دل کھول دوں اور انہوں نے تمہارے حصول کے لیے میرا بہت ساتھ دیا۔ بے شک میں تمہیں کسی بھی قیمت پر نہیں کھونا چاہتا مگر پھر بھی فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ ساری حقیقت تمہارے سامنے ہے۔ جو فیصلہ کرو گی مجھے منظور ہے۔'' وہ خاموش ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

بازل خان...'' یہ سب ربدا کے لیے برداشت کر لینا بہت مشکل تھا ایک دم نڈھال سے انداز میں بازل کے دونوں ہاتھ تھام کر اپنا ترچہرہ اس پر رکھتے وہ پھر شدت سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

اس دعوت میں ماما، شارقہ اس کا شوہر اور نومان، ثوبان کے علاوہ شمسہ اور فائزہ آنٹی بھی آئی تھیں۔

شادی کے بعد پہلی بار وہ سب لوگ اس کے پاس آئے تھے وہ بے پناہ خوش تھی۔ اس کے ارد گرد بے پناہ محبتیں تھیں اپنی خود ساختہ نفرت کے خول سے نکل کر دیکھا تو یہاں سبھی اپنے تھے تو پھر وہ دل میں کدورت کیوں رکھتی۔ وہ ماما کے فیصلے پر دل وجان سے راضی تھی۔ ماضی میں بازل خان نے جو بھی کیا مگر وہ اس وقت اس کا حال اور مستقبل تھا۔ وہ اپنے تمام گناہ قبول کرتے سزا کا منتظر تھا اور اس نے ماما کی طرح اسے معاف کر دیا تھا۔ وہ اسی کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنے کو تیار تھی۔

www.novelsclubb.com

اس وقت وہ فنزا اور شائستہ بھابی کے ساتھ بیٹھی دعوت انجوائے کر رہی تھی۔ جبکہ باقی سبھی حویلی کے ہال میں کھانا کھا رہے تھے۔

جانتی ہو بی بی جان نے اپنے عمرے کے بہانے تمہاری دعوت ولیمہ نبٹائی ہے۔" کھانا کھاتے بھابی نے اسے چھیڑا تو وہ مسکرا دی۔ تبھی انیق رونے لگا تو وہ اسے اُٹھائے باہر آگئی ماما اور باقی سب بی بی جان کے ساتھ ہی تھے۔

کدھر ہو... کب سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا نظر ہی نہیں آرہی محترمہ۔" وہ کچن کی طرف آئی تھی کہ کسی ملازمہ کو بلا کر انیق کو اسے تھماتی کہ اسے بہلائے جبھی بازل سامنے چلا آیا تھا۔

تو ضرورت ہی کیا تھی۔ شریف بیوی کے ہوتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھنے کی۔" اس نے لتاڑا۔

ہاں یہ بیوی کتنی شریف ہے خوب جانتا ہوں میں بھی۔" اس نے خوبصورت سرخ لباس میں زیورات میں سجی سجائی اپنی زوجہ محترمہ کو گھورا، وہ کھل کر ہنس دی۔

' ' یہ انیق کیوں رو رہا ہے؟" انیق کے چہرے پر آنسو دیکھ کر ٹھٹکا۔

' ' یونہی موڈی سا ہو رہا ہے۔ کوئی کام تھا کیوں ڈھونڈ رہے تھے۔" انیق کا چہرہ صاف کرتے کندھے سے لگا کر تھپتھپاتے پوچھا۔

#وہ_ایک_لمحہ_محبت

✍تحریر_سمیرا_شریف_طور#

#قسط_نمبر_14_آخری

' ' یونہی موڈی سا ہو رہا ہے۔ کوئی کام تھا کیوں ڈھونڈ رہے تھے۔" انیق کا چہرہ صاف کرتے کندھے سے لگا کر تھپتھپاتے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

' ' بی بی جان کے پاس اندر ہی تھی۔ آنٹی (ربدا کی ماما) کہہ رہی تھیں کہ وہ تمہیں کل صبح واپسی پر اپنے ساتھ لے کر جا رہی ہیں؟" وہ سمجھ گئی کہ جناب تک خبر پہنچ چکی ہے۔

’’ہاں تو دو دن بعد تو ماما لوگوں نے شارقہ کے ساتھ چلے جانا ہے۔ پھر پتا نہیں کب ملاقات ہو۔ میں جب سے ادھر آئی ہوں ایک بار بھی تو گھر نہیں گئی۔ اب ماما کے ساتھ جانا چاہتی ہوں۔ کچھ وقت گزارنا چاہتی ہوں۔‘‘ چلتے چلتے دونوں اپنے بیڈروم میں آگئے تھے۔ انیق کو بستر پر لٹا کر سنجیدگی سے بازل خان کو جواب دیا۔

’’اور تمہارے بغیر میں ادھر کیسے رہوں گا؟ کچھ خدا کا خوف کرو... کوئی نہیں جانا۔ جس دن ان لوگوں نے جانا ہو گا لے جاؤں گا۔‘‘ اس نے صاف انکار کیا۔

’’ہر گز نہیں... میں صبح ہی جاؤں گی... ذرا بھی خدا کا خوف نہیں... اتنے دنوں سے ادھر ہوں۔ کسی نے جھوٹے منہ بھی نہ کہا کہ جا کر مل بھی آؤ یا کوئی لے ہی جائے۔‘‘ پچھلے چند دن میں دونوں کے درمیان تعلقات اس قدر خوشگوار پیمانوں پر استوار ہو چکے تھے کہ ڈھونڈنے سے بھی کوئی اندازہ ہی نہیں لگا سکتا تھا کہ کبھی دونوں کے درمیان شدید قسم کی نفرت پائی جاتی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس نے غصے سے کہا تو وہ مسکرا دیا اور اسے کندھوں سے تھام کر خود سے قریب کرتے اس کا چہرہ اوپر اُٹھایا۔

پتا ہے ربدا مجھے لگتا ہے میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں ابھی آنکھ کھولوں گا تو خواب ٹوٹ جائے گا۔" وہ جذباتی انداز میں کہہ رہا تھا ربدا نے جواباً اُس کے بازو پر زور سے چٹکی کاٹی تو وہ بلبلا اُٹھا۔

اُف... کیا ہے۔" اسے گھورا تو وہ اطمینان سے کہنے لگی۔

"ہوش میں لا رہی ہوں... محترم! خواب اتنے دنوں پر محیط نہیں ہوتا۔

خدا سمجھے تمہیں... سارے رومانٹک موڈ کا ستیاناس کر دیا ہے تم نے۔" وہ ہنس دی۔

www.novelsclubb.com

آپ کا یہ رومانٹک موڈ تو چوبیس گھنٹے جاری رہتا ہے جناب! یہ دیکھیں اپنے اس لخت جگر نور چشم کو کیسے آنکھیں کھول کر دیکھ رہا ہے۔ کچھ تو شرم کر لیں۔ ابھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

باہر سے آواز پڑ گئی تو سارا موڈ ختم ہو جائے گا اتنا رومینس صحت کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے۔ کنڑول یور سیلف۔"

خدا ایسی ظالم جلاد ڈاکٹر قسم کی بیوی کسی دشمن کو بھی نہ دے۔" اس نے ہاتھ اُٹھا کر دہائی دی۔

"اچھا کل صبح پھر تم نہیں جا رہیں نا۔ پرسوں خود ہی لے چلوں گا پرامس۔

بالکل بھی نہیں... آپ نے جانا ہے تو صبح ساتھ ہی چلیے گا ورنہ میں نہیں رُکوں گی۔" اس نے صاف انکار کر دیا۔

میری پیاری بیوی نہیں ہو... کل بالکل فری نہیں ہوں۔ کل بابا صاحب کے ساتھ کہیں جانا ہے چلو پرامس شام واپسی ہو گئی تو کل شام ہی چلیں گے۔" وہ اسے پھر کندھوں سے تھام کر کہہ رہا تھا۔ ربدا بازل خان کو دیکھتے ہنس دی۔

’’مائی گاڈ... یقین نہیں آتا کہ آپ وہی بازل خان ہیں جن سے میری ملاقات انتہائی خراب سچویشن میں ہوئی تھی اور جس کے غصے کو دیکھ کر میں ڈر گئی تھی۔‘‘ وہ برملا حیرت کا اظہار کر رہی تھی بازل خان نے اسے مسکراتے ہوئے خود سے اور قریب کر لیا۔

’’تم نے مجھے معاف کر دیا ہے نا؟ دل سے...‘‘ ربدا نے سر اُٹھا کر دیکھا۔

’’اگر معاف نہ کیا ہوتا تو اس وقت آپ کے اتنے قریب کھڑی نہ ہوتی اور آپ اچھی طرح جانتے ہیں میں صرف زبان کی ہی صاف گو نہیں ہوں بلکہ دل کی بھی صاف ہوں۔‘‘

’’تھینکس ربدا... جانتی ہو تمہاری اس معافی نے مجھے تمہارا کس قدر گرویدہ بنا ڈالا ہے۔ ریئلی آئی لو یو... آئی سویئر لو یو۔‘‘ بازل کے اس قدر والہانہ انداز پر وہ محجوب سی ہو کر رہ گئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

''تم واقعی بہت اچھی لڑکی ہو۔'' ربدا کے ذہن میں چھن سے ہسپتال کے روم میں اسٹریچر پر زخمی لیٹے وجود کے منہ سے ادا کیا گیا فقرہ یاد آیا۔

''تو پھر کل تم آنٹی لوگوں کے ساتھ نہیں جا رہیں نا؟'' اس نے غصے سے اسے گھورا۔

''اب اگر آپ نے نا جانے والی بات کی تو سچی میری اور آپ کی بڑی زبردست قسم کی لڑائی ہو جائے گی اور اب کی بار میں نے ماننا بھی نہیں۔'' اُنگلی اُٹھا کر اسے وارن کیا۔

''میں پہلی بار اپنے میکے جانا چاہ رہی ہوں آپ کو کیا پتا ماما کے یوں دور جانے پر میں کتنی تکلیف محسوس کر رہی ہوں۔ پھر نجانے کب ملاقات ہو۔ شارقہ کا جانا تو طے ہے نا۔ نومی اور ثومی دونوں کے مستقبل کے لیے کڑوا گھونٹ پینے پر مجبور ہوں۔ پھر جانے کب ملاقات ہو۔ میں ان کے پاس کچھ دیر ٹھہرنا چاہتی ہوں۔ آپ کو لے کر میں ان سے ناراض رہی ہوں اب ان سے معافی مانگنا چاہتی ہوں اور آپ

ہیں کہ انکار کر رہے ہیں۔“اس کی آنکھوں میں نمی آگئی تو بازل خان نے فوراً اس کا چہرہ تھاما۔

”آئی ایم سوری... تم ضرور جاؤ میں منع نہیں کر رہا... مگر...“اس کی پلکوں سے نمی چن لی تھی۔

”تو پھر؟“اس نے نروٹھے پن سے پوچھا۔

”کیا خیال ہے ہم بھی یورپ ٹرپ پر نہ نکلیں۔ایک دو ماہ میں چلیں گے۔“ اس نے اس کا دھیان بٹانا چاہا۔

”آئیڈیا تو بُرا نہیں مگر ماما کے پاس چلیں گے سب سے پہلے پھر کہیں اور...“ وہ ایک دم بہل گئی تھی اور بازل خان مسکرا دیا۔

”محترمہ میں اپنے ہنی مون ٹرپ کی بات کر رہا ہوں۔“

ایک بیٹے کے باپ ہو کر ہنی مون پر جاتے ہوئے شرم تو نہیں آئے گی۔ ' '

''مگر میں ماما کے پاس جانا چاہتی ہوں صرف۔

''اور تمہیں منع کرتے تو جیسے بڑی شرم آرہی ہے۔ ' '

''دیکھیں آپ لڑائی میں پہل کر رہے ہیں۔ ' '

''تو تم جواب نہ دو۔ ' '

''...بازل خان ' '

ربدا...'' پھر دونوں ہی کھلکھلا کر ہنس دیئے تھے۔ ' '

آپ بہت بُرے ہیں۔'' وہ گویا ہار گئی۔ ' '

www.novelsclubb.com

اور تم واقعی بہت اچھی ہو۔'' محبت کا اظہار اس سے خوبصورت بھلا اور کیا ' '

ہو سکتا تھا اور پھر وہ اس کی محبت کی پھوار تلے بھیگتی چلی گئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ان کے پاس کسی کام کے لیے آتی بی بی جان دروازے پر ہی دونوں کی آوازیں سن کر رُک گئی تھیں اور پھر ان کو ہنستے دیکھ کر خود بھی مسکرادیں۔

یااللہ میرے بچوں کو ہمیشہ آباد رکھنا۔ کسی بینش جیسی حاسد نظر سے بچانا۔ دونوں کو صحت اور تندرستی کے ساتھ حقیقی خوشیاں عطا کرنا۔" ان کا دل شدت جذبات سے مغلوب دُعامانگ رہا تھا اور آنکھوں میں گزرے حالات کی نمی تھی۔

دونوں کو حالات نے جس طرح بھی ملایا تھا مگر ربدا کی بے پناہ نفرت کو دیکھتے انہوں نے عمرے کا ارادہ کیا تھا اللہ کے گھر میں رو رو کر مانگی گئی ان کی ہر دُعا قبول ہوئی تھی۔ واپس آکر دونوں کو مطمئن دیکھ کر وہ جیسے ایک دم جی اُٹھی تھیں اور آج کی تقریب اسی اعزاز میں تھی دونوں کو دُعائیں دیتے وہ بنا دونوں کو ڈسٹرب کیے واپس پلٹ گئی تھیں۔

(تمت بالخیر)